سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ

کہ در آوان خجستہ توامان پر از امن و امان مربی علوم و شریعت مشید ارکان عدل و نصفت

اعلیٰ حضرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مجلد ثالث کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

کہ حسب حکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مورخہ ۲۰ آذر سنہ ۱۳۰۶ف مطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ

سنہ ۱۳۱۴ ہجری شریک کتب امتحانات قانونی ممالک محروسہ سرکار عالی گردید

بہ سرپرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجناب خان بہادر مولانا مولوی خدا بخش خان صاحب جج

بہادر چیف جسٹس بسعی میر رستم علی صاحب تاجر کتب

بماہ اپریل سنہ ۹۹ء

در مطبع حیدری باہتمام سید حسین مالک مطبع چھاپ گردید

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت ملسکتی ہیں

نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث و فقہ و کلام مذہب امامیہ	
معطار الجوامع	ہے۸؍
منہج الیقین	ہے۴؍
صراۃ النجاہ وغیرہ	عا۶
صراۃ النجاۃ خورد	۱۲؍
انوار الابصار	عما۶
عقائد شیعہ	//
ابواب الجنان	عا۸؍
تحفۃ العارفین	۱۰؍
آداب التعلیم	۸؍
ینبوع المعجزات	//
ریحان معراج	//
مثنوی نان حلوا	۴؍
شرح ہفت بند کاشی	//
باغ ارم	عہ۸؍
شمس المشرقین	۴؍
تحفہ جعفری	۶؍
مظہر الغرائب	۱۲
مظہر العجائب	//
سیر الائمہ	عما۶
حلیۃ الصالحین	عہ۸؍
مشارق الانوار	۱۲؍
الروضۃ الاحکام	للعہ

نام کتاب	قیمت
مصائب	
دفتر غم	عہ۸؍
روضۃ الشہدا	۱۰؍
بوستان شہادت	عہ۴؍
سلک مرصع	//
مجموعہ مرثیہ میر مونس	//
// میر انیس	للعہ
زبدۃ المصائب	عا۶
ذائقہ ماتم	عا۶ ۱۲؍
ریحان غم	عا۸
خلاصۃ المصائب	//
رفیق الزائرین	//
داستان غم	عہ۸؍
کنز المصائب	عہ۵
ریاض الشہادت	
۳ جلد	عا۵
مجالس الشیعہ	۶
ادعیہ امامیہ	
رسائل نخبہ	عہ
زاد المعاد	عا۶
صحیفہ کاملہ	عا۶
رسالہ استخارہ	۸؍
تقطیع کوچک	
صحیفہ ثانیہ	عہ

نام کتاب	قیمت
اخلاق و نصائح	
تحفہ نفیس	۶؍
توقیعات کسریٰ	۸؍
قوانین دستگیری در لغت	صہ
شمیم شادان در لغت	۴؍
مخازن الانشاء در لغت	۱۲؍
قصص وغیرہ	
ضرب المجالس	عا۸
گلزار آصفی	صہ
صریعۃ العالم مقالہ ۱	للعہ
// مقالہ دوم	للعہ
تزک آصفیہ	للعہ
تحفۃ العالم	للعہ
کتب دواوین و مثنویات وغیرہ	
دیوان امانت	عہ۴؍
گلزار خلیل	عہ۴؍
یادگار صغیر	عہ
ریاض لطافت	عا۸
دیوان ضامن	۴؍
دیوان مظہر جانجاناں	۸؍
دیوان عابد	عہ
دیوان فیض	عا۶
دیوان اشک جلد ثانی	عا۶

نام کتاب	قیمت
نجوم و رمل	
آفتاب رمل	عہ۸؍
گلشن شہرت حصہ ۱	عہ۱۲؍
ایضاً حصہ ۲	عہ۱۲
ایضاً حصہ ۳	عہ۱۲؍
دانش نامہ جہان	عہ
سرچشمۂ رحمت در تصوف	عا۴؍
مونس ذاکرین	ہے
حدائق البلاغہ در عروض	۸؍
گنجینۂ تواریخ	عہ
طب	
انوار الحواشی	صہ
موضح القانون	عہ۸؍
اقصرائی اردو	للعہ
قرابادین ذکائی	۶
مجربات شہریاری	۱۲؍
مناظرہ	
نور الکریمتین	عہ
تحفۃ الاشعریہ	سے
سفینۃ العوام	۱۰؍
رسالہ آیۂ تطہیر	۸؍
تنبیہ المنکرین	۶؍
معیار الہدا	عہ۴؍
عمدۃ الانشا	۱۰؍

السید رستم علی تاجر کتب و مالک مطبع عباسی حیدرآباد دکن کوچہ لڈولی صاحب

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول
و منقول کاشف معضلات فروع و اصول
قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب
المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین متقین و متقشفین آثار ائمہ طاہرین پر
مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب وقائع الاحکام مسمین اصل کتاب
شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی و مشہور و
مستند کتاب و نافع افاضل و طلاب ہی) زبان اردو مین بامحاورہ
ترجمہ اور اُسکے عبارات مشکلہ اور مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ
و مرغوب کیا گیا ہے اور اُسکے حواشی پر مسائل عدیدہ کی ساتھ
متانت کے تسہیل کیگیی ہے حضرات مومنین کے لیے عموما اور
طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصا بہت ہی مفید اور نافع ہی
بنا برآن علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہی کہ
اس کتاب کو ہر نوع خرید فرمائین و اُس سے نفع اٹھائین

حررہ السید مصطفی المدعو بہ میر آغا عفی عنہ

العبد سید محمد ہادی
سید مصطفی بن محمد

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول
و منقول کاشف معضلات فروع و اصول
قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب
المعروف بجناب سید علن صاحب ادام اللہ ظلال الکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین متقین و متقشفین آثار ائمہ طاہرین پر
مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب وقائع الاحکام مسمین اصل کتاب
شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی و مشہور و
مستند کتاب و نافع افاضل و طلاب ہی) زبان اردو مین بامحاورہ
ترجمہ اور اُسکے غوامض مشکلہ اور عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ و
مرغوب کیا گیا ہے اور اُسکے حواشی پر معضلات مسائل کا مع ادلہ ساطعہ و
براہین قاطعہ بنہایت متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات
مومنین کے لیے عموما اور طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصا
بہت ہی مفید و نافع ہے بنا برآن علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و
سزاوار ہے کہ اس کتاب کو خرید فرمائین اور اُس سے نفع اٹھائین

۱۳۰۹
لا الہ الا اللہ القوی
العبد محمد حسین النقوی

صورت تقریظ سرکار بعشرت مدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب
ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ و السّلام قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزّمان جناب آقا
سیّد محمّد باقر صاحب دام ظلہ العالی مادامت الایام و اللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین و متقین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نہ ہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ لقاعات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور و مستند کتاب ہے اور مرجع فضلاء و علماء اطیاب ہے بعض مواضع متفرقہ اسکے نظر قاصر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ و خوب و حل عبارات مشکلہ و مواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب و عنوان مرغوب کیا گیا ہے حضرات مومنین کے لیئے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیئے خصوصاً بہت نافع و مفید ہے البتہ
جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہے کہ
بشوق و رغبت تمام اسے خرید فرمائین
اور اسکے فوائد سے
منتفع ہوں فقط۔

لا الہ الا اللہ القوی
عبدہ محمد باقر بن
محمد علی الرضوی ۱۳۱۳

صورت ما فصلتہ انامل الحبر العلامہ والنحریر الفہامہ کشاف معضلات التحقیق بموجز بیانہ
ومورد غوامض التدقیق بمختصر تبیانہ فخر المدرسین منتجع الناقدین قدوۃ المصنفین مولانا
ومقتدانا جناب المولوی السید ظہور الحسین دامت برکاتہ وعمت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین وقرائح صافیۂ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلد ثالث کتاب مستطاب شرائع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدۃ الاحباء الاطیاب وصفوۃ الالباء الانجاب الاخ السدید والولی الرشید البدر الوضی والقمر المضی الخلیل الواثق والصدیق الموافق کریم المحاتد والمعاقد المولوی السید محمد صادق ابقاہ اللہ ما ذر شارق واومض بارق نجل العالم العامل والفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرۃ جبہۃ المفاخر المنتقل الی جوار رحمۃ ربہ الغافر مولانا السید محمد باقر قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور مرتبۂ علیہ مین جمہور اولی الالباب ہی) کے ایقاعات کا با محاورہ ترجمہ اور اُسکے عبائر دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہی من اولہ الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرفاً بحرف مطابق کیا در حقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات عویصہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ سہل و آسان اور مؤید بہ برہان کیا ہی جسکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد مفہوم ہو سکتا ہی اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک اور جواہر الکلام وغیرہ شروح وحواشی سے ماخوذ ہین) بغایت تنقیح و توضیح محشی کیا ہی فی الواقع زبان اردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً نہایت نافع ہی بنا بران اعلیہ جملہ مومنین اخیار اور متتبعان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم ما دام اللیل والنہار کو لائق و سزاوار ہی کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اُسکے فوائد و مطالب سے منتفع ہون

حررہ الاحقر ظہور حسین ۱۳۰۹ھ سید ظہور حسین الباقری عفی عنہ

فہرست کتب ودائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

وهذا هو المجلد الثاني من الكتاب المستطاب ... للفاضل ...

جواهر الكلام

ترجمه

شرائع الاسلام

وقد طبع بعد تصحيح ما صححه الأعز الأجل المولوي المرحوم السيد زاهد حسين ... من الله الكريم

في المطبع ... الشهير ... النامي الواقع في لكهنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ اما بعد پس خادم الطلبہ سید محمد صادق ابن سید محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمت ارباب فضل وکمال مین عرض کرتا ہے کہ احقر العباد نے حسب فرمایش عالی مرتبت سامی منزلت جناب سید مرتضیٰ علی صاحب دام مجدہ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عبارات دقیقہ ومطالب مشکلہ کا حل کیا اور اوسکا نام روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ محشی کیا اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے انکو بجالہا باقی رکھا اور انکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط واصلانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکرام راس الفقہاء العظام العالم العلامہ الفہم الفہامہ اورع المتورعین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین سیدنا ومولٰنا واستاذنا المولوی السید ظہور الحسین صاحب لا زالت شموس افاداتہ طالعۃ وانوار ہدایاتہ لامعۃ کی خدمت بابرکت مین وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات کو اپنے قلم فیض شیم سے درست بھی فرمایا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ اجمعین

کتاب الطلاق وفیہ ارکان والنظر فی الاقسام واللواحق الاول فی الطلاق وارکانہ اربعۃ الاول المطلق ویعتبر فیہ شروط اربعۃ الاول البلوغ فلا اعتبار بعبارۃ الصبی قبل بلوغہ عشرا وفی من بلغ عشرا عاقلا وطلق للسنۃ روایۃ بالجواز فیہا ضعف

کتاب الطلاق طلاق سے عرفِ شرع مین قیدِ نکاح کا بصیغۂ طلاق وغیرہ زائل کرنا مراد ہی اور اسمین تین مطلب ہین پہلا مطلب ارکانِ طلاق کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اوّل** مطلِّق (طلاق دینے والا) کے بیان مین اور اوسمین چار شرطین معتبر ہین **پہلی شرط** بالغ ہونا پس حسب طفل ممیّز کا سن دس سال سے کم ہو اوسکی عبارت کا اعتبار نہین ہی اور خصوص طفل دہ سالہ و عاقل کی طلاق سنت (طلاق کی دو قسمون مین سے ایک قسم ہی جسکا بیان عنقریب آئیگا) کا جائز ہونا ایک روایت مین منقول ہوا ہی اور یہ روایت ضعیف ہی اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے طلاق دے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ وقوع طلاق فقط مالک بضع (منافع فرج) سے مختص ہی علاوہ برین طفل مین زوال حجر (ممانعت تصرف) غالبًا مترقب ہوتا ہی بخلاف مجنون کے کہ وہان ولی کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہی کیونکہ اوسمین رفع حجر کے لیے کوئی زمانہ محدود نہین ہوتا ہان اگر حالتِ فسادِ عقل مین بالغ ہو تو ولی کو بمراعاتِ مصلحت اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہوگا اور ایک جماعتِ علما نے صورتِ مذکورہ مین بھی طلاقِ ولی کو منع فرمایا ہی لیکن یہ قول مذاقِ شرع سے بعید ہی **دوسری شرط** عاقل ہونا پس طلاقِ مجنون (خواہ مطبق ہو یا ادواری) اور سکران (وہ شخص جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہو جائے) صحیح نہین ہی اور اسی طرح اوس شخص کی بھی طلاق صحیح نہین ہی جسکی عقل بیہوشی یا شرب مرقد (وہ دوا ہی جسکا پینا باعثِ خواب ہو) کیوجہ سے زائل ہو جائے اسلیے کہ ان جملہ صورتون مین قصد باقی نہین رہتا اور ولی سکران کا اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکا عذر غالبًا زائل ہو جاتا ہی پس وہ نائم (سونے والا) کے مثل ہی اور مجنون کی طرف سے اوسکے ولی کا طلاق دینا صحیح ہی اور اگر مجنون کا کوئی ولی باپ اور دادا وغیرہ مین سے نہو تو اوسکی طرف سے حاکمِ شرع یا اوس شخص کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا جسکو حاکمِ شرع نے منصوب کیا ہو **تیسری شرط** صاحبِ اختیار ہونا پس طلاقِ مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو

کتاب الطلاق

ولو طلق الولی عنہ لم یصح لاختصاص الطلاق بمالک البضع ونتوقع زوال حجرہ غالبا ولو بلغ فاسد العقل وطلق ولیہ مع مراعاۃ الغبطۃ صح ومنع منہ قوم وہو بعید الشرط الثانی العقل فلا یصح طلاق المجنون ولا السکران ولا من زال عقلہ باغماء او شرب مرقد لعدم القصد ولا یطلق الولی عن السکران لان زوال عذرہ غالب فہو کالنائم ویطلق عن المجنون ولو لم یکن لہ ولی طلق عنہ السلطان او من نصبہ للنظر فی ذلک الشرط الثالث الاختیار فلا یصح طلاق المکرہ

صحیح نہوگی اور تحقق اکراہ مین تین امرون کا حاصل ہونا ضرور ہی امر اوّل مُکرِہ (مجبور کرنیوالا) کا اوس فعل پر قادر ہونا جس سے کہ وہ ڈراتا ہی دوم مُکرَہ (مجبُور) کو صورت انکار مین مکرِہ (مجبور کرنیوالا) سے اوس فعل کے بجالانے کا ظن قوی حاصل ہونا سوم مکرِہ (مجبُور کرنے والا) نے جس فعل سے ڈرایا ہی اوسکا مکرَہ (مجبُور) کے لیے مضر ہونا خواہ خاص اوسی کے نفس کے لیے ضرر ہو یا اوس شخص کے لیے ضرر ہو جو اوسکے مثل ہی جیسے باپ اور اولاد خواہ وہ ضرر قتل یا زخم ہو یا ضرب و شتم اور ان دونون مین موافق اختلاف مکرہین کے تحمّل اہانت وغیرہ مین اختلاف ہوتا ہی اور ایسے ضرر قلیل سے اکراہ متحقق نہین ہوتا جو عرفاً اکراہ نہ کہلائے **چوتھی شرط** ارادہ کرنا پس قصد کا باوجود نطق صریح کے متحقق ہونا صحت طلاق مین شرط ہی پس اگر نیت نکریگا تو طلاق واقع نہوگی جیسے ساہی (بھُولنے والا) اور نائم (سونے والا) اور غالط (غلطی سے کہنے والا) اور اگر کوئی شخص اپنے صاحب زوجہ ہونے کو فراموش کرے اور کہے نسائی طوالق (میری جملہ عورتون کو طلاق ہی) یا زوجتی طالق (میری زوجہ کو طلاق ہی) اور اس کلام کے بعد اوسکو اپنا صاحب زوجہ ہونا یاد آجائے تو کلام مذکور سے اوسکی زوجہ پر طلاق واقع نہوگی اور اگر کوئی شخص صیغۂ طلاق کا تلفظ کرے اور پھر بیان کرے کہ مین نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہین کیا تھا تو یہ قول اوسکا ظاہر مین قبول کرلیا جائیگا اور باطن مین اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اگرچہ یہ تفسیر تلفظ صیغہ سے متاخر واقع ہووے بشرطیکہ اسقدر رتاخیر نہو جس مین مدّت عدّہ گذر جائے اسلیے کہ وہ اپنے قصد کی خبر دیتا ہی جسکے سوا اوسکے اور کسیکو اطلاع حاصل نہین ہوسکتی اور طلاق دینے مین غائب کو وکیل کرنا اجماعاً اور حاضر کو علی الاصح جائز ہی اور اگر اپنی زوجہ کو اوسی کی طلاق مین وکیل کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ وکالت صحیح نہوگی لیکن جواز وکالت بیوجہ نہین ہی اور جواز پر متفرع ہوتا ہی کہ اگر شوہر اپنی زوجہ سے طلقی نفسک ثلاثاً (تو اپنے نفس کو تین بار طلاق دے) کہے اور وہ ایکدفعہ طلاق دے تو

قيل يبطل وقيل يقع واحدة وكذا لو قال طلقي واحدة وثلثا فطلقت ثلثا قيل يبطل وقيل يقع واحدة وهو اشبه الركن الثاني في المطلقة وشروطه خمسة الاول ان تكون زوجة فلو طلق الموطوءة بالملك لم يكن له حكم

بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی و اسیطرح
اگر زوجہ سے کہے طلقی و الحقی اور وہ تین طلاقین واقع کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ طلاق باطل
ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور یہی قول اشبہ ہو **رکن دوم** مطلقہ (وہ عورت
جسکو طلاق دیجائے) کے بیان مین اور اوسکی پانچ شرطین ہین **پہلی شرط** اوسکا زوجہ ہونا پس اگر موطوئہ
بالملک کو طلاق دیگا تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح اگر کسی زن اجنبیہ کو طلاق دے تب بھی
اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اگرچہ بعد ازان اوس سے نکاح بھی کرلے اور اسیطرح اگر طلاق کو نکاح کرنے
پر معلق کرے تب بھی صحیح نہوگی خواہ زوجہ کی تعیین کرے مثلاً کہے ان تزوّجت فلانۃ فھی
طالق (اگر مین فلان عورت سے نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہی) یا تعمیم کرے مثلاً کہے کلّ من
تزوّجتھا فھی طالق جس عورت سے کہ مین نکاح کرون اوسکو طلاق ہی **دوسری شرط**
عقد کا دائم ہونا پس کنیز محلّلہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ اوسکو بدون طلاق ہر وقت جدا کر دینے کا
اختیار ہو اور اسیطرح زوجہ متمتع بہا (وہ زوجہ جس سے عقد متعہ واقع کیا ہو) پر بھی طلاق واقع
نہین ہوتی اگرچہ حرّہ (آزاد) ہو بلکہ مدّت کے گذر جانے یا اوسکے ساقط کر دینے سے جدا ہوجاتی ہو
تیسری شرط زوجہ کا حیض و نفاس سے پاک ہونا اور اس شرط کا اعتبار اوس زوجہ مین
ثابت ہو جو مدخول بہا (جس سے دخول واقع ہوچکا ہو) اور غیر حاملہ ہو اور شوہر اوسکا حاضر ہو
اور جبکا شوہر اتنی مدّت تک غائب ہو جس مین زوجہ کا طہر موافقت (جماع) سے دوسرے
طہر کی طرف منتقل ہونا معلوم ہو اوسکی طلاق مین اس شرط کا اعتبار ثابت نہین ہو پس اگر ایسے وقت
مین طلاق دے کہ وہ دونون ایک ہی بلد مین موجود ہون یا شوہر غائب ہو لیکن مدّت مذکورہ
نہ گذری ہو اور زوجہ حائض (جس عورت کو خون حیض آتا ہو) یا نفسا (جس عورت کو خون نفاس
آتا ہو) ہو تو یہ طلاق باطل ہوگی خواہ شوہر کو اوسکے حائض یا نفسا ہونیکا علم ہو یا نہو لیکن اگر شوہر کے

وكذا لو علق الطلاق بالتزويج لم يصح سواء عين الزوجة كقوله ان تزوجت فلانة فهي طالق او اطلق كقوله كل من تزوجتها فهي طالق الثاني ان يكون العقد دائما فلو طلق المحللة او المستمتع بها لم يقع ولو كانت حرة الثالث ان تكون طاهرا من الحيض والنفاس ويعتبر هذا في المدخول بها الحائل الحاضر زوجها ... الطلاق باطلا علم بذلك او لم يعلم ...

غائب ہونے کو اتنی مدت گذر جائے جس مین زوجہ کا طہر مواقعت سے دوسرے طہر کیطرف منتقل ہونا معلوم ہوا ور پھر اوسکو طلاق دے تو صحیح ہوگی اگرچہ اتفاق سے یہ طلاق اوسکے حیض ہی کے زمانہ مین واقع ہوا ور اسیطرح اگر زوجہ کے پاس سے ایسے طہر مین باہر جائے جس مین اوس سے مقاربت نکی ہو تو اوسکا طلاق دینا مطلقاً صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اوس زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دے جس سے اسنے دخول نہین کیا تو جائز ہوگا اور ہمارے فقہاء مین سے بعض حضرات نے اوس مدت کو جس مین شوہر غائب کا طلاق دینا صحیح ہی بنا بر ایک روایت کے ایک مہینہ کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور رجوع عادت کہ خون حیض مین جاری ہی وہ اس روایت کی تائید کرتی ہی اور بعض فقہائے نے مدت مذکورہ کو بنا بر اوس روایت کے جسکو جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی تین مہینے کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور محصّل وہی ہی جو ہمنے ذکر کیا اگرچہ مدت مذکورہ سے زائد بھی گذر جائے (مثلاً چار مہینے ہوجائین) اور اگر شوہر حاضر ہو لیکن زوجہ تک اسطرح نہ پہونچ سکتا ہو کہ اوسکا حیض و طہر معلوم ہوجائے تو وہ بھی تعلق حکم مین بمنزلہ غائب شمار کیا جائیگا **چوتھی شرط** زوجہ کا مستبراۃ ہونا (مثلاً جس طہر مین کہ مواقعت ہوئی ہی اوسکا منقضی ہوجانا) پس اگر اوسکو طہر مواقعت (جس طہر مین اوس سے دخول کیا ہی) مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اس شرط کا اعتبار زن یائسہ (جس عورت کو کبرسنی کیوجہ سے خون حیض کا آنا موقوف ہوگیا ہو) اور حاملہ مین ساقط ہی اور اسیطرح اوس زوجہ مین ساقط ہی جو سنّ حیض تک نہ پہونچی ہو اور اسیطرح زن مسترابہ (وہ عورت جسکو سن حیض مین خروج حیض نہ آتا ہو) کی طلاق مین بھی اس شرط کا اعتبار نہین ہی بشرطیکہ اوسپر تین مہینے ایسے گذر جائین جن مین خروج حیض ندیکھا ہو اور شوہر نے اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر مسترابہ کو وقت مواقعت سے تین مہینے گذرنے کے قبل طلاق دیگا تو واقع نہوگی **پانچوین شرط** مطلّقہ کا معیّن کرنا یعنی مطلّق کہے فلانۃ طالق (میری فلان زوجہ پر طلاق ہی) یا اوسکی طرف اسطرح اشارہ کرے کہ احتمال خلاف باقی نرہے پس اگر مطلّق کے پاس ایک ہی زوجہ ہوا ور وہ زوجتی طالق (میری زوجہ پر

ولو انقضى من غيبته ما يعلم انتقالها فيه من طهر الى آخر فطلق صح ولو اتفق في الحيض وكذا لو خرج عنها في طهر لم يقربها فيه جاز طلاقها مطلقا وكذا لو طلق التي لم يدخل بها وهي حائض كان جائزا ومن فقهائنا من

فذلك الثلاثة التي يبوع معها طلاق الغائب بشهر عملاً برواية بعضها الغائب في الحيض ومنهم من قدرها بثلاثة اشهر عملاً برواية جميل عن ابي عبد الله عليه السلام والمحصل ما ذكرناه ولو زاد عن الاصل المذكور ولو كان حاضرا وهو لا يصل اليها بحيث يعلم حيضها فهو بمنزلة الغائب الرابع ان تكون مستبرأة فلو طلقها في طهر واقعها فيه لم يقع طلاقه ويسقط اعتبار ذلك في اليائسة وفيمن لم تبلغ المحيض وفي الحامل والمسترابة بشرط ان يمضي عليها ثلاثة اشهر لم تر دما معتزلا لها ولو طلق المسترابة قبل مضي ثلاثة اشهر من حين المواقعة لم يقع الطلاق الخامس تعيين المطلقة وهو ان يقول فلانة طالق او يشير اليها بما يرفع الاحتمال فلو كان له واحدة فقال زوجتي طالق

کتاب الطلاق

لعدم الاحتمال ولو كان له زوجتان فقال زوجتي طالق فان نوى معينة قبل تفسيره وان لم ينو قيل يبطل الطلاق لعدم التعيين وقيل تقع وتستخرج بالقرعة وهو اشبه ولو قال هذه طالق او هذه قال الشيخ رحمه الله يعين من شاء وقيل يبطل الطلاق لعدم التعيين ولو قال هذه طالق او هذه وهذه طلقت الثالثة ويعين من شاء من الاولى والثانية ولو مات استخرجت بالقرعة وقيل الاولى والاخيرة ... والاشكال في الكل منشاه من عدم تعيين المطلقة ولو نظر الى زوجته واجنبية فقال احدكما طالق ثم قال اردت الاجنبية قبل ولو كان اسم زوجته واسم جارته سعدى فقال سعدى طالق ثم قال اردت الجارة لم يقبل

طلاق ہو) کہے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین احتمال خلاف نہین ہو اور اگر اوسکے پاس دو یا کئی ازواج ہون اور پھر زوجتی طالق کہے پس اگر کسی زوجہ معینہ کی طلاق کا قصد کیا ہو تو صحیح ہوگی اور تفسیر اوسکی مقبول ہوگی اور اگر ایک زوجہ معینہ کا قصد نہ کریگا تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ طلاق باطل ہوگی اسلیے کہ تعیین نہین ہوئی و بعض نے فرمایا ہو کہ طلاق صحیح ہوگی اور مطلقہ کا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر ھذہ طالق او ھذہ (یا وہ زوجہ طالق ہو یا یہ) کہے تو شیخ رح نے فرمایا ہو کہ مطلق کو طلاق کے لیے ایک زوجہ کے معین کرنے کا اختیار ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عدم تعیین کیوجہ سے طلاق باطل ہوگی اور اگر ھذہ طالق او ھذہ و ھذہ (وہ زوجہ طالق ہو یا یہ اور یہ زوجہ) کہے تو تیسری زوجہ کی طلاق صحیح ہوگی اور پہلی اور دوسری مین سے ایک کے معین کرنیکا مطلق کو اختیار ہوگا اور اگر مطلق مرجائیگا تو ایک کا استخراج قرعہ سے کیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ پہلی اور اخیر کی دونون مین معًا احتمال طلاق ہو پس مطلق کو پہلی و اخیر کی دونون مین معًا معین کرنیکا اختیار ہوگا اور ان سب صورتون مین اشکال ہو جسکا منشا عدم تعیین مطلقہ ہو اور اگر اپنی زوجہ اور کسی زن اجنبیہ کیطرف نظر کرکے کہے احدکما طالق (تم دونون مین سے ایک کو طلاق ہو) اور پھر بیان کرے کہ مین نے زن اجنبیہ کا قصد کیا تھا تو اوسکی تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہو اور اگر اوسکی ایک زوجہ اور ایک ہمسائی ہو اور دونون کا نام سعدی ہو پس کہے سعدی طالق (سعدی پر طلاق ہو) پھر بیان کرے کہ مین نے ہمسائی کا ارادہ کیا ہو تو تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ لفظ احدکما ان دونون کی صلاحیت رکھتا ہو بخلاف سعدی کے کہ یہ نام ہو اور طلاق جبکہ نام پر واقع کیجاتی ہو تو فقط زوجہ پر محمول ہوتی ہو اور اس فرق مین بحث ہو اسلیے کہ نام بھی دونون کی صلاحیت رکھتا ہو اور اصل بقائے نکاح ہو اور وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہو اور اگر کسی

زن اجنبیہ کو بگمان زوجہ کہے انت طالق تو اوسکی زوجہ پر طلاق نہوگی کیونکہ اوسمین مخاطبہ کا
قصد کیا تھا اور وقوع طلاق مین محض قصد زوجہ کافی نہین ہو جبتک کہ لفظ بھی اوسکے مطابق
نہو اور اگر اوسکے پاس دو زوجائین ہون ایک زینب اور دوسری عمرہ پس مطلق کہے
یا زینب اور عمرہ لبیک کہے اور مطلق کہے انت طالق تو اس صورت مین اوس
زوجہ پر طلاق واقع ہوگی جسکا قصد اس خطاب سے کیا ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو
کہ اگر یہ خطاب عمرہ سے بگمان زینب کیا ہو تو زینب پر طلاق صحیح نہوگی اور اسمین اشکال ہو
اسلیے کہ اوسنے طلاق دینے مین مجیبہ (جسنے جواب دیا ہو یعنی عمرہ) سے خطاب کیا ہو اور اگر
مجیبہ کا بگمان زینب قصد کیا ہو تو مجیبہ پر اسلیے طلاق نہوگی کہ اوسکا قصد نتھا اور زینب پر
اسلیے نہوگی کہ توجیہ خطاب اوسکی طرف نتھی بلکہ مجیبہ سے خطاب کیا تھا **رکن سوم** صیغۂ طلاق
کے بیان مین چونکہ عقد نکاح ایسی عصمت ہو جو شرع سے حاصل ہوئی ہو اور بدون اذن شارع
قابل فسخ نہین ہو لہذا اوسکا رفع اونھین الفاظ پر موقوف ہوگا جنسے اوسکے رفع ہونیمین
شارع علیہ السلام کیطرف سے یقیناً اجازت حاصل ہوگی پس جو صیغہ کہ ازالۂ عقد نکاح
کے لیے شارع علیہ السلام سے ماخوذ ہو وہ اَنتِ طالِقٌ یا فلانۃٌ طالق یا ھذہ طالق
ہو اور اسیطرح جو الفاظ تعیین مطلقہ پر دلالت کرتے ہون وہ بھی کافی ہین پس اگر انت الطلاق
او طلاق او من المطلقات کہیگا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ طلاق کا قصد بھی کرے اور
اسیطرح اگر انت مطلقۃ کہے تب بھی واقع نہوگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ جب انت مطلقۃ
سے قصد طلاق کریگا تو علی الاقوی طلاق واقع ہوگی اور یہ قول انشاء سے بعید ہو اسلیے
کہ یہ قول اخبار ہو اور اسمقام پر انشاء مطلوب ہو اور اگر طلقت فلانۃ کہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہو کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہو جسکا منشاء یہ ہو کہ جب کوئی شخص کسی سے سوال کرے

فی زن اجنبیۃ زوجۃ فقال انت طالق لم تطلق زوجتہ لانہ قصد المخاطبۃ ولو کان لہ زوجتان زینب وعمرۃ فقال یا زینب فقالت عمرۃ لبیک فقال انت طالق طلقت المنویۃ ولو قصد المجیبۃ ظنہا زینب قال الشیخ تطلق زینب والمجیبۃ لعدم القصد ولا زینب لتوجہ الخطاب الی غیرہا الرکن الثالث فی الصیغۃ والمحل ان النکاح عصمۃ مستفادۃ من الشرع لا یقبل التقایل فیقف رفعہا علی موضع الاذن فالصیغۃ المتلقاۃ لازالۃ القید انت طالق او فلانۃ او ہذہ وما شاکلہا من الالفاظ الدالۃ علی تعیین المطلقۃ فلو قال انت الطلاق او من المطلقات لم یقع ولو نوی بہ الطلاق وکذا لو قال مطلقۃ وقال الشیخ یقع اذا نوی بہ الطلاق وہو بعید من شبہ الانشاء ولو قال طلقت فلانۃ قال الشیخ لا یقع وفیہ اشکال ینشأ من وقوعہ عند سؤالہ

هل طلقت امرأتك فيقول نعم وقع الطلاق ولا يقع الطلاق بالكناية ولا بغير العربية مع القدرة على التلفظ باللفظة المخصوصة ولا بالإشارة الا مع العجز عن النطق ويقع طلاق الاخرس بالإشارة الدالة وفي رواية يلقي عليها القناع

هل طلقت امرأتك (آیا تونے اپنی زوجہ کو طلاق دی) اور وہ جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع ہوجاتی ہی حالانکہ نعم اعادۂ سوال کو متضمن ہی پس جسطرح کہ یہان لفظ طلقت سے طلاق واقع ہوجاتی ہی اسیطرح وہان بھی صحیح ہونی چاہیے اور طلاق کنایہ (وہ لفظ ہی جو طلاق اور غیر طلاق دونون کو محتمل ہو) سے واقع نہین ہوتی اور اسی طرح سوائے لفظ عربی کے اور کسی لفظ سے بھی واقع نہین ہوتی بشرطیکہ عربی کی لفظ مخصوص پر قدرت رکھتا ہو اور اسیطرح اشارہ سے بھی واقع نہین ہوتی تا وقتیکہ کلام سے عاجز نہو اور طلاق اخرس (گونگا) ایسے اشارہ سے واقع ہوسکتی ہی جو طلاق پر دلالت کرتا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب اخرس اپنی زوجہ پر مقنعہ ڈالدے تو طلاق واقع ہوجائیگی اور یہ روایت شاذ ہی اور جبکہ شوہر حاضر او رصیغۂ طلاق کے تلفّظ پر قادر ہو تو کتابت یعنی صیغہ طلاق کے لکھدینے سے طلاق واقع نہوگی ہان اگر نطق سے عاجز ہو اور صیغۂ طلاق لکھدے اور اوس سے طلاق کا قصد کرے تو صحیح ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ جب شوہر زوجہ سے غائب ہو تو لکھدینے سے طلاق واقع ہوسکتی ہی اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو انت خلیّۃ (تو نکاح سے خالی ہی) یا انت بریّۃ (تو شوہر سے بری ہی) یا حبلک علی غاربك (تیری رسّی تیرے کوہان پر ہی) یا الحقی باھلك (تو اپنے اہل سے ملحق ہو) یا انت بائن (تو مجھسے جدا ہی) یا انت حرام (میرے لیے تجھسے استمتاع حرام ہی) یا بتّۃ (تجھسے میرا وصل منقطع ہی) یا بتلۃ (تجھسے نکاح متروک ہی) کہیگا تو طلاق واقع نہوگی خواہ الفاظ مذکورہ سے قصد طلاق کرے یا نکرے اور اگر اعتدّی (تو عدّہ رکھ) کہے اور اس سے طلاق کا قصد کرے تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی جیساکہ روایت حلبی و محمّد بن مسلم مین جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی وارد ہوا ہی اور اکثر علماء نے صحّت طلاق کو منع فرمایا ہی اور یہی اشبہ اور قواعد کے موافق ہی اور اگر زوجہ کو مختار کرے اور طلاق کو اوسکے مفوّض (سپرد) کرنیکا قصد کرے پس اگر زوجہ شوہر کو اختیار کرے یا ساکت ہوجائے اگرچہ

فيكون ذلك طلاقا وهي شاذة ولا يقع بالكتابة مع القدرة على اللفظ وقيل يقع اذا كان غائبا عن الزوجة وليس بمعتمد ولو قال انت خلية او برية او حبلك على غاربك او الحقي باهلك او بائن او حرام او بتة او بتلة لم يقع ولو نوى الطلاق ولو قال اعتدي ونوى به الطلاق قيل يصح وهي رواية الحلبي ومحمد بن مسلم عن ابي عبد الله عليه السلام ومنعه كثير وهو الاشبه ولو خيرها وقصد الطلاق فان اختارته او سكتت ولو لحظة

ایک ہی لحظہ سکوت کرے تو کوئی حکم نہوگا اور اگر بقصد طلاق اپنے نفس کو فورًا اختیار کرے تو بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ فرقت بائنہ (ایسا فراق جسمین رجوع کرنا صحیح نہین ہی) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ فرقت
رجعیہ (وہ فراق جس مین بدون عقد رجوع کرنا صحیح ہی) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین
بھی کوئی حکم نہوگا اور یہی قول اکثر علماء کا مختار ہی اور اگر کسی شخص سے سوال کیا جائے ھل طلقت فلانة
(آیا تو نے اپنی فلان زوجہ کو طلاق دی ہی) اور وہ جواب مین نعم (ہان) کہے تو طلاق واقع ہوجائیگی
اور اگر کسی سے ھل فارقت یا ھل ابنت یا ابنت (آیا تو نے اپنی زوجہ کو جدا کیا ہی) کہا جائے اور وہ
جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع نہوگی اور صیغہ طلاق کو شرط (جسکا وجود و عدم دونون محتمل ہون
جیسے مکان مین داخل ہونا) اور صفت (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا نکلنا) سے مجرد کرنا بنا بر
قول مشہور کے شرط ہی اور اس مین ہمارے علماء کا بظاہر اتفاق ہی اور اگر انت طالق کہے اور
طلقہ کی دو یا تین طلاقون کے ساتھ تفسیر کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے
فرمایا ہی کہ صیغہ انت طالق سے ایک طلاق واقع ہوگی اور تفسیر مقبول نہوگی اور یہ قول اشہر
روایتین ہی اور اگر شخص مطلّق مخالف مذہب ہو اور تین طلاقون کا اعتقاد رکھتا ہو تو طلاق
صحیح ہوگی اور تفسیر مقبول ہوگی اور اگر مطلّق اپنی زوجہ سے کہے انت طالق للسّنة (تجھپر طلاق
سنّت ہی) تو طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوسکی زوجہ مذکورہ طاہر ہو اور اسیطرح اگر کہے انت طالق للبدعة
تب بھی طلاق صحیح ہوگی اور اگر اس صورت مین عدم صحت کے قائل ہون تو خوب ہی
اسلیے کہ طلاق بدعی ہمارے نزدیک واقع نہین ہوتی اور دوسرا احتمال غیر مقصود ہی تفریع جبکہ کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق فی ھذہ الساعة ان کان الطلاق یقع بك (تجھپر
اسی ساعت مین طلاق ہی بشرطیکہ طلاق تجھپر واقع ہوسکتی ہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگی
اسلیے کہ یہ شرط پر معلّق ہی اور یہ قول اوس صورت مین حق ہی جبکہ مطلّق اپنی زوجہ کے احوال پر مطلع نہو

اما لو كان يعلمها على الوصف الذى تقع معه الطلاق فينبغى ان القول بالصحة لان ذلك ليس بشرط بل شبه بالوصف وان كان بلفظ الشرط ولو قال انت طالق اعدل طلاق او اكمله او احسنه او اقبحه ولم تضر الضمائم وكذا لو قال ملأ مكة او ملأ الدنيا ولو قال لرضى فلان فان عنى الشرط بطل وان عنى الغرض صح وكذا لو قال ان دخلت الدار بكسر الهمزة لم يصح وبفتحها صح ان عرف الفرق وقصده ولو قال انا منك طالق لم يصح لانه ليس محلا للطلاق ولو قال انت طالق نصف طلقة او ربع طلقة او سدس طلقة لم يقع لانه لم يقصد الطلقة ولو قال انت طالق ثم قال اردت ان اقول انت طاهرة قبل منه ظاهرا ودين فيما بينه وبين الله فى الباطن ولو قال يدك طالق او رجلك لم يقع وكذا لو قال راسك او صدرك او وجهك وكذا لو قال ثلثك او نصفك او ثلثاك ولو قال انت طالق قبل طلقة او بعدها او قبلها او معها لم يقع شىء سواء كانت مدخولا بها او لم تكن ولو قيل يقع طلقة واحدة بقوله طالق مع طلقة او بعدها او عليها ولا يقع لو قال قبلها طلقة او بعد طلقة كان حسنا ؛

كتاب الطلاق

اور اگر اپنی زوجہ مین ایسے اوصاف کو جانتا تھا جنکے ساتھ اوسپر طلاق واقع ہوسکتی ہی تو صحت طلاق کا قائل ہونا سزاوار ہی اسلیے کہ یہ شرط نہین ہی بلکہ یہ وصف سے زیادہ مشابہ ہی اگرچہ بلفظ شرط صادر ہوا ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انتِ طالق اعدل طلاق یا اکمل طلاق یا احسن طلاق یا اقبح طلاق کہیگا تو طلاق صحیح ہوگی اور یہ ضمیمے مضر نہونگے اور اسیطرح اگر کہے انت طالق ملأ مکۃ او ملأ الدنیا (تجھپر گنجائش مکہ معظمہ یا دنیا کے برابر طلاق ہی) تب بھی صحیح ہوگی اور ضمیمہ مضر نہوگا اور اگر انت طالق لرضی فلان (تجھپر فلان شخص کی خوشنودی کے لیے طلاق ہی) کہے پس اگر کلمۂ لرضی فلان سے شرط مراد ہوگی تو طلاق باطل ہوگی اور اگر غایت مقصود ہوگی تو صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر انت طالق ان دخلت الدار بکسر ہمزہ کہیگا تو طلاق باطل ہوگی اور بفتح ہمزہ کہیگا تو صحیح ہوگی بشرطیکہ مطلّق اس فرق کو جانتا ہو اور قصد بھی کیا ہو اور اگر انا منک طالق کہیگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ وہ محل طلاق نہین ہی اور اگر انت طالق نصف طلقۃ یا ربع طلقۃ یا سدس طلقۃ کہے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اوسنے طلقہ کا قصد نہین کیا ہی اور اگر انت طالق کہنے کے بعد بیان کرے کہ مین نے طاہر کہنے کا قصد کیا تھا تو قول اوسکا ظاہر مین مقبول ہوگا اور باطن مین اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کہے یدک طالق یا رجلک طالق (تیرے پاؤن پر طلاق ہی) تو طلاق واقع نہوگی (تیرے ہاتھ پر طلاق ہی۱۲) اور اسیطرح اگر رأسک طالق (تیرے سر پر طلاق ہی) یا صدرک طالق (تیرے سینہ پر طلاق ہی۱۲) یا وجھک طالق کہیگا تب بھی واقع نہوگی اور اسیطرح اگر ثلثک طالق یا نصفک طالق (تیرے چہرہ پر طلاق ہی۱۲) یا ثلثاک کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر انت طالق قبل طلقۃٍ یا بعد طلقۃ یا مع طلقۃ کہیگا تو کوئی طلاق واقع نہوگی خواہ زوجہ اوسکی مدخول بہا ہو یا نہو اور اگر کہا جائے کہ انت طالق مع طلقۃ یا بعد طلقۃٍ یا علی طلقۃ کہنے کی صورت مین ایک طلاق واقع ہوگی (ایک طلاق صحیح نہ ہزار ۱۲) اور انتِ طالق قبل طلقۃٍ یا بعد طلقۃٍ کہنے کی صورت مین واقع نہوگی تو خوب ہی اور اگر

انت طالق نصفی طلقة (تجھپر ایک طلاق کے دو نصف ہین) یا انت طالق ثلاث اثلاث طلقة (تجھپر ایک طلاق کے تین ثلث ہین) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر قائل ہون کہ انت طالق سے طلاق واقع ہوگی اور ضمیمے باطل ہونگے تو خوب ہی اسلیے کہ یہ ضمیمے رافع قصد نہین ہین پس وقوع طلاق کا کوئی مانع نرہا اور اسیطرح اگر انت طالق نصف طلقتین (تجھپر دو طلاقون کا نصف ہی) کہے تب بھی یہی کلام ہوگا **فرع** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب اپنی چار زوجاؤن سے کہے اوقعت بینکن اربع طلقات (مین نے تم مین چار طلاقین واقع کین) تو ہر ایک زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگی ور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ اسمین طلاق کے صیغہ معینہ کا اسقاط لازم آتا ہی اور اگر انت طالق ثلاثا الا ثلاثا (تجھپر تین طلاقین منہا کرنے کے بعد تین طلاقین ہین) تو عبارت اولی (انت طالق ثلاثا) سے ایک طلاق صحیح ہوگی اگر قصد طلاق کیا ہوگا اور استثناء باطل ہوگا اور اگر انت طالق غیر طالق کہے اور رجوع کا قصد کرے تو طلاق اور رجعت صحیح ہوگی کیونکہ انکار طلاق داخل رجعت ہی اور اگر پہلی طلاق کے نقض (توڑنا) کا قصد کریگا تو ایک طلاق کے صحیح ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر انت طالق طلقة غیر طلقة کہیگا تو استثنا لغو ٹھرایا جائیگا اور انت طالق کہنے سے ایک طلاق کے واقع ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر زینب طالق کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے عمرۃ طالق کہنے کا قصد کیا تھا اور وہ دونون اوسکی زوجہ ہون تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر زینب طالق بل عمرۃ کہیگا تو دونون پر معًا طلاق واقع ہوجائیگی اسلیے کہ ان دونون مین سے ہر ایک زوجہ اوسکے نام کے ساتھ تلفظ کرنے کے وقت مقصود بالطلاق ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ صحت طلاق مین صیغہ طلاق کا تلفظ شرط ہی **رکن چہارم** اشہاد (شہادت دلانا) کے بیان مین پس وقت طلاق شاہدین عدلین کا حاضر ہوکر صیغہ طلاق کو سماعت کرنا ضرور ہی خواہ مطلق اونکو شاہد کرے

كتاب الطلاق

ولو قال انت طالق نصفي طلقة او ثلاثة اثلاث طلقة قال الشيخ تقع طلقة ولو قيل بعض بقوله انت طالق ونلغو الضمائم اذ ليست رافعة للقصد كان حسنا وكذا لو قال نصف طلقتين فرع قال الشيخ رحمه الله اذا قال لاربع اوقعت بينكن اربع طلقات وقع بكل واحدة طلقة وفيه اشكال لان فيه اطراح الصيغة المشترطة ولو قال انت طالق ثلاثا الا ثلاثا صحت واحدة ان نوى بالاولى الطلاق وبطل الاستثناء ولو قال انت طالق غير طالق فان نوى الرجعة صح لان انكار الطلاق رجعة واذا اراد النقض حكم بالطلقة ولو قال طلقة الا طلقة لغا الاستثناء وحكم بالطلقة بقوله طالق ولو قال زينب طالق ثم قال اردت عمرة قبل ولو قال زينب طالق بل عمرة طلقتا معا لان كل واحدة منهما مقصودة في وقت التلفظ باسمها وفيه اشكال من اعتبار النطق بالصيغة الركن الرابع الاشهاد ولا بد من حضور شاهدين يسمعان الانشاء سواء قال لهما اشهدا *

یا انکرے اور راون دونون کا صیغہ طلاق کو سماعت کرنا صحت طلاق مین شرط ہو پس اگر مجرد از شہادت
واقع ہوگی تو صحیح نہوگی اگرچہ باقی جملہ شرائط موجود بھی ہون اور اسیطرح ایک شاہد کے سماعت کرنے
سے بھی طلاق واقع نہین ہوتی اگرچہ عادل ہوا اور اسیطرح دو فاسقون کی شہادت کا بھی اعتبار نہین ہو
بلکہ ایک معصوم کی شہادت بھی کافی نہین ہو ۱۲
بلکہ ایسے دو شاہدون کا وقت طلاق حاضر ہونا ضرور ہو جو بظاہر متصف بعدالت ہون اور بعض
فقہائے فقط اعتبار اسلام پر اقتصار فرمایا ہو لیکن قول اول اظہر ہو اور اگر ایک شاہد صیغہ طلاق کے
وقت حاضر ہو بعد ازان دوسرا شاہد تنہا حاضر ہو تب بھی طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اون دونون کا
وقت صیغہ مجتمع ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو لیکن اگر وہ دونون اقرار طلاق کی شہادت دین تو
اجتماع شرط نہوگا اور اگر ایک شاہد صیغہ کی اور دوسرا اقرار کی شہادت دے تو مقبول نہوگی اور
طلاق مین شہادت نسوان (عورتون کی گواہی) مقبول نہین ہو خواہ تنہا ہون یا رجال کے ساتھ
اور اسیطرح شہادت خنثیٰ کی مقبول نہین ہو ۱۲ — مردان ۱۲
اور اگر وقت طلاق شہادت نہ دلائے اور پھر شہادت دلائے تو پہلی طلاق لغو ہوگی اور وقت
شہادت کی طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوس صیغہ کا تلفظ کرے جو انشاء طلاق مین معتبر ہو **دوسرا مطلب**
اقسام طلاق کے بیان مین لفظ طلاق کا بدعت (غیر مشروع) اور سنت (مشروع) دونون پر اطلاق کیا
جاتا ہو پس طلاق بدعت اصطلاح فقہا مین تین ہین **اول** اوس عورت کو بعد دخول طلاق دینا جو حائض او غیر حاملہ ہو
شوہر اوسکے پاس حاضر ہو یا اوسکی غیبت کو مدت مشروطہ سے کم زمانہ گذرا ہو اور زوجہ نفسا (جسکو خون نفاس آتا ہو)
کا بھی یہی حکم ہو **دوم** طلاق کا طہر مواقعت مین واقع کرنا **سوم** طلاق ثلاث (تین طلاقین خواہ
ایک ہی لفظ سے واقع ہون یا بترتیب واقع کیجائین جبکہ اونمین کوئی رجعت متحقق نہو اور یہ تینون قسمین ہمارے
نزدیک باطل ہین اور کسی مین طلاق صحیح نہین ہو اور **طلاق سنت** کی بھی تین قسمین ہین **اول** طلاق بائن
دوم طلاق رجعی **سوم** طلاق عدہ بائن وہ طلاق ہو جسکے بعد شوہر کا رجوع کرنا صحیح نہین ہو اور وہ چھ ہین
اول طلاق زوجہ غیر مدخولہا **دوم** طلاق یائسہ **سوم** اوس زوجہ کی طلاق جو سن حیض (نو سال)

ما لا یصح للزوج معہا الرجعۃ وهو ستۃ طلاق التی لم یدخل بها والیائسۃ ومن لم تبلغ المحیض +

ہو نہ پہونچی ہو چہارم طلاق مختلعہ (جس عورت نے بعوض فدیہ طلاق لی ہو) پنجم اوس زوجہ کی طلاق جسکو بذریعہ مبارات طلاق دیگئی ہو بشرطیکہ ان دونون نے عوض کی رجوع نکرلی ہو والّا بائن نہوگی بلکہ طلاق رجعی مین داخل ہوگی ششم اوس زوجہ کی طلاق جسپر تین طلاقین بائن طریق واقع ہو چکی ہون کہ اونمین دو رجعیتین متحقق ہوئی ہون اور رجعی وہ طلاق ہے جسکے بعد مطلّق کو زوجہ سے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے خواہ رجوع کرے یا نکرے اور طلاق عدّہ وہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو باشرائط طلاق دے پھر اوس سے قبل انقضائے عدہ رجوع کرکے دخول کرے بعد ازان پھر اوسکو غیر طہر مواقعت مین طلاق دے اور پھر بطریق مذکور مراجعت کرکے دخول کرے اور پھر اوسکو علاوہ طہر مواقعت کے کسی طہر مین طلاق دے پس جبکہ یہ تین طلاقین متحقق ہوجائین تو مطلّق پر زن مطلّقہ اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی نکرے اور اوس سے جدا نہو پس اگر کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی واقع کرے اور وہ شخص زن مذکورہ سے ایسا دخول کرے جو موجب غسل ہو اور بعد ازان اوس سے مفارقت حاصل ہو اور اوسکے عدہ کے ایام گذر جائین اور پھر شوہر اول سے عقد دائمی واقع ہو اور بطور سابق پھر تین طلاقین واقع کرے تو پھر اوسپر حرام ہوجائیگی تاوقتیکہ کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی کرکے مفارقت حاصل نکرے پس اگر تیسرا شوہر بھی اوس سے بعد نکاح دخول کرکے مفارقت کرے بعد ازان پھر شوہر اول اوس سے عقد دائمی کرے اور بطریق سابق اوسپر پھر تین طلاقین واقع کرے تو نوین طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام مؤبّد ہوجائیگی اور طلاق عدّہ اوسوقت تک واقع نہوگی جبتک کہ مطلّق اوس سے مراجعت کے بعد وطی نکرے اور اگر قبل دخول اوسکو طلاق دیگا تو طلاق صحیح ہوگی لیکن طلاق عدّہ نہوگی اور جو عورت کہ تین طلاقین پاچکی ہو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ سوائے مطلّق کے کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی نکرے خواہ مدخول بہا ہو یا نہو خواہ مطلّق نے اوس سے مراجعت کی ہو یا نکی ہو اور اس مقام پر چھ مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی

شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ پھر اوس سے از سر نو نکاح کرے اور پھر اوسکو طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ اوس سے عقد جدید واقع کرے اور پھر تیسری مرتبہ طلاق دے تو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے پس جبکہ شوہر ثانی اوسکو جدا کرے تو بعد انقضائے عدہ شوہر اول کو اوس سے عقد کرنا جائز ہوگا اور اس صورت مین نو ین طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام موبّد نہوگی ور انقضائے عدہ کیوجہ سے طلاق سوم کے بعد شوہر اول پر حلال نہوگی تاوقتیکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے بلکہ حرمت باقی رہیگی دوسرا مسئلہ جبکہ زوجہ حاملہ کو طلاق دے اور مراجعت کرے تو اوس سے وطی کرنا اور اوسکو دوبارہ طلاق عدہ دینا اجماعاً جائز ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ اوسکو طلاق سنت (جو طلاق عدہ کے خلاف ہو یعنے مراجعت کے بعد بدون مواقعت طلاق ثانی) دینا جائز نہین ہی لکن جواز اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ زن مطلّقہ رجوع کرنے کے بعد زوجہ ہی اور صحت رجوع مین مواقعت کرنا شرط نہین ہی پس زن مذکورہ محل طلاق ہوگی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص زوجہ غیر حاملہ کو طلاق دے اور پھر مراجعت کرے پس اگر اوس سے مواقعت کرے اور اوسکو علاوہ طہر مواقعت کے کسی دوسرے طہر مین طلاق دے تو اجماعاً صحیح ہوگی اور اگر بدون مواقعت کسی دوسرے طہر مین اوسکو طلاق دے تو آیا یہ طلاق صحیح ہوگی یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین ایک قسم کی بنا پر اصلاً صحیح نہوگی اور دوسری قسم کی بنا پر صحیح ہوگی اور طلاق ثانی شمار کیجائیگی اور یہی روایت صحیح تر ہی اور اگر پھر مراجعت کرے اور کسی دوسرے طہر مین تیسری مرتبہ طلاق دے تو مطلّق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شوہر سے عقد دائمی کرکے جدا نہو اور ہم مین سے بعض فقہاء نے جواز کو طلاق سنت پر اور منع کو طلاق عدہ پر محمول کیا ہی اور یہ قول تحکم (دعوی بے دلیل) ہی اسلیے کہ دونون قسم کی روایتین مطلق ہین پس ایک کو طلاق سنت پر اور دوسری کو طلاق عدہ پر محمول کرنا بیوجہ ہی اور اسیطرح اگر طلاق کو بعد مراجعت اور قبل مواقعت طہر اول مین واقع کرے تو اس مین بھی دو قسم کی

روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اس صورت مین طلاقون کا اطہار پر متفرق کرنا اولی (مستحب) ہے تا کہ ہر ایک طلاق کے لیے ایک طہر ہو جائے بشرطیکہ وطی واقع نہوئی ہو لیکن اگر وطی واقع ہوئی ہو تو طہر موقعت مین طلاق دینا صحیح نہوگا ہان علاوہ اوسکے کسی دوسرے طہر مین جائز ہوگا بشرطیکہ مطلقہ مذکورہ اون عورتون مین سے ہو جن مین استبراء شرط ہے (یعنی یائسہ یا صغیرہ یا حاملہ نہو) **چوتھا مسئلہ** اگر مطلق ایقاع طلاق مین شک کرے تو وقوع طلاق کا حکم نکیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہے اور اوسپر رفع شک کے لیے دوبارہ طلاق دینا لازم نہوگا اور نکاح باقی رہیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص غائب طلاق دے اور پھر حاضر ہوا اور زوجہ سے دخول کرے بعد ازان مدعی طلاق ہو تو اوسکا دعوی اور بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ تصرف مسلم کی امر مشروع پر تنزیل کیجائیگی پس گویا کہ اوسنے اپنے فعل سے اپنے بینہ کی تکذیب کی اور اگر اس صورت مین ولادت ہوگی تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ شخص غائب اپنی زوجہ پر طلاق رجعی واقع کرے اور چوتھی عورت یا خواہر مطلقہ سے عقد کرنا چاہے تو نو مہینہ صبر کریگا اسلیے مطلقہ مذکورہ کے حاملہ ہونے کا احتمال ہے اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ احتیاطًا ایک سال تک صبر کریگا اسلیے کہ حمل مسترابہ (وہ عورت جسنے خون حیض کو دیکھا ہو اور دوسرے اور تیسرے خون مین تاخیر واقع ہو) کی یہی مدت ہے پس اوسکو نو مہینہ صبر کرنے کے بعد تین مہینہ کا عدہ رکھنا ضرور ہے کہ مجموع مقدار ایک سال ہوئی اور اگر مطلق کو اوسکا حمل سے خالی ہونا معلوم ہو تو تین مہینہ تک صبر کرنا کافی ہوگا **تیسرا مطلب** لواحق کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** طلاق مریض کے بیان مین مریض کا طلاق دینا مکروہ ہے اور اگر طلاق دیگا تو صحیح ہوگی اور مریض اپنی زوجہ کا اوسوقت تک وارث ہوگا جبتک کہ وہ عدہ رجعیہ مین ہے اور طلاق بائن مین اوسکا وارث نہوگا اوسیطرح بعد عدہ بھی وارث نہوگا اور زن مطلقہ وقت طلاق سے ایک سال تک اپنے شوہر کی وارث رہیگی خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی بشرطیکہ کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہو یا مطلق اوس مرض سے بری نہو جس مین کہ اسکو طلاق دی تھی پس اگر اوس

وکان النکاح باقیا — الطلاق لم یثبت بالشک — الطلاق لو بلزم — الطلاق فی ابقاعه — الرابعة لو شک — المطلقة من ذوات — بغیر وطی اما لو وطی — تفریق الطلقات علی الاطهار — لکن هنا اولی

خامسة اذا طلق غائبا ثم حضر ودخل بالزوجة ثم ادعی الطلاق لم یقبل دعواه ولا بینته

سادسة اذا طلق الغائب ... وان اراد العقد علی رابعة او علی اخت الزوجة صبر تسعة اشهر لاحتمال کونها حاملا

الثالث فی اللواحق وفیه مقاصد الاول فی طلاق المریض ...

مرض سے بری ہوجائے اور پھر بیمار ہوا اور مرجائے تو فقط عدۂ رجعیہ مین وارث ہوگی اور بعد ازان وارث نہوگی اور اگر مریض کہے کہ مین نے حالت صحت مین تین طلاقین دی ہین تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور زوجہ اوسکی وارث نہوگی لکن اوسکے قول کا بہ نسبت زوجہ کے مقبول نہونا بوجہ تہمت نہین ہو اور اگر حالت مرض مین اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے اور اوس سے لعان واقع کرے اور وہ لعان کیوجہ سے جدا ہوجائے تو وارث نہوگی اسلیے کہ ایک سال تک میراث کے باقی رہنے کا حکم طلاق مریض کے ساتھ مختص ہو اور لعان مین جاری نہین ہوتا اور آیا مطلقۂ مذکورہ کے لیے تا یکسال بقائے میراث کا حکم تہمت شوہر کیوجہ سے ہو یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ ہان لکن حکم مذکور کا محض طلاق فی المرض سے بدون اعتبار تہمت متعلق ہونا بوجہ نہین ہو اور اگر مریض سے خود زوجہ طلاق کی درخواست کرے تو آیا حکم میراث ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو اشبہ یہ ہو کہ میراث نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی مریض اپنی زوجہ پر خلع یا مبارات واقع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین اول اگر کوئی شخص اپنے مریض ہونے کی حالت مین کنیز پر طلاق رجعی واقع کرے بعد ازان کنیز مذکورہ اثنائے عدہ مین آزاد ہوجائے اور پھر وہ شخص اوسی مرض مین مرجائے تو کنیز مذکورہ تا انقضائے عدہ اوسکی وارث ہوگی اور بعد عدہ وارث نہوگی اسلیے کہ شوہر سے وقت طلاق تہمت منتفی تھی اور اگر قائل ہون کہ اوسکی وارث ہوگی تو خوب ہو اور اسیطرح اگر اوسپر طلاق بائن واقع کرے تب بھی وارث ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ وارث نہوگی اسلیے کہ اوسنے کنیز مذکورہ کو ایسی حالت مین طلاق دی تھی کہ اوسکو میراث پانے کی اہلیت نہ تھی اور اسیطرح اگر اوسکو کتابیہ ہونے کی حالت مین طلاق دے بعد ازان وہ اسلام لے آئے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا دوم جبکہ زن مطلقہ مدعی ہو کہ میت نے اوسکو اپنے مرض کی حالت مین طلاق دی تھی اور وارث اسکا انکار کرے اور حالت صحت مین طلاق کے واقع ہونے کا دعوی کرے تو وارث کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ دونون احتمال مساوی ہین اور اصل عدم ارث ہو جبتک کہ اوسکا کوئی

سبب متحقق ہو سوم اگر کوئی شخص حالتِ مرض مین چار عورتون کو طلاق دے اور چار سے عقد کرے اور ہر ایک سے دخول بھی واقع کرے بعد ازان مرجائے تو کل ازواج پر اوسکا ربع متروکہ بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر میت کی اولاد بھی ہوگی تو کل ازواج ثمن متروکہ مین مساوی شریک ہونگی **دوسرا مقصد** اون امور کے بیان مین جنسے تحریم ثلث (جو حرمت کہ تین طلاقون کے بعد عارض ہو) زائل ہوتی ہی پس جبکہ کسی عورت پر تین طلاقین بروجہ مشروع واقع ہون یعنی تینون طلاقین مرتب اور بعد تخلل رجعت واقع ہوئی ہون تو زن مذکورہ مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ حلالہ اوسکے کسی شخص سے عقد نکرے اور زوال تحریم مین چار شرطین معتبر ہین **پہلی شرط** یہ ہی کہ محلل (حلالہ کرنیوالا) کا بالغ ہونا اور آیا طفل مراہق (قریب البلوغ) بھی کافی ہی یا نہین اس مین تردد ہی اور اشبہ یہ ہی کہ وہ محلل نہین ہوسکتا **دوسری شرط** محلل کا زن مذکورہ سے از راہ قبل ایسی وطی کرنا جو موجب غسل ہو (جسکا تحقق غیبوبت حشفہ سے ہوتا ہی) **تیسری شرط** وطی کا بعقد نکاح واقع ہونا پس تحلیل مین وطی بالملک یا بہ اباحت کافی نہین ہی **چوتھی شرط** عقد کا دائمی ہونا پس عقد متعہ کافی نہوگا اور شرائط مذکورہ کی تکمیل کے بعد تحریم ثلث زائل ہوجائیگی اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقین دے اور زن مذکورہ بعد انقضائے عدہ کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی واقع کرے اور شوہر ثانی کی مفارقت کے بعد پھر شوہر اول سے عقد کرے تو آیا پہلی ایک یا دو طلاقین منجملہ طلقات ثلث محسوب ہونگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین لیکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہی کہ طلاق سابق کا حکم برطرف ہوجائیگا بناءً علیہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایک طلاق واقع کرے اور زن مذکورہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرے بعد ازان اوس سے مفارقت کرکے شوہر اول سے عقد کرے تو تحریم ثلث کے لیے از سر نو تین طلاقون کی ضرورت ہوگی اور طلاق سابق کا حکم باطل ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ ذمیہ پر تین طلاقین واقع کرے پھر زن مذکورہ کسی کافر ذمی سے نکاح کرے بعد ازان شوہر ثانی سے

جدا ہوکر اسلام لے آئے تو شوہر اول کو اوس سے از سر نو نکاح کرنا حلال ہوجائیگا اور اسیطرح مشرک کی نسبت بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ کسی کنیز پر دو مرتبہ طلاق واقع ہوجائے تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ علاوہ اوسکے کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی نکرے خواہ اوسکا شوہر آزاد ہو یا کسی کا غلام اور اگر کنیز مطلقہ سے اوسکا آقا وطی کرے تو اوسکی وطی سے شوہر اول پر حلال نہوگی اور اسیطرح اگر شخص مطلق کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے تب بھی اوسکے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ کنیز مذکورہ اوسپر قبل از ملک اوسوقت تک حرام ہوچکی ہی جبتک کہ وہ علاوہ اوسکے کسی محلل سے عقد نکرے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز کو ایک مرتبہ طلاق دے بعد ازان کنیز مذکورہ آزاد ہوجائے اور مطلق اوس سے بعد عدہ عقد کرے یا اثنائے عدہ مین اوس سے مراجعت کرے تو وہ کنیز مطلق کے پاس ایک طلاق پر باقی رہیگی (یعنی آزاد ہوجانے کیوجہ سے طلاق سابق کا حکم برطرف نہوجائیگا بلکہ مطلقہ بطلاق واحد شمار کیجائیگی) اسلیے کہ زن مذکورہ آزاد ہونے سے قبل مطلقہ بطلاق واحد تھی پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا کیونکہ عتق کا ہادم طلاق (اوسکے حکم کا برطرف کرنیوالا) ہونا ثابت نہین ہوا بناءً علیہ اگر اوسکو دوسری مرتبہ طلاق دیجائے تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کوئی دوسرا شوہر اوسکی تحلیل کرے اور خصی (خواجہ سرا) بھی اوس مطلقہ کا محلل ہوسکتا ہی جسپر تین طلاقین واقع ہوچکی ہون جبکہ اوس سے وطی کرے اور باقی شرائط معتبرہ حاصل ہون اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ وہ محلل نہین ہوسکتا اور جبکہ کوئی فحل (مرد) مطلقہ مذکورہ سے ازراہ قبل وطی کرے اور انزال نہو تو شوہر اول کے لیے حلال ہوجائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین جانبین سے لذت جماع متحقق ہی اور اگر کوئی شخص مطلقہ مذکورہ سے عقد کرنے کے بعد مرتد ہوجائے اور زمانہ ردہ مین اوس سے وطی کرے تو شوہر اول کے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ اوسکا عقد ردہ کیوجہ سے فسخ ہوگیا تھا اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر کسیقدر مدت گذر جانیکے بعد زن مطلقہ مدعی ہو کہ اوسنے علاوہ مطلق کے

کسی دوسرے شخص سے عقد کیا تھا اور اوس سے مفارقت حاصل ہوگئی اور عدّہ منقضی ہوگیا اور اس دعوی کا مدّت مذکورہ مین صحیح ہونا ممکن ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اُمور مذکورہ مین بعض اُمور ایسے ہین جو علاوہ اوسکے اور کسیطرح معلوم نہین ہوسکتے جیسے وطی کا واقع ہونا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ جب زن مذکورہ ثقہ (جسکے قول سے اطمینان حاصل ہو اگرچہ متصف بعدالت نہو) ہو تو اوسکی تصدیق کیجائیگی **دوم** جبکہ مطلّقہ مذکورہ کے پاس محلّل داخل ہوگیا ہو اور عورت مدّعی مقاربت ہو اور محلّل اوسکی تصدیق کرے تو شوہر اوّل پر حلال ہوجائیگی اور اگر تکذیب کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اوّل اون دونون مین سے اوس شخص کے قول پر عمل کریگا جسکے قول کی صحت کا اوسکو ظن غالب حاصل ہو خواہ عورت کا قول ہو یا محلّل کا اور اگر قائل ہون کہ ہر حال مین (خواہ قول محلّل کی صحت کا ظن غالب ہو یا نہو) عورت کے قول پر عمل کریگا تو خوب ہو اسلیے کہ زن مذکورہ جس امر کی مدّعی ہو اوسپر بیّنہ کا قائم کرنا دشوار ہو **سوم** اگر مطلّقہ مذکورہ سے اوسکا شوہر محلّل وطی محرّم واقع کرے (مثلاً اون دونون مین سے کسی نے احرام واجب باندھا ہو یا روزہ واجب رکھا ہو اور ناجائز اوسی حالت مین دخول واقع ہوا) تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اوّل پر حلال نہوگی اسلیے کہ وطی مذکور منہی عنہ (جس فعل کے بجالانے کو شارع علیہ السّلام نے منع کیا ہو) ہو پس مراد شارع علیہ السّلام مین داخل نہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ حلال ہوجائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین محلّل سے ایسی وطی کا تحقق ہوا ہو جو نکاح صحیح کیطرف مستند ہو **تیسرا مقصد** مراجعت کے بیان مین شوہر کو زوجہ مطلّقہ سے قبل انقضائے عدّہ رجوع کرنا صحیح ہو خواہ لفظاً رجوع کرے جیسے راجعتک (مین نے تجھسے مراجعت کی) یا فعلاً رجوع کرے جیسے اوس سے وطی کرنا اور اگر مطلّقہ کی تقبیل (بوسہ لینا) کرے یا اوسکو بشہوت لمس کرے تو یہ بھی داخل رجعت ہوگا اور اُمور مذکورہ کی اباحت کے لیے رجعت کا لفظون مین مقدم ہونا ضرور نہوگا اسلیے کہ زن مطلّقہ تا انقضائے عدّہ اوسکی زوجہ کا حکم رکھتی ہو اور اگر شوہر قبل انقضائے عدّہ طلاق کا انکار کرے تو یہ بھی داخل

رجعت ہوگا اسلیے کہ یہ انکار قبول زوجیت کو متضمن ہی اور رجعت مین شہادت دلاتا واجب نہین ہی بلکہ رفع نزاع اور حفظ حق کی غرض سے مستحب ہی اور اگر راجعتک اذا شئت (جب تو چاہیگی تجھسے مراجعت کرونگا) یا رجعتک ان شئت (اگر تو چاہیگی تجھسے مراجعت کرونگا) کہے تو رجعت متحقق نہوگی اگرچہ زن مطلقہ عبارت مذکورہ کے بعد شئت (مین نے مراجعت کو چاہا) بھی کہے اور اسمین تردد ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دے پھر مطلقہ مذکورہ مرتد ہوجائے اور مطلق اوس سے حالت ارتداد مین مراجعت کرے تو صحیح نہوگی جسطرح کہ زن مرتدہ سے ابتداءً نکاح کرنا صحیح نہین ہی اور اسمین تردد ہی جو مطلقہ رجعیہ کے محکوم بزوجیت ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہی اور اگر بعد ازان پھر اسلام لے آئے تو مطلق کو از سر نو رجوع کرنیکا اختیار حاصل رہیگا اور اگر کسی شخص کے پاس زن ذمیہ موجود ہو اور اوسکو طلاق رجعی دے پھر اثنائے عدہ مین رجوع کرے تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اسلیے کہ رجعت عقد جدید کے مثل ہی لیکن جواز مراجعت بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ وہ زوجیت سے خارج نہین ہوئی اور شوہر کو ذمیہ کے نکاح سابق پر باقی رہنا جائز ہی اگرچہ اوس سے ابتداء نکاح کو تجویز نکرین پس ذمیہ مذکورہ زن مستدامہ (جسکا نکاح سابق باقی رکھا جائے) کے مثل ہی اسلیے کہ رجعت سے نکاح سابق عود کرتا ہی اور ابتداءً نکاح نہین ہوتی اور اگر بعد طلاق مراجعت کرنا چاہے اور مطلقہ اپنے مدخول بہا ہونے کا انکار کرے اور گمان کرے کہ اوسپر عدہ نہین ہی اور اوس سے مراجعت صحیح نہین ہی اور مطلق اوسکے مدخول بہا ہونے کا مدعی ہو تو مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا دعوی ظاہر کے موافق ہی پس جبکہ مطلقہ مذکورہ عدم دخول پر قسم کھالیگی تو مطلق کی رجعت اوسکے حق مین باطل ہوجائیگی اور رجعت اخرس (گونگا) ایسے اشارہ سے حاصل ہوتی ہی جو مراجعت پر دلالت کرتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ رجعت اخرس کے تحقق مین مطلقہ کے سر سے اوسکے مقنعہ کا اوتار لینا کافی ہی اور یہ قول شاذ (نادر) ہی اور جبکہ مطلقہ حیض کے ساتھ مدت عدہ کے منقضی ہوجانے کی ایسے زمانہ مین مدعی ہو جسمین انقضائے عدہ ممکن ہو

(جسکی مقدار زن حرّہ مین اقلاً چھبیس دن اور دو لحظہ اور کنیز مین اقلاً تیرہ دن اور دو لحظہ ہی) اور مطلق انکار کرے تو مطلّقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر مہینون کے ساتھ انقضائے عدّہ کی مدّعی ہو تو اوسکا قول مقبول نہوگا بلکہ اس صورت مین شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ایقاع طلاق کے زمانہ مین واقع ہوا ہی جس مین شوہر کا قول مقبول ہوتا ہی کیونکہ یہ اوسکا فعل ہی اور اصل عدم انقضائے عدّہ ہی اور اسی طرح اگر شوہر انقضائے عدّہ کا مدّعی ہو تو مطلّقہ کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل بقائے زوجیت ہی اور اگر زن مطلّقہ حاملہ ہو اور وضع حمل کی مدّعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اوسکو احضار ولد (بچّہ کا حاضر کرنا) کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر مدّعی حمل ہو اور شوہر انکار کرے اور مطلّقہ کسی مولود (لڑکا یا لڑکی) کو حاضر کرے اور شوہر اوس مولود کی مطلّقہ سے نفی کرے (مثلاً کہے کہ یہ مولود تجھسے پیدا نہین ہوا) تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ ولادت (مولود کا پیدا ہونا) پر اقامت بیّنہ (دو شاہدون سے گواہی دلانا) ممکن ہی اور جبکہ انقضائے عدّہ پر دونون متّفق ہون اور شوہر انقضائے عدّہ سے قبل حصول رجعت کا مدّعی ہو اور مطلّقہ اسکا انکار کرتی ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور اگر حصول رجعت مین دونون متّفق ہون اور مطلّقہ قبل حصول رجعت عدّہ کے منقضی ہوجانے کی مدّعی ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم انقضائے عدّہ اور صحت رجعت ہی اور اگر کنیز کو اوسکا شوہر طلاق دے اور پھر انقضائے عدّہ کے قبل مراجعت کا مدّعی ہو اور کنیز اپنے شوہر کی تصدیق کرے اور اوسکا آقا انکار کرے اور قبل حصول رجعت انقضائے عدّہ کا دعویٰ کرے تو قول شوہر مقبول ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ شوہر کو قسم کھانے کی تکلیف بھی نہ دیجائیگی اسلیے کہ حق نکاح زن و شوہر سے متعلق ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ آقا کنیز علاقہ نکاح کے مرتفع ہوجانیکا مدّعی ہی اور شوہر اسکا انکار کرتا ہی اور پھر منکر پر قسم لازم ہی چوتھا مقصد استعمال حیل (حیلے) کے بیان مین حیل مباحہ (جو حیلے جائز و مشروع ہین) کے ساتھ اوس امر کے ساقط کرنے مین توصّل (کسی چیز کے ذریعہ سے مقصود کا حاصل کرنا)

کرنا جائز ہی جو بدون حیلہ ثابت ہوجاتا اور حیل محرّمہ (جو حیلے ناجائز اور حرام ہین) کا استعمال کرنا جائز نہین ہی اور اگر حیلہ محرّمہ سے توصّل کریگا تو گنہگار ہوگا لکن حیلہ تمام ہوجائیگا پس اگر کوئی عورت اپنے لڑکے کو کسی عورت کے ساتھ زنا کرنے پر اسلیے آمادہ کرے کہ اوسکا باپ اوس عورت سے عقد نکر سکے یا ایسی کنیز کے ساتھ زنا کرنے پر محرک ہو جسکے حرم بنانے کا اوسکے باپ نے قصد کیا ہو تو عورت اور لڑکا دونون گنہگار ہونگے اور زن موطوئہ بزنا (جس عورت سے زنا کی گئی ہی) اون لوگون کے نزدیک اوسکے باپ پر حرام ہوجائیگی جو زنا کو ناشر حرمت جانتے ہین لکن اگر کسی حیلہ مباحہ کے ساتھ توصّل کیا جائے مثلاً صورت مفروضہ مین لڑکے کو زن مذکورہ کے ساتھ عقد کرنے کی دلالت کیجائے تو گناہ بھی نہوگا اور اسیطرح اگر کسی شخص پر ایسے دین کا دعویٰ کیا جائے جس سے وہ بری الذمہ ہوچکا ہو (مثلاً قرضخواہ کے حوالہ کرچکا ہو یا اوسنے ساقط کردیا ہو) اور مدعی کے جواب مین دعوائے اسقاط کرنے سے اوس کیطرف یعنے مدعی کیطرف ۱۲ قسم کے عائد ہونے کا خوف رکھتا ہو اور بیّنہ نہو تو اصل استدانت (قرض لینا) سے انکار اور اوسپر حلف کرسکتا ہو بشرطیکہ اپنی قسم مین ایسا توریہ (لفظ سے معنی غیر ظاہر کا مراد لینا) کرے جو دروغگوئی سے خارج کردے (مثلاً قسم کھائے کہ مین تیرا مدیون نہین ہون اور اگر کہے کہ مین نے تجھسے روپیہ لیا ہی نتھا تو دروغ ہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی مدیون معسر (تنگدست) ہو اور اقرار دین کیصورت مین اپنے قید ہونے کا خوف رکھتا ہو تو اوسکو توریہ کے ساتھ دین کا انکار کردینا جائز ہوگا (مثلاً کہے کہ مین نے تجھسے روپیہ نہین لیا اور کسی مکان معین یا زمان مخصوص مین لینے سے انکار مقصود ہو) اور درصورت توریہ مدّعی کے نیت کرنے مین کذب سے اوسوقت برارت ہوگی جبکہ وہ حقدار ہو اور حالف (قسم کھانیوالا) کو اوس صورت مین دروغگوئی سے برارت حاصل ہوگی جبکہ مظلوم ہو پس اگر مدّعی حقدار ہو اور مدّعی علیہ توریہ کے ساتھ اپنی برارت پر قسم کھائے تو اوسکو کوئی نفع حاصل نہوگا بلکہ دروغگوئی کا مرتکب ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی کو قسم دروغ کھانے پر مجبور کرے یا کسی فعل حلال کے

[illegible] دون الحجة في اسقاطه ما اوجب ثبت والتوصل بالحيلة الى ثبوت الحيلة فلو ان امرأة حملت ولدها على الزنا بامرأة لتمنع ابنه من العقد عليها او بامة يريد ان يتخذها فعلت حراما وحرمت الموطوئة على ابيه من نشر الحرمة بالزنا اما لو توصل بالحيلة كان لو سبق العقد عليها [illegible] في الفرض لم يأثم ولو ادعي عليه دين قد برئ منه باسقاط او تسليم فخشي من دعوى الاسقاط ان ينقلب اليمين الى المدعي لعدم البينة فانكر الاستدانة و حلف جاز ان يوري بما يخرجه عن الكذب وكذا [illegible] عن الحبس بعد من يدعي عليه فانكر والبينة [illegible] بينة المدعي كان مظلوما [illegible] في الدعوى [illegible] على اليمين

ترک کی قسم کھانے پر مجبور کرے تو ایسی نیّت کے ساتھ قسم کھانا جائز ہوگا جو دروغ اور مقتضائے قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھے مثلاً توریہ مین نیّت کرے کہ اس فعل کو شام یا خراسان یا فوق آسمان یا زیر زمین بجا نہ لاؤنگا اور اگر طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور زوجتی طالق کہنے سے طلاق سابق مراد لے یا نسائی طوالق کہنے سے زنانِ اقارب کا قصد کرے تو جائز ہوگا اور اگر اس امر کی قسم کھانے پر مجبور کیا جائے کہ اوسنے زمانہ گذشتہ مین فلان فعل کو نہین کیا اور ما فعلت کذا کہے اور لفظ ما سے مار موصولہ کا قصد کرے اور مار نافیہ مراد نہ لے تو صحیح ہوگا اور اگر لفظ نعم (ہان) کے ساتھ جواب دینے پر مضطر ہو اور لفظ نعم کا تلفظ کرے اور اوس سے شتر مراد لے یا نعام کہے اور اوس سے شتر مرغ صحرائی مراد لے تو گنہگار نہوگا اور اسیطرح اگر قسم مین ما اخذت جملا ولا ثورا ولا عنزا (مین نے بره شش ساله اور بیل اور بکری کو نہین لیا) کہے اور لفظ جمل سے ابر اور ثور سے پنیر کے قطعۂ کبیرہ کا اور عنز سے زمین بلند کا قصد کرے تو مقتضائے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی فعل کے ساتھ متہم کرے اور شخص متہم (بالفتح جسپر اتّہام کیا گیا ہو) حلف کرے کہ مین متّہم (بالکسر اتّہام کرنیوالا) کی اس اتّہام مین تصدیق کرونگا اور امر کو مبہم رکھونگا تو طریق تخلص یہ ہے کہ فعل منفی و مثبت دونون کو وارد کرے اور فعلت و ما فعلتُ (مین نے کیا اور مین نے نہین کیا) کہے پس ان دونون مین سے ایک چیز بہر حال صحیح ہوگی اور اگر حلف کرے کہ مین فلان شخص کو انار کے اون دانون کی بدون توڑنے کے خبر دونگا جو اوسمین موجود ہین تو دروغ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنے عدد کا شمار کرے جنکا انار مین ہونا ممکن ہو (مثلاً فرض کیا جائے کہ انار مین دو سو دانے ہوتے ہین تو اسکو دروغ سے بچنے مین چالیس اور پچاس اور سو اور ساٹھ اور دس کہنا کافی ہوگا) پس حیل مذکورہ یا مثل انکے جو حیلے مباح اور مشروع ہون اونکا استعمال کرنا جائز ہے **پانچوان مقصد** عدّہ (وہ مدّت جسمین عورت کو دوسرا عقد کرنا صحیح نہین ہے) کے بیان مین اور اسمین کئی فصلین ہین **پہلی فصل** زن غیر مدخول بہا

کے لیے کوئی عدّہ نہین ہی خواہ بذریعۂ طلاق جدا ہو یا بذریعۂ فسخ وغیرہ لکن وفات شوہر کا عدہ غیر مدخولہا پر بھی واجب ہی اور تحقق دخول مین محض دخال حشفہ کافی ہی اگرچہ انزال نہو خواہ شوہر کے انثیین مقطوع ہون یا نہون اسلیے کہ تحقق دخول مین نفس وطی کا تحقق کافی ہی لکن اگر شوہر کا عضو تناسل مقطوع اور انثیین سالم ہون تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ عدہ واجب ہوگا اسلیے کہ حمل کا تحقق ساحقت سے بھی ممکن ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ عدہ فقط وطی پر مترتب ہوتا ہی ہان اگر ساحقت سے حمل ظاہر ہو تو عورت پر بوضع حمل عدہ رکھنا واجب ہوگا اسلیے کہ تحقق انزال ممکن ہی اور تنہا خلوت سے بدون وطی علی الاشہر عدہ واجب نہین ہوتا اور اگر زن و شوہر مین خلوت حاصل ہوا اور پھر تحقق دخول مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول مع قسم مقبول ہوگا

دوسری فصل

زن ذات الاقراء کے بیان مین ۔

ذات الاقراء سے وہ عورت مراد ہی جسکا حیض مستقیم ہو (یعنی اوسکو ہر مہینہ مین ایکدفعہ خون حیض آتا ہو جو غالب نسوان کی عادت ہی) اور زن مذکورہ تین قرء کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اقراء سے علی اشہر الروایتین (دو روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو زائد مشہور ہی) اطہار (جمع طہر ہی جس سے طہارت زن کا وہ زمانہ مراد ہی جو دو حیضون کے درمیان واقع ہوتا ہی) مراد ہین بشرطیکہ حرّہ (زن آزاد) ہو خواہ اوسکا شوہر حر (آزاد) ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور طلاق سے ایک لحظہ کے بعد اوسکو خون حیض آجائے تو یہ لحظہ ایک قرء محسوب ہوگا بعد ازان دو قرء اور کامل کریگی پس تیسری مرتبہ خون حیض آنے کے وقت ایام عدہ منقضی ہوجائینگے یہ حکم (عدہ کا تیسرے خون کے آنے سے منقضی ہوجانا) اوسوقت جاری ہوگا جبکہ عورت کی عادت کسی زمانہ کے ساتھ مستقر اور مضبوط ہو اور صورت اختلاف مین اقل حیض کے منقضی ہونے تک احتیاطاً صبر کریگی اور اقل مدت جس مین عدہ منقضی ہوسکتا ہی چھبیس ۲۶ روز اور دو لحظے ہین لکن لحظہ اخیرہ داخل عدہ نہین ہی بلکہ عورت کے خارج از عدہ ہونے پر دلالت کرتا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لحظہ اخیرہ بھی

مستقرۃ بالزّمان و ان اختلفت صبرت الی انقضاء اقل الحیض اخذاً بالاحتیاط و اقل زمان تنقضی به العدة

داخل عدّہ ہی اسلیے کہ انقضائے عدہ کا حکم اوسکے متحقق ہونے پر موقوف ہی لیکن پہلا قول حق وصواب ہی اور اگر عورت کو حیض مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اگر زمان طہر مین طلاق واقع ہوا ور ختم تلفظ کے ساتھ ہی اوسکو اسطرح خون حیض آجائے کہ طلاق وحیض مین کوئی زمانہ متخلل نہو تو طلاق صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ طہر معتبر مین واقع ہوئی ہی اور اس طہر کا اعتبار عدہ مین نکیا جائیگا اسلیے کہ یہ طہر بعد طلاق واقع نہین ہوا پس مطلقہ کو بعد حیض تین قرء کے ساتھ از سر نو عدہ رکھنا واجب ہوگا **فرع** اگر زن وشوہر مین اختلاف ہو پس عورت کہے کہ وقوع طلاق کے بعد طہر کا ایک جزء باقی تھا اور شوہر اسکا انکار کرے تو عورت کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اسکو بہتر جانتی ہی اور طہر وحیض دونون کا حال وہی کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہی

تیسری فصل

زن ذات الشہور (وہ عورت جو مہینون کے حساب سے عدہ رکھتی ہی) جبکو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو اگر مدخول بہا اور حرّہ ہو تو طلاق فسخ مین تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھیگی اور زن یائسہ اور اوس عورت مین جو نابالغ ہو (اوسکا سن نو سال سے کم ہو) دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک یہ ہی کہ یہ دونون عورتین تین ۳ مہینے کے ساتھ عدہ رکھینگی اور دوسری یہ ہی کہ ان دونون پر کوئی عدہ لازم نہوگا اور یہی روایت مشہور تر ہی اور حد یاس پچاس سال ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ خصوص زن قرشیہ اور نبطیہ مین حد یاس ساٹھ سال ہین اور اگر کسی عورت کو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ اجماعاً تین مہینے ہین اور اس عورت کو شہور (مہینے) اور حیض کی مراعات چاہیے باینمعنی کہ اگر تین مہینے گذرنے سے قبل تین طہر منقضی ہوجائین تو عدہ سے خارج ہوجائیگی ورنہ تین مہینے کا انتظار لازم نہوگا اور اگر تین مہینے بدون حیض گذرجائین تو بھی عدہ سے خارج ہوجائیگی لیکن اگر تیسرے مہینے مین خون حیض کا معائنہ کرے اور دوسری اور تیسری مرتبہ خون حیض کے آنے مین تاخیر واقع ہو تو وقت طلاق سے نو مہینے تک صبر کریگی اسلیے کہ اوسکے حاملہ ہونیکا احتمال ہی اور بعد ازان تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اس عدہ سے کوئی عدہ دراز تر

نہین ہوا اور روایت عمار ساباطی مین وارد ہوا ہی کہ ایکسال تک صبر کریگی اور بعد ازان تین مہینے ساتھ عدہ رکھیگی اور شیخ رح نے کتاب نہایہ مین اس روایت کو خون ثالث کے محتبس (بند) ہوجانے پر محمول کیا ہی اور یہ قول تحکم (دعوی بیدلیل) ہی اسلیے کہ یہ حکم خون دوم کے محتبس ہوجانے مین بھی جاری ہی اور روایت مذکورہ مین خون ثالث کے محتبس ہونیکا ذکر نہین ہی بلکہ عورت کو ایک سال مین تین خون حیض کا نہ آنا مذکور ہی خواہ ایک یا دو دفعہ خون آیا ہو یا نہ آیا ہو اور اگر ایک مرتبہ خون دیکھنے کے بعد یائسہ ہوجائے تو عدہ کو دو مہینون کے ساتھ کامل کریگی اور اگر زن معتدہ کا خون مستمر و مشتبہ رہے یعنے خون حیض غیر حیض سے ممتاز نہو تو اپنی وس عادت کی طرف رجوع کریگی جو زمانہ استقامت مین حاصل تھی اور اوسی حساب سے عدہ کو تمام کریگی اور اگر اوسکے لیے کوئی عادت نہ تھی تو صفت خون کا اعتبار کریگی اور تین قرء (طہر) کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اشتباہ باقی رہے (یعنی وہ تمیز حاصل نہو جسکا اعتبار شرع مین ثابت ہی) تو مدت عدہ مین عوان اقربا یا اقران کی عادت کا اعتبار کریگی اور اگر اونکی عادت مختلف ہو تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر زن مذکورہ کو چھ یا پانچ مہینے مین مثلاً ایکدفعہ خون حیض آئے تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور جبکہ اوسکو اول ہلال مین طلاق دیجائے تو تین ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اثناے ماہ مین طلاق دیجائے تو دو ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور تیسرے مہینے سے اوسقدر مدت کو اخذ کریگی جسقدر کہ ماہ اول سے فوت ہوئی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ تیس روز کے ساتھ کامل کریگی اور یہی قول اشبہ ہی

تفریع اگر انقضاے عدہ اور عقد نکاح کے بعد وجود حمل کا ظن حاصل ہو (ایسی امارت موجود ہو جس سے وجود حمل کا ظن حاصل ہوجائے) تو باطل نہوگا اور اسیطرح اگر بعد عدہ اور قبل نکاح وجود حمل کا ظن حاصل ہو تو اوسکو نکاح کرنا جائز ہوگا لکن اگر یہ ظن قبل انقضاے عدہ حاصل ہو تو نکاح کرنا جائز نہوگا اگرچہ عدہ منقضی بھی ہوجائے اور اگر جواز نکاح کے قائل ہون تو خوب ہی جبتک کہ وجود

حمل کا یقین حاصل ہو اور پھر تقدیر پر اگر حمل ظاہر ہو تو نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ اوسکا اثنائے عدّہ مین واقع ہونا متحقق ہوگیا **چوتھی فصل** عدّۂ حاملہ (زن باردار) کے بیان مین زنِ حاملہ طلاق مین وضع حمل کے ساتھ عدّہ رکھیگی اگرچہ بعد طلاق بلافصل وضعِ حمل کا اتفاق ہو خواہ مولود تام ہو یا غیر تام اگرچہ علقہ (خون مجتمع) ہو بشرطیکہ عرفاً اوسکا حمل ہونا متحقق ہوجائے اور اوس چیز کا اعتبار نہین ہے جسکا حمل ہونا مشکوک ہو اور اگر زن مطلّقہ بعد طلاق اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے تو اوسپر وقتِ وطی سے نو مہینے تک جو اقصائے حمل کی مدت ہے صبر کیا جائیگا اور پھر اوسکا دعوی مقبول نہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اقصائے حمل ایک سال ہے (یعنی ایک سال تک صبر کیا جائیگا) اور یہ روایت مشہور نہین ہے اور اگر اوسکا حمل دو مولود ہون تو وضع اول کے ساتھ بائن ہوجائیگی اور اوسکو وضع اخیر کے قبل بنا نکاح کرنا جائز نہوگا اور اشبہ یہ ہے کہ وضع جمیع کے قبل بائن نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ غیر حاملہ کو طلاق رجعی دے بعد ازان اثنائے عدّہ مین وفات پائے تو مطلّقہ کو از سرِ نو عدّۂ وفات رکھنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص طلاق بائن واقع کرکے وفات پائے تو مطلّقہ کو فقط عدّۂ طلاق کا تمام کرنا کافی ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین **فرع اول** اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو پھر اوسکو اوسکا شوہر طلاق دے تو فقط مہینون کے ساتھ عدّہ رکھیگی اور وضع حمل کے ساتھ عدّہ رکھنے کی ضرورت نہوگی اور اگر کسی عورت سے وطی بالشبہ واقع ہوا اور اوسکا مولود بوجہ غیبت یا بعدِ شوہر مثلاً واطی سے ملحق ہوا اور پھر شوہر اوسکو طلاق دے تو اوس وضع حمل کے ساتھ بوجہ وطی عدّہ رکھیگی بعد ازان از سرِ نو عدّۂ طلاق رکھیگی **فرع دوم** جبکہ زن وشوہر وقوع طلاق کے زمانہ مین اتفاق اور وضع حمل کے زمانہ مین اختلاف کرین تو عورت کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ولادت مین واقع ہوا ہے جو عورت کا فعل ہے اور اگر زمان وضع مین اتفاق اور زمان طلاق مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف طلاق مین واقع ہوا ہے جو شوہر کا فعل ہے

وفي المسئلتين اشكال لان الاصل عدم الطلاق وعدم الوضع فالقول قول من ينكرهما الثالث لو اقرت بانقضاء العدة ثم جاءت بولد لستة اشهر فصاعدا منذ طلقها قيل لا يلحق به والاشبه انه يلحق ما لم يتجاوز اقصى الحمل

اور ان دونون مسئلون مین اشکال ہی اسلیے کہ اصل عدم طلاق اور عدم وضع حمل ہی پس دونون صورتون مین اوس شخص کا قول معتبر ہونا چاہیے جو ان دونون سے انکار کرتا ہی **فرع سوم** اگر زن مطلقہ انقضائے عدّہ کا اقرار کرے اور وقتِ طلاق سے چھ مہینہ یا زائد کے بعد اوسکے ولادت ہو تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ یہ مولود مطلّق سے ملحق نہوگا لکن اوسکا مطلّق سے ملحق ہونا اشبہ اور قواعد کے موافق ہی بشرطیکہ اقصائے حمل سے تجاوز نکرے

پانچوین فصل عدّہ وفات کے بیان مین

پس جس زن حرّہ (آزاد) سے کہ عقد صحیح (نکاح ہو یا متعہ) واقع ہوا ہو اوسکے عدّہ وفات کی مدت چار مہینے اور دس روز ہی بشرطیکہ خالی (غیر حاملہ) ہو خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ خواہ اوسکا شوہر بالغ ہو یا نابالغ خواہ اوس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور دسوین روز غروب آفتاب کے وقت عدّہ سے خارج ہوگی اسلیے کہ انتہائے روز یہی ہی اور اگر زوجہ حاملہ ہو تو اوس مدت کے ساتھ عدّہ رکھیگی جو وضع حمل اور چار مہینے دس روز مین زائد ہوگی پس اگر چار مہینے دس روز کے کامل ہونے سے قبل وضع حمل ہوگا تو باقی ایام کے منقضی ہونے تک صبر کریگی اور جس عورت کے شوہر نے وفات پائی ہو اوسپر حداد (ترک زینت کرنا جسکو ہندی مین سوگ کہتے ہین) لازم ہی جس سے لغۃً اور شرعاً اون امور کا ترک کرنا مراد ہی جو اسباب زینت شمار کیے جاتے ہین جیسے اون کپڑون یا ادہان (روغن) کا استعمال کرنا جو زینت اور خوشبو کے لیے استعمال کیے جاتے ہین اور پارچہ سیاہ و کبود کے پہننے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اسلیے کہ یہ دونون کپڑے شبہ زینت سے بعید ہین اور وجوب حداد مین زن صغیرہ اور کبیرہ اور مسلمہ اور ذمیہ مساوی ہین اور آیا کنیز پر (جبکہ زوجہ ہو) بھی حداد واجب ہی یا نہین اسمین تردد ہی اظہر عدم لزوم ہی اور زن مطلقہ پر ترک زینت کرنا لازم نہین ہی خواہ مطلقہ بائنہ ہو یا رجعیہ اور اگر کسی عورت سے بعقد شبہ وطی واقع ہو پھر واطی (دخول کرنے والا) مرجائے تو اوسپر عدّہ طلاق لازم ہوگا خواہ حاملہ ہو یا نہو اور وجوب عدہ کا حکم وطی کیوجہ سے ہی نہ عقد

الفصل الخامس في عدة الوفاة تعتد الحرة المنكوحة بالعقد الصحيح اربعة اشهر وعشرا اذا كانت حائلا صغيرة كانت او كبيرة بالغا كان زوجها او لم يكن دخل بها او لم يدخل وتبين بغروب الشمس من اليوم العاشر لانه نهاية اليوم ولو كانت حاملا اعتدت بابعد الاجلين فلو وضعت قبل استكمال اربعة اشهر وعشرة ايام صبرت الى انقضائها ويلزم المتوفى عنها زوجها الحداد وهو ترك ما فيه زينة من الثياب والادهان المقصود بها الزينة والتطيب ولا باس بالثوب الاسود والازرق لبعده عن شبه الزينة ويستوي في ذلك الصغيرة والكبيرة والمسلمة والذمية وفي الامة تردد اظهره انه لا حداد عليها ولا يلزم الحداد المطلقة بائنة كانت او رجعية ولو وطئت المرأة بعقد الشبهة ثم مات اعتدت عدة الطلاق حائلا كانت او حاملا وكان الحكم للوطي لا للعقد

کے سبب سے کیونکہ زن مذکورہ زوجہ نہین ہی **تفریع** جبکہ کسی شخص کے پاس دو یا کئی ازواج ہون اور اونمین سے بدون تعیین ایک کو طلاق دے پس اگر قائل ہون کہ صحت طلاق مین تعیین زوجہ شرط ہی تو صورت مذکورہ مین طلاق واقع نہوگی اور اگر تعیین کے قائل نہون او مطلّق قبل تعیین مر جائے تو اوسکی ہر ایک زوجہ پر عدّہ وفات لازم ہوگا تاکہ جانب احتیاط غالب رہے خواہ مطلّق نے اونسے دخول کیا ہو یا نکیا ہو اور اگر جملہ ازواج حاملہ ہون تو ہر ایک کو ابعد الاجلین (وضع حمل ور عدّہ وفات مین سے جسکی مدت زائد ہو) کے ساتھ عدّہ رکھنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے ایک زوجہ کو طلاق بائن دے اور قبل تعیین وفات پائے تو ہر ایک زوجہ پر عدّہ وفات واجب ہوگا اور اگر قبل وفات زن مطلّقہ کو معیّن کرے تو طلاق اوسی کیطرف منصرف ہوگی اور وقت طلاق سے عدّہ رکھیگی نہ وقت وفات سے اور اگر طلاق رجعی دے تو وقت وفات سے عدّہ وفات رکھیگی اور اگر کسی عورت کا شوہر مفقود ہوا اور اوسکی خبر نامعلوم ہو یا اوسکی زوجہ پر ولی مفقود انفاق کرے تو زوجہ کو باوجود طول مدت کے اپنی تزویج کا اختیار نہوگا اور اگر اوسکی خبر مجہول ہو اور کوئی شخص اوسکی زوجہ پر انفاق کرنیوالا نہو پس اگر صبر کرے تو ہمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے لیے وقت مرافعہ سے چار سال کی مدت مقرر کریگا اور اوسکے شوہر کا تجسّس کرائیگا پس اگر اوسکی خبر معلوم ہو جائیگی تو صبر کریگی اور مدت مذکورہ مین امام علیہ السلام کو اوسپر بیت المال سے انفاق کرنا واجب ہوگا اور اگر بعد تجسّس بھی اوسکی خبر معلوم نہو تو حاکم شرع اوسکو چار سال گذرنے کے بعد عدّہ وفات کا حکم کریگا بعد ازان اوس عورت کو کسی دوسرے شخص سے اپنا عقد کر لینا جائز ہوگا پس اگر بعد انقضائے عدّہ اوسکا شوہر اول آجائے تو اوسکو زن مذکورہ پر کسی قسم کا تسلّط حاصل نرہیگا بشرطیکہ دوسرا نکاح کر چکی ہو اور اگر شوہر اوّل اثنائے عدّہ مین آجائے تو وہ اسکا شوہر اور یہ اوسکی زوجہ رہیگی اور اگر دوسرے نکاح سے قبل اور انقضائے عدّہ کے بعد شوہر اول واپس آئے تو آیا اس صورت مین بھی اوسکو

ولیست زوجة **تفریع** لو کان له ... من زوجة فطلق واحدة لا بعینها فان قلنا التعیین شرطها فالطلاق وان لم نشترط فطلقها فمات قبل التعیین فعلی کل واحدة الاعتداد بعدة الوفاة تغلیبا لجانب الاحتیاط دخل بهن او لم یدخل ولو کن حوامل اعتددن بابعد الاجلین ولو کان طلق واحدة بعینها ومات قبل التعیین فعلی کل واحدة الاعتداد بعدة الوفاة ولو عین قبل الموت انصرف الی المعینة وتعتد من حین الطلاق لا من حین الوفاة ولو کان رجعیا اعتدت من حین الوفاة ... ان المفقود ...

زنِ مذکورہ پر تسلط رہیگا یا نہیں ہمین دو قسم کی روایتین ہین اشہر یہ ہو کہ کوئی تسلط باقی نہ رہیگا اسلیے کہ بحکم حاکم اس شخص کا تعلق برطرف ہو چکا ہو اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اوّل** اگر زنِ مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد اپنا عقد کرے بعدہ شوہر اوّل کا وفات پانا ظاہر ہو تو دوسرا عقد صحیح ہوگا اور زنِ مذکورہ پر اوسکی وفات کا عدّہ لازم نہوگا خواہ قبل عدہ وفات باقی ہو یا اثنائے عدّہ مین یا بعد عدّہ اسلیے کہ شوہر اوّل کے عقد کا اعتبار نظر شارع علیہ السلام مین ساقط ہو چکا ہو جسطرح کہ اوسکی حیات کے لیے کوئی حکم نتھا اسیطرح اوسکی وفات کے لیے بھی کوئی حکم نہوگا **دوم** شخص غائب پر زمان عدّہ مین اوسکی زوجہ کا نفقہ لازم نہوگا اگرچہ قبل انقضائے عدہ حاضر بھی ہو جائے اسلیے کہ حاکم شرع کے حکم سے اون دونون مین مفارقت ہو چکی ہو (اور عدّہ وفات مین لزوم نفقہ باقی نہین رہتا) اور اس مین تردد ہی **سوم** اگر زنِ مذکورہ کو اوسکا شوہر غائب طلاق دے یا اوس سے ظہار کرے اور اتفاقاً زمانِ عدّہ مین واقع ہو تو صحیح ہوگی اسلیے کہ ایام عدّہ مین عصمت نکاح باقی رہتی ہی اور اگر بعد عدہ واقع ہو تو طلاق یا ظہار صحیح نہوگی اسلیے کہ نکاح باقی نرہا تھا اور طلاق و ظہار دونون فرع نکاح ہین **چہارم** جبکہ زنِ مذکورہ سے اوسکا شوہر ثانی دخول کرے اور وقت دخول سے چھ مہینے کے بعد ولادت ہو تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا اسلیے کہ وہ صاحب فراش ہی اور اگر شوہر اوّل اوسکا مدعی ہو اور زنِ مذکورہ سے مخفی طور پر اپنے وطی کرنے کا اظہار کرے تو اوسکے دعوے کی طرف التفات نکیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا فراش زائل ہو چکا ہی اور شیخ رح نے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ شوہر ثانی کو ترجیح حاصل ہی کیونکہ شوہر ثانی بالفعل صاحب فراش ہی بخلاف شوہر اوّل کے کہ وہ قبل ازین صاحب فراش تھا پس شوہر ثانی کے رجحان مین کوئی شک نرہا تا انکہ محل قرعہ ہو **پنجم** اگر زنِ مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد مرجائے تو شوہر اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح

وفیہ روایتان اشہرہما انہ لا سبیل لہ علیہا وفیہ فروع الاول لو نکحت بعد العدۃ ثم بان موت الزوج کان العقد الثانی صحیحا ولا عدۃ لموتہ سواء کان موتہ قبل العدۃ او معہا او بعدہا لان عقد الاول سقط اعتبارہ فی نظر الشرع فلا احکام لموتہ کما لا احکام لحیاتہ الثانی لا نفقۃ علی الغائب فی زمان العدۃ ولو حضر قبل انقضائہا لانقطاع العصمۃ بحکم الحاکم وفیہ تردد الثالث لو طلقہا الزوج او ظاہرہا واتفق فی زمان العدۃ صح لان العصمۃ باقیۃ ولو اتفق بعد العدۃ لم یقع لانقطاع العصمۃ الرابع اذا اتت بولد بعد مضی ستۃ اشہر من دخول الثانی لحق بہ ولو ادعاہ الاول وذکر انہ وطئہا سرا لم یلتفت الی دعواہ وقال الشیخ رحمہ اللہ یقرع بینہما وہو بعید الخامس لو ماتت بعد العدۃ لم یرثہا الزوج

زن مذکورہ بھی اوسکی وارث نہوگی ور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اثناۓ عدہ مین وفات پاۓ تو ثبوت میراث مین تردد ہی لکن اشبہ ثبوت میراث ہی اسلیے کہ حکم زوجیت باقی ہی

چھٹی فصل عدہ و استبراء کنیز کے بیان مین کنیز مدخول بہا کا عدہ طلاق دو قرو (یعنے دو طہر) ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ دو حیض ہین لکن قول اول اشہر ہی اور عدہ کنیز کے منقضی ہونے کی اقل مدت تیرہ دن اور دو لحظہ ہین اور اس مقام پر بھی لحظۂ اخیرہ مین وہی بحث ہی جو زن حرہ مین مذکور ہوئی (بامعنی کہ آیا وہ لحظہ داخل عدہ ہی یا وہ سبب انقضاۓ عدہ کا علم حاصل ہوتا ہی اور داخل عدہ نہین ہی) اور اگر کنیز کو باوجود سن حیض کے خون حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ پینتالیس روز ہونگے خواہ اوسکا شوہر حر ہو یا غلام اور اگر کنیز کو آزاد ہونے کے بعد طلاق دیجائے تو اوسکا عدہ زن حرہ کے مثل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو طلاق رجعی دیجاوے پھر وہ اثناۓ عدہ مین آزاد ہوجاۓ تو اوسپر زن حرہ کے عدہ کا کامل کرنا لازم ہوگا اور اگر طلاق بائن کے بعد آزاد ہوجاۓ تو اوسکو فقط عدہ کنیز کا تمام کرنا لازم ہوگا اور ذمیہ حرہ کا عدہ طلاق اور وفات حرۂ مسلمہ کے مثل ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اوسپر عدۂ کنیز لازم ہوگا اور یہ روایت شاذ ہی اور جبکہ شوہر کنیز مرجاۓ تو اوسکا عدہ وفات دو مہینے پانچ دن ہوگا بشرطیکہ حاملہ نہو ورنہ مدت مذکورہ اور وضع حمل مین جو زمانہ زائد ہوگا وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر کنیز اپنے آقا کے لیے اُمّ ولد ہو تو اوسکا عدہ وفات چار مہینے دس روز ہوگا اور اگر ام ولد کا شوہر اوسکو طلاق رجعی دیکر اثناۓ عدہ مین وفات پاۓ تو اوسپر از سرنو زن حرہ کا عدہ وفات (چار مہینے دس روز) لازم ہوگا اور اگر اپنے آقا کی اُمّ ولد نہوگی تو اوسپر کنیز کا عدہ وفات (دو مہینے پانچ دن) از سرنو لازم ہوگا اور اگر اُمّ ولد کو اوسکا شوہر طلاق بائن دے تو فقط عدہ طلاق کو تمام کریگی اور اگر کوئی کنیز اپنے شوہر کی وفات کے بعد آزاد ہوجاۓ تو زن حرہ کے عدہ وفات کو تمام کریگی تاکہ جانب حریت کو غلبہ اور ترجیح رہے اور اگر کسی کنیز سے اوسکا آقا وطی کرتا ہو بعد ازان اوسکی تدبیر (مملوک کے آزاد کرنے کی وصیت کرنا)

کرے تو اوسکی وفات کے بعد کنیز مذکورہ پر چار مہینے دس روز کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر کنیز کو اوسکے آقا نے اپنی حیات مین آزاد کر دیا ہو تو تین قرا (تین طہر کے ساتھ) عدّہ رکھیگی اور جس کنیز کا استبرا اوسکے بوجہ بیع مملوک ہونے مین واجب ہی اوسی کا استبرا علاوہ بیع کے باقی اسباب تملک مین بھی لازم ہی جیسے اوسکا بذریعہ غنیمت یا صلح یا میراث وغیرہ مملوک ہونا اور جس کنیز کا استبرا بیع مین ساقط ہی اوسکا باقی اسباب تملک مین بھی ساقط ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خرید کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ استباحت بضع مین اتحاد سبب ضرور ہی اور اوسکی وطی بوجہ ملک بدون استبرا حلال ہوگی اور اگر کوئی غلام باجازت آقا کسی کنیز کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے اور اوسکا آقا کنیز مذکورہ سے وطی کرنیکا ارادہ کرے تو وہی استبرا اوسکے حق مین کافی ہوگا اور جبکہ کوئی انسان اپنی کنیز سے کتابت کرے تو اوسپر کنیز مذکورہ سے زمان کتابت مین وطی کرنا حرام ہو جائیگا پس اگر کسیوجہ سے اوسکی کتابت فسخ ہو جائے (مثلاً کنیز مذکورہ ادائے مال پر قادر نہو) تو آقا پر اوسکی وطی بدون استبرا حلال ہو جائیگی اور اسیطرح اگر کنیز یا اوسکا آقا مرتد ہو جائے اور پھر اسلام کیطرف عود کرے تب بھی اوسکا استبرا واجب نہوگا اور اگر کنیز پر بعد دخول طلاق واقع ہو تو آقا پر قبل انقضائے عدّہ اوس سے وطی کرنا جائز نہوگا اور عدّہ کے بعد وجوب استبرا ساقط ہوگا اسلیے کہ استبرا سے جو غرض تھی وہ عدّہ سے حاصل ہو گئی اور اگر کوئی شخص کسی کافرۂ حربیّہ کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے بعد ازین وہ عورت اسلام لے آئے تو اوسپر دوسرا استبرا واجب نہوگا بلکہ پہلا ہی استبرا کافی ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو خرید کرے اور احرام حج کی حالت مین اوسکا استبرا کرے تو وقت احلال (احرام کھولنا) اوسکی وطی کے حلال ہونے مین وہی استبرا کافی ہوگا

ساتوین فصل

لواحق کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص طلاق رجعی واقع کرے تو اوسکو زوجہ مطلّقہ کا اپنے مکان سے خارج کرنا جائز نہوگا تا وقتیکہ وہ کسی فاحشہ کی مرتکب نہو اور فاحشہ سے وہ فعل مراد ہی جسکی وجہ سے اوسپر حد کا جاری کرنا واجب ہو

پس ایسی صورت مین زنِ مذکورہ اقامت حد کے لیے خارج کیجائیگی اور اوس نا شائستہ فعل کی وجہ سے زن مذکورہ کا خارج کرنا جائز ہی یہ ہو کہ شوہر کے اہل و عیال کو اذیت پہونچائے اور زنِ مذکورہ پر بدون ضرورت شوہر کے مکان سے خارج ہونا حرام ہی اور بحالت ضرورت مین نصف شب کے بعد خارج ہونا اور قبل فجر واپس آنا جائز ہی اور اوسکو حج مندوب (سنتی) مین بدون اذن شوہر اوسکے مکان سے خارج ہونا جائز نہین ہی ہان حج واجب مین خارج ہوسکتی ہی اگرچہ اوسکا شوہر اجازت نہ دے اور اسیطرح ہر ایسی ضرورت مین خارج ہوسکتی ہی جس مین بدون خروج کوئی چارہ نہو اور عورت کو عدّہ بائنہ مین خارج ہونا جائز ہی پس جہان چاہے جا سکتی ہی **دوسرا مسئلہ** مطلقہ رجعیّہ کا نفقہ اور کسوت اور مسکن یوماً فیوماً تا انقضائے عدّہ مطلّق پر لازم ہی خواہ زن مطلقہ مسلمہ ہو یا ذمیّہ لکن اگر مطلّقہ رجعیہ کنیز ہو اور اوسکا آقا شب و روز اوسکو خانۂ شوہر مین بھیجتا رہے تو مطلّقہ پر اوسکا نفقہ اور سکنی بھی واجب ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین تمکین تام حاصل ہی جو لزوم نفقہ مین شرط ہی اور اگر آقائے کنیز اوسکو شب یا روز مین خانۂ شوہر پر جانے سے ممانعت کرے تو نفقہ واجب نہوگا کیونکہ اس صورت مین تمکین تام حاصل نہین ہی اور مطلّقہ بائنہ کو نفقہ و سکنی کا استحقاق نہین ہی لکن اگر زنِ مذکورہ حاملہ ہو تو تا وضع حمل اوسکا نفقہ اور سکنی مطلّق پر واجب ہوگا اور وطی بالشبہ سے عدّہ ثابت ہوتا ہی اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو تو آیا اوسکا نفقہ بھی ثابت ہوگا یا نہین شیخ رح نے فرمایا ہی کہ ثابت ہوگا اور اسمین اشکال ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ ثبوت نفقہ فقط مطلّقہ حاملہ سے مختص ہی اور اوسکے علاوہ اور کسی بائنہ کو اوسکا استحقاق نہین ہی اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین جو سکنائے مطلّقہ سے متعلّق ہین **اوّل** اگر مسکن مطلّقہ (وہ مکان جس مین زنِ مطلّقہ سکونت کرتی ہو) منہدم ہوجائے یا شوہر نے اوسکو بعاریت یا باجارہ لیا ہو اور اوسکی مدّت منقضی ہوجائے تو شوہر کو مطلّقہ کا مکان مذکور سے خارج کرنا اور مطلّقہ کو اوس سے از خود خارج ہونا جائز ہوگا اسلیے کہ درصورت مذکورہ اوسمین بوجہ کا ساکن کرنا جائز نہین ہی اور اگر

فيما اقتضر اليه ولا وصلة لها الا بان تخرج وتخرج في العدة البائنة اين شاءت الثانية نفقة الرجعية في زمان العدة وكسوتها ومسكنها يوما فيوما مسلمة كانت او ذمية اما الامة فان ارسلها مولاها ليلا ونهارا فلها النفقة والسكنى لوجود التمكين التام ولو منعها ليلا او نهارا فلا نفقة لعدم التمكين ولا نفقة للبائن ولا سكنى الا ان تكون حاملا فلها النفقة والسكنى حتى تضع وتثبت العدة مع الوطي بالشبهة وهل تثبت النفقة لو كانت حاملا قال الشيخ نعم وفيه اشكال ينشاء من توهم اختصاص النفقة بالمطلقة الحامل من البائن دون غيرها

فروع في سكنى المطلقة الاول المسكن لو انهدم او كان مستعارا او مستاجرا فانقضت المدة جاز له اخراجها ولها الخروج ... اسكانها ... *

کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایسے مسکن مین طلاق دے جو اوسکے استحقاق سے کم ہو تو اوسکو بعد طلاق ایسے مسکن کی طرف خروج کرنا جائز ہوگا جو اوسکے مناسب حال ہو اور اسمین تردد ہی **دوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے بعد ازان مکان کو فروخت کرے پس اگر زنِ مذکورہ پر اقرار (اطہار) کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہو تو وہ بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ ایسی عورت کو سکنائے غیر معلومہ کا استحقاق ہی پس جہالت متحقق ہوگی اور اگر اوسپر مہینون کے ساتھ عدّہ رکھنا واجب ہو تو بیع صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین جہالت مرتفع ہو جاتی ہی **سوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے بعد ازان حاکم شرع اوسپر حکم حجر (مال مین تصرّف کرنے کی ممانعت جاری کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زنِ مذکورہ حق سکنی مین غرماء (قرضخواہان) شوہر پر مقدّم رکھی جائیگی اسلیے کہ اوسکا حق سکونت حقّ غرماء سے قبل متعلق ہو چکا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زن مذکورہ کو جس قسم کے مسکن کا استحقاق ہوگا اوسکی اجرة المثل کے ساتھ حصّہ رسد شریک غرماء کیجائیگی اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اگر مطلّق سے حکم حجر متعلق ہو جائے اور اوسکے بعد طلاق دے تو مطلقہ بھی باقی غرماء کی تابع اور شریک ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو دیگر غرماء پر کوئی مزیّت ترجیح نہین ہی **چہارم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی دوسرے شخص کے مسکن مین طلاق دے تو مطلقہ کا حق سکنی مطلّق کے ذمّہ لازم ہوگا پس اگر مطلّق محجور علیہ ہوگا تو زنِ مذکورہ اپنے سکنی کی اجرة المثل کے ساتھ باقی غرماء کی شریک ہوگی پس اگر اوسکا عدّہ مہینون کے حساب سے ہوگا تو اوسکی مقدار معلوم ہوگی اور اگر اقرار (اطہار) یا وضع حمل کے ساتھ ہوگا تو اقلّ حمل یا اقلّ اقراء کے سکنی کی جو اجرة المثل ہوگی وہ اوسکے ساتھ شریک غرماء کیجائیگی پس اگر اتفاقاً مدّتِ معیّنہ ہی مین عدّہ منقضی ہو جائے فبہا و الّا قدر زائد کی اجرة المثل کا غرماء مطلّق سے یا حکم حجر برطرف ہونے کے بعد خود مطلّق سے مطالبہ کریگی اور اگر اقلّ مدت سے قبل اوسکا حمل ساقط ہو جائے تو مطلّق کو زن مطلقہ سے قدر تفاوت کا واپس لینا جائز ہوگا **پنجم** اگر مطلّق مر جائے اور مسکن کے کئی شخص وارث ہون اور وہ مسکن بقدر سکنائے مطلقہ ہو تو ورثہ کو بدون اوسکی رضا کے

ولو طلقها في مسكن دون مستحقها وجب اخرجها اجاز له الطلاق الى المسكن يناسبها وفيه تردد الثاني لو طلقها ثم باع المنزل فان كانت معتدة بالاقراء لم يصح البيع لانها تستحق سكنى غير معلوم منه فتتحقق الجهالة ولو كانت معتدة بالشهور صح لارتفاع الجهالة الثالث لو طلقها ثم حجر عليه الحاكم فقيل هي احق بالسكنى لتقدم حقها على الغرماء وقيل تضرب مع الغرماء باجرة مثل ما تستحقها والاول اشبه اما لو حجر عليه ثم طلق كانت اسوة مع الغرماء اذ لا مزية لها الرابع لو طلقها في مسكن لغيره استحقت السكنى في ذمته فان كان له غرماء ضربت مع الغرماء باجرة مثل سكناها فان كانت معتدة بالشهر فالقدر معلوم وان كانت معتدة بالاقراء او بالحمل ضربت مع الغرماء باجرة سكنى اقل الحمل او اقل الاقراء فان اتفق والا احذت نصيب الزائد وكذا لو تبين الحمل قبل اقل المدة رجع عليها بالتفاوت الخامس لو مات فورث المسكن جماعة لم يكن لهم قسمته اذا كان بقدر مسكنها الا باذنها

انقضائے عدہ کے قبل مسکن مذکور کا تقسیم کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکو سکنیٰ کو رہنے اسی حالت (غیر مقسوم) میں استحقاق سکنیٰ حاصل ہوا تھا لیکن ہمارے نزدیک مطلقہ کو تا وقتیکہ حاملہ ہو وفات مطلق کے بعد استحقاق سکنیٰ کا حاصل ہونا وجہ قوی رکھتا ہے ششم اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو دوسرے مکان میں منتقل ہونے پر مامور کرے اور وہ اپنے عیال و اسباب کو منتقل کر دے بعد ازان اوسپر مکان اول ہی میں طلاق واقع ہو تو اوسی میں عدہ رکھیگی (اور دوسرے مکان میں نہ رکھیگی اسلیے کہ وہ ابھی منتقل نہین ہوئی) اور اگر خود دوسرے مکان میں منتقل ہو جائے اور اوسکے عیال و اسباب پہلے ہی مکان میں باقی رہین اور پھر اوسپر طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان میں عدہ رکھیگی اور اول میں نرکھیگی اسلیے کہ وہ اوس سے منتقل ہو چکی) اور اگر دوسرے مکان میں منتقل ہونے کے بعد نقل متاع وغیرہ کی غرض سے پھر مکان اول میں عود کرے اور طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان میں عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسکی منزل ہو چکی اور اگر پہلے مکان سے خارج ہونیکے بعد اور دوسرے مکان میں پہونچنے سے قبل طلاق واقع ہو تب بھی دوسرے ہی مکان میں عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسمین منتقل ہونے پر مامور ہے ہفتم زن بدویہ (صحرا نشین) اوسی منزل میں عدہ رکھیگی جسمین کہ اوسپر طلاق واقع ہوئی ہے پس اگر اوس صحرا سے باقی لوگ کوچ کرین تو وہ بھی اونکے ہمراہ کوچ کریگی تاکہ ضرر تنہائی سے محفوظ رہے اور اگر اوسکے اہل و عیال صحرا ہی میں مقیم رہین تو اونکے ہمراہ وہ بھی مقیم رہیگی تا وقتیکہ وہان کے مقیم رہنے میں خوف غالب نہو اور اگر اوسکے اہل و عیال بھی کوچ کرین اور ایسے لوگ باقی رہین جو دفع ضرر پر قدرت رکھتے ہون تب بھی ہان علی الاشبہ اوسکو انتقال کرنا صحیح و جائز ہوگا تاکہ تنہائی کے ضرر وحشت سے محفوظ رہے ہشتم اگر کوئی شخص کشتی میں طلاق دے پس اگر وہ کشتی زن مطلقہ کا مسکن نہو (یعنی مسافر ہو) تو مطلق کو اوسکے لیے اپنی رائے سے کسی مسکن کے مقرر کر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر زن مطلقہ کا مسکن ہو (مثلاً اوسکا شوہر ملاح ہو) تو اوسی میں عدہ رکھیگی نہم اگر عورت اپنے مکان میں سکونت کرے اور شوہر سے مسکن کا مطالبہ نکرے تو اس صورت میں زن

مذکورہ کو شوہر سے اجرۃ مسکن کا مطالبہ صحیح ہوگا اسلیے کہ بنا پر اوسنے اجرۃ مسکن مین تبرع (احسان) کی تھی اور اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مسکن کو باجارہ لے اور اوسی مین سکونت کرے تب بھی اوسکو شوہر سے اجرۃ مسکن کا مطالبہ صحیح ہوگا اسلیے کہ عورت کا حق سکنی اوسی مقام سے متعلق ہوتا ہی جس مقام پر کہ شوہر اوسکو ساکن کرے اور اوس مقام سے متعلق نہین ہوتا جسکو کہ وہ خود اختیار کرے **تیسرا مسئلہ** زن متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جسکے شوہر نے وفات پائی ہو) کو نفقہ پانے کا استحقاق نہین ہی اگرچہ حاملہ ہووے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ زن مذکورہ پر نصیب حمل سے انفاق کیا جائیگا اور اس روایت مین بعد ہی اور اوسکو شب باش ہونے مین اختیار رہی جہان چاہے بسر کرے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی عورت عدہ مین عقد کرے تو صحیح ہوگا اور شوہر اول کا عدہ منقطع ہوگا پس اگر شوہر ثانی سے دخول واقع ہوگا تو عدۂ اوّل پر باقی رہیگی اور اگر شوہر ثانی باوجود علم حرمت کے وطی کرے تب بھی یہی علم ہوگا (یعنے عدۂ اوّل مین باقی رہیگی اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا شوہر زانی ہی جسکا عدہ نہین ہی) خواہ حاملہ ہو جائے یا نہو اور اگر شوہر ثانی جاہل تحریم ہو اور اوس سے وطی کرے اور زن مذکورہ حاملہ نہو تو شوہر اول کا عدہ تمام کریگی اسلیے کہ اوسکا تعلق قبل سے ہوچکا ہی اور اوسکے گذر جانے کے بعد علی اشہر الروایتین (دو قسم کی روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو مشہور تر ہی) شوہر ثانی کا عدہ از سر نو رکھیگی اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو اور بعض امارات اوس حمل کے شوہر اول سے ہونے پر دلالت کرتے ہون تو بوضع حمل شوہر اول کا عدہ تمام کریگی اور بعد وضع تین قرء کے ساتھ شوہر ثانی کا عدہ رکھیگی اور اگر بعض امارات اوس حمل کے شوہر ثانی سے ہونے پر دلالت کرتے ہون تو بوضع حمل اوسکا عدہ تمام کریگی اور بعد وضع شوہر اول کا عدہ پورا کریگی اور اگر بعض امارات سے اوس حمل کا اون دونون سے منتفی ہونا ثابت ہوجائے تو وضع حمل کے بعد شوہر اول کے عدہ کو تمام کریگی اور بعد ازان از سر نو شوہر ثانی کا عدہ رکھیگی اور اگر اوس حمل کا ان دونون سے ہونا محتمل ہو

المسئلة الثالثة — لا نفقة للمتوفی عنها زوجها ولو کانت حاملا

المسئلة الرابعة — لو تزوجت فی العدة

توبعض علمائنے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالاجائیگا اور وضع حمل اوس شخص کا عدّہ قرار پائیگا جس سے کہ وہ ملحق ہوا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ زن مذکورہ وطی بالشبہ کیوجہ سے فراش ثانی ہی پس حمل مذکور اوسی سے ملحق ہونا چاہیے **پانچوان مسئلہ** شخص حاضر کی زوجہ وقت طلاق یا وفات سے عدّہ رکھیگی اور شخص غائب کی زوجہ طلاق مین وقت وقوع سے اور وفات مین وقت بلوغ خبر سے عدّہ رکھیگی اگرچہ کسی غیر عادل ہی نے خبر پہونچائی ہو لکن زن مذکورہ کو بدون ثبوت دوسرا عقد کرنا صحیح نہوگا اور اسکا فائدہ یہ ہی کہ اگر اسکے بعد خبر مذکور کی صحت معلوم ہوجائے گی تو اوسی عدّہ پر اکتفا کریگی اور اگر عورت کو وقوع طلاق کا علم ہوا اور اوسکے وقت کا علم نہو تو وقت بلوغ سے عدّہ رکھیگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے عدّہ مین مراجعت کرے اور پھر قبل وطی طلاق دے تو مطلّقہ مذکورہ کو از سر نو عدّہ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ طلاق اوّل بوجہ رجعت باطل ہوگئی اور اگر رجعت کے بعد زن مذکورہ پر خلع واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے اسمقام پر فرمایا ہی کہ علی الاقوی اوسپر عدّہ لازم ہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ شوہر نے اوسکو ایسے عقد مین طلاق دی ہی جسکے بعد دخول واقع ہوا ہی لکن اگر اوسکو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے عدّہ مین اوس سے عقد کرے اور پھر قبل دخول طلاق دے تو زن مذکورہ پر عدّہ لازم نہوگا اسلیے کہ پہلا عدّہ بوجہ فراش باطل ہوگیا اور عقد ثانی کے بعد دخول نہین ہوا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ عدّہ لازم ہوگا اسلیے کہ اوسنے پہلے عدّہ کو کامل نہین کیا تھا اور قول اول اشبہ ہی **ساتوان مسئلہ** وطی بالشبہ مین حدّ زنا ساقط اور عدّہ واجب ہوتا ہی اور اگر زن موطوئہ عالم تحریم اور واطی (دخول کرنیوالا) جاہل تحریم ہو تو واطی سے نسب ملحق ہوگا اور زن مذکورہ پر اوسکے لیے عدّہ رکھنا لازم ہوگا اور اوسپر حد جاری کیجائیگی اور مہر کے پانے کی مستحق نہوگی اور اگر زن موطوئہ کنیز ہو تو اوسکی اولاد واطی سے ملحق ہوگی اور اوسپر مہر کنیز اور حمل کی وہ قیمت آقائے کنیز کے حوالہ کرنی لازم ہوگی

جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت متحقق ہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہی کہ مہر کنیز کا دینا لازم نہوگا بلکہ اوسکی قیمت کا دسوان حصّہ اگر باکرہ ہو اور بیسوان حصّہ اگر ثیبّہ ہو آقائے کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہی مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے اور پھر اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ دونون عدّے (عدّۂ طلاق اور عدّۂ وطی بالشبہ) متداخل ہو جائینگی (یعنے اقل عدّہ تحت اکثر مین داخل ہوگا) اسلیے کہ وہ دونون ایک ہی شخص کے لیے ہین اور یہ قول خوب ہی خواہ زن مذکورہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ **نوان مسئلہ** جبکہ زن مطلّقہ سے عدّۂ رجعیّہ مین وطی بالشبہ واقع ہو اور واطی ثانی سے حاملہ ہو جائے تو بوضع حمل دوسرے کا عدّہ رکھیگی اور وضع حمل کے بعد پہلے شوہر کا عدّہ کامل کریگی اور شوہر اوّل کو اس عدّہ مین رجوع کرنیکا اختیار ہوگا اور اوسکو زمانِ حمل مین رجوع کرنا صحیح نہوگا **کتاب الخلع** (شوہر کا اپنی زوجہ کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ فقط زوجہ کراہت رکھتی ہو) **والمبارات** (شوہر کا زوجہ کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ زن و شوہر دونون کراہت رکھتے ہون) اور اس مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** خلع کے بیان مین اور اسمین چار بحثین ہین **بحث اوّل** صیغۂ خلع کے بیان مین پس اوسکا صیغہ خلعتک علے کذا (مین نے تجھکو فلان عوض کے مقابل جدا کیا) یا فلانۃ مختلعۃ علے کذا (فلان زوجہ بعوض فلان مال مختلعہ ہی) ہی اور آیا وقوع خلع مین شوہر کی جانب سے فقط صیغۂ مذکورہ کا صادر ہونا کافی ہی یا نہین (بلکہ اوسکے بعد صیغہ طلاق کا مذکور ہونا بھی ضرور ہوگا) پس روایت مین وارد ہوا ہی کہ ہان کافی ہی اور شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ صیغۂ مذکورہ کے بعد کوئی ایسا لفظ مذکور نہو جو طلاق پر دلالت کرتا ہو (مثلاً صیغۂ خلع کے بعد فانت طالق یا فہی طالق کا واقع کرنا بھی لازم ہوگا پس شیخ علیہ الرحمہ کے نزدیک مجموع صیغہ خالعتک فانت طالق یا فلانۃ مختلعۃ فہی طالق قرار پائیگا) اور خلع مین فقط فادیتک (مین نے تجھسے فدیۂ خلاصی کو قبول کیا)

یا فاسختک (مین نے تیرے نکاح کو فسخ کیا) یا ابنتک (مین نے تجھکو جدا کیا) یا ابتتک (مین نے تجھسے قطع تعلق کیا) بدون لفظ طلاق کافی ہوگا اور اسطرح وقوع خلع مین تقابل (زن وشوہر کا اپنی رضا سے عقد نکاح کو فسخ کرنا) بھی کافی نہین ہے اور جبکہ وقوع خلع مین فقط صیغۂ خلع کی کفایت کے قائل ہوئے تو آیا یہ خلع از قبیل فسخ ہوگی یا از قبیل طلاق پس جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ داخل طلاق ہوگی اور یہی روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکا داخل فسخ کرنا اولی ہی اور یہ قول از قبیل تخریج (کسی حکم کا نصوص سے مستنبط کرنا جبکہ وہ بخصوصہ منصوص نہو) ہی پس جن علمانے (جیسے شیخ الطائفہ رح) کہ اوسکو داخل فسخ کیا ہی اونھون نے اوسکو طلقات ثلثہ مین محسوب نہین کیا ہی اور جنھون نے داخل طلاق کیا ہی اونھون نے عدد طلقات مین محسوب کیا ہی اور اگر بذل فدیہ کے ساتھ صیغہ طلاق واقع ہو تو یہ طلاق بائن ہوگی (نہ رجعی) اگرچہ لفظ خلع سے منفرد ہو اور رہا یہ کہ چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب طلاق ہو اور اوسکا شوہر صیغہ خلع کو بدون لفظ طلاق واقع کرے تو دونون قولون کی بنا پر طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب خلع ہو اور اوسکا شوہر طلاق کو بصیغۂ خلع واقع کرے توجو لوگ کہ تنہا خلع کو داخل فسخ کرتے ہین اونکے نزدیک زوجہ پر بذل عوض لازم نہوگا اور جو لوگ اوسکو داخل طلاق کرتے ہین یا اوسکو طلاق کا محتاج جانتے ہین اونکے نزدیک لازم ہوگا **دوم** اگر کوئی شخص ابتداءً اپنی زوجہ سے انت طالق بالف (تجھکو بعوض ہزار درہم طلاق ہے) یا انت طالق وعلیک الف (تجھکو طلاق ہے اور تجھپر ہزار درہم لازم ہین) کہے تو طلاق رجعی صحیح ہوجاویگی اور زوجہ پر ہزار درہم کا حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا اگرچہ بعد ازین تبرعاً اوسکا التزام بھی کرلے (یعنے ہزار درہم کی شوہر کیلیے ضامن ہوجائے) اسلیے کہ یہ التزام اوس مال کی ضمانت ہوگی جو اوسپر واجب نہین ہوا اور اگر زوجہ ہزار درہم شوہر کے حوالہ کریگی تو ہبہ جدید شمار کیا جائیگا اور اونکے حوالہ کرنے سے مطلقہ مذکورہ بائنہ ہوجائیگی **سوم** جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے طلقنی بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین طلاق دے) کہے تو

ان یقال هو فسخ وهو کنایة فمن قال هو فسخ لو یعتد به فی عدد الطلاق ویقع الطلاق مع الفدیة بائنا وان اتبع عن لفظ الخلع **الفرع الاول** لو طلبت منه طلاقا بعوض فخلعها مجردا عن لفظ الطلاق لم یقع علی القولین ولو طلبت خلعا بعوض فطلق به لم یلزم البذل علی القول بوقوع الخلع بمجرده فسخا ویلزم علی القول بانه طلاق او انه یفتقر الی الطلاق **الثانی** لو ابتدأ فقال انت طالق بالف او وعلیک الف صح الطلاق رجعیا ولم یلزمها الالف ولو تبرعت بعد ذلک بضمانها لم یصح لانه ضمان ما لم یجب ولو دفعتها الیه کانت هبة مستأنفة ولا تصیر المطلقة بها بائنة

كان الجواب على الفور فان تاخر بطل العوض وكان رجعيا

النظر الثاني في الفدية كل ما يصح ان يكون مهرا يصح ان يكون فداء في الخلع ولا تقدير فيه بل يجوز ولو كان زائدا عما وصل اليها من مهر وغيره

جواب کے فوری ہونے کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر جواب مین تاخیر واقع ہوگی تو شوہر کو عوض کے پانیکا
استحقاق نہوگا اور طلاق رجعی ہوجاویگی **بحث دوم** فدیہ کے بیان مین پس جس مال کا کہ نکاح مین مہر ہونا صحیح ہے
اوسکا خلع مین فدیہ ہونا بھی صحیح ہے اور اوسکی کوئی مقدار معیّن نہین ہے پس مقدار فدیہ کا اوس مال سے
زائد ہونا بھی جائز ہے جو زوجہ کو جانب شوہر سے بذریعۂ مہر وغیرہ حاصل ہوا ہے اور جبکہ مال فدیہ غائب ہو
تو اوسکی جنس اور وصف اور مقدار کا مذکور ہونا ضرور ہے اور حاضر مین فقط مشاہدہ کافی ہے اور عدم
تعیین کی صورت مین طلاق فدیہ بلد کے نقد غالب کیطرف منصرف ہوگا اور صورت تعیین مین وہی
مال مراد ہوگا جسکی کہ تعیین کی گئی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ہزار درہم کے عوض خلع دے اور اپنی
مراد کا ذکر نکرے یا قصد ہی نکرے تو خلع فاسد ہوگی اور اگر مال فدیہ اون اشیاء مین سے مقرر کیا
جائے جنکا شخص مسلم مالک نہین ہوسکتا جیسے شراب تو خلع فاسد ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ
طلاق رجعی ہوجائیگی اور یہ قول حق (صحیح) ہے اگر بعد ازان لفظ طلاق بھی مذکور رہا ہو والّا بطلان
خلع احق (زیادہ صحیح) ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعوض سرکہ خلع دے بعد ازان اوسکا شراب
ہونا ظاہر ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو بقدر شراب سرکہ کا استحقاق ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی
زوجہ کو حمل چوپایہ یا حمل کنیز کے عوض مین خلع دے تو صحیح ہوگی اور فدیہ کا بذل کرنا زوجہ یا اوسکے
وکیل کیطرف سے صحیح ہے اور اسیطرح اوس شخص کیطرف سے بھی صحیح ہے جو زوجہ کی اجازت سے ضامن فدیہ
ہوا ہو اور آیا کسی شخص متبرع کیطرف سے بھی بذل فدیہ صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور عدم صحت اشبہ
اور موافق اصول و قواعد ہے لکن اگر کوئی شخص کسی شخص سے کہے طلقها علی الف من مالها
وعلیّ ضمانها (تو اپنی زوجہ کو اوسکے مال مین سے ہزار درہم کے مقابل طلاق دے اور مین اوسکے لیے
اوسکا ضامن ہون) یا کہے طلقها علی عبدها هذا وعلیّ ضمانه (تو اپنی زوجہ کو اوسکے فلان
غلام کے مقابل طلاق دے اور مین اوسکا ضامن ہون) تو صحیح ہوگا پس اگر زن مذکورہ دفع بذل بہ

واذا كان غائبا فلا بد من ذكر جنسه ووصفه وقدره ويكفي في الحاضر المشاهدة وينصرف الاطلاق الى غالب نقد البلد ومع التعيين الى ما عين ولو خالعها على الف ولم يذكر المراد ولا قصد فسد الخلع ولو كان الفداء مما لا يملكه المسلم كالخمر فسد الخلع وقيل يكون رجعيا وهو حق ان اتبع بالطلاق والا كان البطلان احق ولو خالعها على خل فبان خمرا صح وكان له بقدره خلا ويصح بذل الفداء منها ومن وكيلها وممن يضمنه باذنها وهل يصح من المتبرع فيه تردد والاشبه المنع اما لو قال طلقها على الف من مالها وعلي ضمانها او على عبدها هذا وعلي ضمانه صح فان لم ترض

رضی ہوگی تو خلع صحیح ہوگی اور مال فدیہ کا شخص متبرع ضامن ہوگا اور سمین تردد ہی اور اگر کوئی عورت
مرض الموت مین شوہر سے بعوض فدیہ طالب خلع ہو تو صحیح ہوگا اگرچہ مقدار فدیہ اوسکے ثلث متروکہ
سے زائد بھی ہو پس فدیہ کی مقدار اوسکے اصل متروکہ سے خارج کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر
مقدار فدیہ مہر المثل سے زائد ہو تو بقدر مہر المثل اصل متروکہ سے اور بقدر زیادتی ثلث متروکہ
سے خارج ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اگر فدیہ خلع مولود شوہر کا رضاع
(دودھ پلانا) قرار پائے تو صحیح ہوگا لکن مدت رضاع کا معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا اور اسیطرح
اگر فدیہ طلاق مولود شوہر کا نفقہ قرار پائے تب بھی صحیح ہوگا اور نفقہ کی مدت اور اوس مقدار کا
معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا جسکی طرف اوسکو ماکول اور مشروب اور کسوت وغیرہ مین سے
احتیاج ہوگی اور اگر مولود مذکور قبل مدت مر جائے گا تو مطلق کو مابقی کا مطالبہ صحیح ہوگا پس اگر
فدیہ طلاق رضاع ولد ہوگا تو مطلق کو زن مطلقہ سے باقی مدت کی اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا اور
اگر انفاق ولد ہوگا تو باقی مدت کے اوس نفقہ کے مثل یا قیمت کا مطالبہ کریگا جسکی طرف اوسکو مدت
مذکورہ مین احتیاج ہوتی ہو اور اس صورت مین مطلقہ پر اوسکا ایک ہی دفعہ مطلق کے حوالہ کرنا واجب
نہوگا بلکہ اوسیطرح بتدریج ادا کریگی جسطرح بقائے ولد کی صورت مین مطلق کو اوس سے مطالبہ کرنیکا استحقاق
ہوتا اور اگر طلاق کا عوض مطلق کے قبضہ پانے سے قبل تلف ہوجائے تو اوسکا استحقاق باطل
نہوگا اور مطلقہ پر اوسکے مثل کا حوالہ مطلق کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہوگا تو اوسکی قیمت کا حوالہ کرنا
لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایسے عوض کے مقابل خلع واقع کرے جسکا ضبط اوصاف
کے ساتھ کیا گیا ہو بعد ازان اوسکی زوجہ کچھ مال شوہر کے حوالہ کرے پس اگر شوہر اوس مال کو وصف مشروط
کے موافق پائے فبہا والا اوسکو مال مذکور کے واپس کرنے اور عوض موصوف کے مطالبہ کرنے کا اختیار
حاصل ہوگا اور اگر عوض خلع معین ہو بعد ازان اوسکا معیوب ہونا ظاہر ہو تو شوہر کو اوسکے

وطالب بمثله او قيمته ان شاء او امسكه مع الارش وكذا لو خالعها على عبد على انه حبشي فبان زنجيا او ثوب على انه نقي فبان اسمر اما لو خالعها على انه ابريسم فبان كتانا صح الخلع وله قيمة الابريسم وليس له امساك الكتان لاختلاف الجنس ولو دفعت الفا وقالت طلقني متى شئت لم يصح البذل ولو طلق كان رجعيا والالف لها ولو خالع اثنتين بفدية واحدة صح وكانت بينهما بالسوية ولو قالتا طلقنا بالف فطلق واحدة كان له النصف ولو عقب بطلاق الاخرى كان رجعيا ولا عوض لفوات الجواب عن الاستدعاء المقتضي للتعجيل ولو خالعها على عين فبانت مستحقة قيل يبطل الخلع ولو قيل يصح ويكون له القيمة او المثل ان كان مثليا كان حسنا ويصح البذل من الامة فان اذن مولاها انصرف الاطلاق الى الفدية بمهر المثل ولو بذلت زيادة عنه قيل يصح ويكون لازما لذمتها تتبع بها بعد العتق واليسار وتتبع باصل البذل مع عدم الاذن ❊

واپس کرنے اور اوسکے مثل یا قیمت کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکو مال مذکور کے روک لینے اور ارش (مقدار تفاوت بین المعیب و الصحیح) کے مطالبہ کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر کسی مملوک پر اوسکے حبشی ہونے کی بنا پر خلع واقع ہو بعد ازان اوسکا زنجی ہونا ظاہر ہو یا کسی کپڑے پر اوسکے نقی اللون (صاف رنگ) ہونے کی بنا پر خلع واقع ہو بعد ازان اوسکا اسمر (گندم گون) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی کپڑے پر اوسکے بریشم ہونے کی بنا پر خلع دے بعد ازان اوسکا کتان ہونا ثابت ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے قیمت ابریشم کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو کتان کے روک لینے کا اختیار نہوگا اسلیے کہ اون دونون کی جنس مختلف ہے اور اگر کوئی عورت ہزار درہم اپنے شوہر کے حوالہ کرے اور بعد ازان کہے طلقنی بہا متی شئت (تو مجھکو ان ہزار درہمون کے عوض جب چاہے طلاق دے) تو بذل مذکور صحیح نہوگا اور اگر صورت مذکورہ مین شوہر اوسکو طلاق دیگا تو طلاق رجعی ہوگی اور ہزار درہم عورت کی ملک ہونگے اور اگر کوئی شخص دو یا زائد ازواج کو ایک ہی فدیہ پر خلع دے تو صحیح ہوگی اور مقدار فدیہ اون مین مساوی قرار دیجاویگی اور اگر دو عورتین اپنے شوہر سے کہین طلقنا بالف (ہم دونون کو ہزار درہم کے عوض طلاق دے) پس شوہر اون دونون مین سے ایک کو طلاق دیگا تو اوسکو نصف عوض کا استحقاق ہوگا اور اگر اسکے بعد دوسری زوجہ کو بھی طلاق دیگا تو رجعی ہوگی اور شوہر کو عوض کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ مقتضائے استدعا تعجیل جواب ہے جو صورت مذکورہ مین مفقود ہے کیونکہ بیان پر جواب استدعا مین تاخیر واقع ہوئی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی عین مال پر خلع دے بعد ازان اوسکا ملک غیر ہونا ظاہر ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ خلع باطل ہوگی اور اگر قائل ہون کہ خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے قیمت فدیہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اگر قیمی ہو اور اگر مثلی ہو تو اوسکے مثل کا مطالبہ صحیح ہوگا تو خوب ہو اور بذل فدیہ کنیز کیطرف سے بھی صحیح ہے پس اگر آقا اوسکو بذل فدیہ کی اجازت دے تو یہ اطلاق مہر مثل کے ساتھ فدیہ دینے کیطرف منصرف ہوگا اور اگر صورت مذکورہ مین مہر مثل پر زیادتی کریگی تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ خلع صحیح ہوگی لکن زیادتی کنیز کے ذمہ لازم ہوگی جو اوس سے بعد عتق (آزاد ہونا) و یسار (خوشحالی) وصول کیجائیگی اور اگر بدون اجازت آقا بذل کریگی تو اوسکے عتق و یسار کے بعد

کل فدیہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آقا کے کسی عین مال کو بعوض فدیہ حوالہ شوہر کرے اور اوسکا آقا اجازت دے تو خلع اور بدل دونون صحیح ہونگے اور اگر اجازت ندیگا تو فقط خلع صحیح ہوگی اور بدل باطل ہوگا اور کنیز پر اوسکا مثل یا قیمت لازم ہوگی جسکا مطالبہ اوسکے عتق ویسار کے بعد کیا جائیگا اور مکاتبہ مطلقہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو آقا نے تا مدت معلومہ کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکی رقیت کیطرف عود کرنے کو شرط نکیا ہو) کا بدل فدیہ کرنا صحیح ہو اور آقا کو اوس سے تعرض کرنا جائز نہوگا لکن مکاتبہ مشروطہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکے رقیت کیطرف عود کرنیکو شرط کرلیا ہو) کو بدل فدیہ کرنا جائز نہین ہو اسلیے کہ وہ مملوک قن (وہ مملوک جسکا کوئی حصہ آزاد نہو) کا حکم رکھتی ہو

بحث سوم شرائط خلع کے بیان مین پس خالع (خلع دینے والا) مین چار شرطون کا اعتبار ضرور ہو **اول** بالغ ہونا **دوم** کامل العقل ہونا **سوم** صاحب اختیار ہونا **چہارم** صاحب ارادہ ہونا پس صغیر اور مجنون (مطبق ہو یا ادواری) اور مکرہ (جو مجبور کیا گیا ہو) اور صاحب نشہ کی خلع واقع نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی خلع بھی واقع نہوگی جسکا قصد وارادہ بوجہ غیظ وغضب مرتفع ہوجائے اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے بعوض فدیہ خلع واقع کرے تو صحیح ہوگی اگر خلع کے داخل فسخ ہونے کے قائل ہون اور اگر اوسکے داخل طلاق ہونے کے قائل ہون تو باطل ہوگی اسلیے کہ ولی طفل کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہین ہو اور زن مختلعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) کا طاہر ہونا شرط ہو باین معنی کہ جس طہر مین اوسکو خلع دیجائے اوسمین شوہر نے جماع نکیا ہو جبکہ مدخول بہا اور غیر یائسہ ہو اور اوسکا شوہر اوسکے پاس حاضر ہو اور اسیطرح خلع مین زوجہ کیطرف سے کراہیت کا متحقق ہونا بھی شرط ہو اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے لَاُدْخِلَنَّ عَلَيْكَ مَن تَكْرَهُ (البتہ مین تجہپر اوس عورت کو داخل کرونگی جس سے تو کراہت کریگا) تو شوہر کو

اوسکا خلع دینا واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور اس مقام پر ایک روایت مین وجوب خلع بھی منقول ہوا ہو اور زنِ حاملہ پر خلع کا واقع کرنا صحیح ہو جبکہ اوسنے خون کو دیکھا ہو جسطرح کہ اوسکو طلاق دینا صحیح ہو اگرچہ قائل ہون کہ حاملہ کو غرض حیض آسکتا ہو اور زنِ غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم ہو اگرچہ اوسکو خون حیض آتا ہو اور زنِ یائسہ کا خلع دینا صحیح ہو اگرچہ اوس سے طہر مخالعتہ مین وطی واقع ہوئی ہو اور عقد مین دو شاہدون کا دفعتہ حاضر ہونا شرط ہو (یعنی شاہدین کو صیغہ عقد کا سماعت کرنا شرط ہو اگرچہ دفعتہ حاضر نہ بھی ہون) اور اگر دونون شاہد متفرق ہونگے (دفعتہ حاضر نہونگے یعنے صیغہ عقد کی دفعتہ سماعت نہ کرینگے) تو خلع واقع نہوگی اور اسیطرح خلع کا مثل طلاق کے شرط سے مجرد (خالی) کرنا بھی ضرور ہو اور اوس شخص کی خلع بھی نافذ ہوگی جو بوجہ تبذیر (فضول خرچی) یا مفلسی محجور علیہ ہو تصرف سے ممنوع ہو جسطرح کہ اوسکا طلاق دینا صحیح ہو اور اسیطرح کافر ذمی و کافر حربی کی خلع بھی صحیح ہو اور اگر عوض خلع شراب یا خوک مقرر کیا جائے تب بھی صحیح ہوگی اور اگر زن و شوہر دونون یا اونمین سے ایک شخص قبل قبضہ اسلام لے آئے تو عورت اوسکی اوس قیمت کی ضامن ہوگی جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک قرار پائیگی اور جس شرط سے خالی ہونے پر صحت طلاق موقوف ہو وہ اوس صورت مین مبطل عقد ہوتی ہو جب اوسکو نفس عقد مقتضی ہو پس اگر شوہر کہے فان رجعت رجعت (اگر تو عوض طلاق مین رجوع کریگی تو مین طلاق مین رجوع کرونگا) تو اس شرط سے عقد باطل نہوگا اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع مین داخل ہو اور اسیطرح اگر عورت عوض مین رجوع کرنے کو شرط کرلے تب بھی باطل نہوگا اسلیے کہ یہ اختیار اوسکو بدون شرط بھی حاصل ہو لیکن اگر شوہر کہے خالعتک ان شئت (مین نے تجھکو خلع دی اگر تو خواہش کرے) تو صحیح نہوگا اگرچہ عورت اوسکی خواہش بھی کرے اسلیے کہ یہ شرط مقتضائے خلع سے نہین ہو اور اسیطرح اگر کہے خالعتک ان ضمنت لی الفا (مین نے تجھکو خلع دی اگر تو میرے لیے ہزار درہم کی ضامن ہو) یا کہے خالعتک ان اعطیتنی الفا (مین نے تجھکو خلع دی اگر

توجھکو ہزار درہم عطا کرے) یا جو شروط مثل اسکے ہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر لفظ ان کے علاوہ اور ادوات شرط و تعلیق کا مثل متی یا مہما یا ای وقت یا ای حین وغیرہ کے استعمال کریگا تب بھی یہی حکم ہوگا **بحث چہارم** احکام خلع کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بذل فدیہ پر مجبور کریگا تو فعل حرام کا مرتکب ہوگا لکن اگر باوجود اکراہ کے طلاق دیگا تو طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو اوس فدیہ کا مطالبہ صحیح نہوگا جسکے بذل پر زوجہ کو اوسنے مجبور کیا ہو اور شوہر کو رجوع کرنا صحیح ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر باوجود التیام اخلاق کے (یعنے درصورتیکہ زوجہ کو کراہیت نہو) خلع کو واقع کریگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ صحت خلع مین کراہت زوجہ شرط ہی اور شوہر فدیہ کا مالک نہوگا اور اس حالت مین اگر زوجہ کو کسی عوض کے مقابل طلاق دیگا تو اوس عوض کا مالک نہوگا اور طلاق صحیح ہوگی اور اوسکو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی عورت کسی فاحشہ (جس سے بقولے زنا اور بقولے مطلق گناہ جو موجب حد ہو اور بقولے مطلق معصیت مراد ہی اگرچہ تفسیر اوّل کو اکثر محققین نے اختیار کیا ہی) کی مرتکب ہو تو شوہر کو اوسپر بذل فدیہ کے لیے تضیق (تنگی) کرنا جائز ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ حکم منسوخ ہی لکن اوسکا منسوخ ہونا ثابت نہین ہوا **چوتھا مسئلہ** جبکہ خلع صحیح ہوجائے تو شوہر کو رجعت کا اختیار باقی نہین رہتا ہی اور عورت کو عوض خلع مین اوسوقت تک رجوع کرنا صحیح ہی جبتک کہ وہ عدّہ مین ہی اور جبکہ عورت رجوع کریگی تو شوہر کو بھی رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خلع دے اور رجعت کی شرط کرے تو یہ شرط صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع کے منافی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی عوض کے مقابل بشرط رجعت طلاق دیگا تب بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ یہ شرط طلاق بعوض کے منافی ہی **چھٹا مسئلہ** زن مختلعہ کو بعد خلع طلاق دینا صحیح نہین ہی اسلیے کہ طلاق ثانی مشروط بہ رجعت ہی جو صورت مذکورہ مین مفقود ہی کیونکہ عورت بعد خلع بائن ہوجاتی ہی ہان اگر عورت عوض خلع مین رجوع

خواہ خلع کو داخل طلاق کرین یا داخل فسخ ۱۲

کرے بعد ازان شوہر اوس سے رجوع کرلے تو اوسکا ازسر نو طلاق دینا جائز ہوگا اسلیے کہ زن مذکورہ بعد رجعت زوجہ ہوجاتی ہی ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالفٍ (تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین تین طلاقین دے) بعد ازان شوہر اوسکو طلاق دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ طلاق بشرط ہی لکن طلاق مذکور کا طلاق بعوض ہونا بیوجہ ہنین ہی پس لفظ مذکور (بالف) شرط مین معدود ہوگا پس اگر صورت مفروضہ مین عورت نے تین طلاقون سے اونکا ولاءً واقع کرنا (صیغۂ طلاق کا اسطرح تین مرتبہ واقع کرنا کہ اونمین کوئی رجعت متخلل نہو) مراد لیا ہوگا تو بذل فدیہ صحیح نہوگا اگرچہ شوہر اوسپر تین طلاقون کو بطور ارسال (انتِ طالقٌ ثلاثا کہنا) بھی واقع کرے اسلیے کہ شوہر نے اس صورت مین مطلوب زوجہ پر عمل نہین کیا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین شوہر کو ثلث فدیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ ایک طلاق صحیح ہوگی لکن اگر صورت مفروضہ مین عورت نے وہ تین طلاقین مراد لی ہونگی جن مین دو رجعتین متخلل ہون تو بذل فدیہ صحیح ہوگا پس اگر شوہر اوسکو تین طلاقین دیگا تو اوسکو ہزار درہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک طلاق دیگا تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ زوجہ نے ہزار درہم کو تین طلاقون کے مقابل مقرر کیا تھا پس وہ ہزار درہم تین طلاقون پر بالسویہ (مساوی) تقسیم کیے جائینگے (بنائً علیہ شوہر کو ایک طلاق کے عوض مین (۳۳۳ ⅓) کا استحقاق ہوگا جو ثلث ہزار درہم ہی) اور اسمین تردد ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ عورت نے جملہ فدیہ (ہزار درہم) کو مجموع طلقات ثلاث (تین طلاقین) کے مقابل مقرر کیا تھا پس مال فدیہ کی ہر طلاق پر تقسیم نہوگی (بنائً علیہ شوہر کو تنہا ایک طلاق کے عوض مین کچھ نہ ملیگا اسلیے کہ انتفائے مجموع مین انتفائے بعض اجزاء کافی ہی) اور اگر کسی عورت پر دو طلاقین واقع ہوچکی ہون اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک طلاق پر باقی ہو بعد ازان شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالفٍ (تو مجھکو ہزار درہم کے مقابل تین طلاقین دے) اور وہ اوسپر ایک طلاق واقع کرے تو شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق

في الفتاوى فرجع جاز استئناف الطلاق السابع اذا قالت طلقني ثلاثا بالف فطلقها قال الشيخ رحمه الله لا ينطلق لانه بشرط والوجه انه طلاق في مقابلة مال فان اراد بثلاث تطليقات الثلاث ولاء فصح ولا يصح البذل

وان طلقها ثلاثا لانه ... لم يفعل ما سألته وقيل يكون له ثلث لوقوع واحدة وان ارادت الثلث تتخللها رجعتان صح فان طلقها ثلاثا فله الالف وان طلق واحدة قيل له ثلث الالف لانها جعلت الالف في مقابلة الثلث فاقتضى قسط الافراد على الطلقات بالسوية وفيه تردد منشاه جعل الجملة في مقابلة الثلاث

من حيث هي فلا يقتضي التقسيط مع الانفراد ولو كانت معه على طلقة فقالت طلقني ثلاثا بالف فطلق واحدة كان له ثلث الالف

ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ اگر عورت عالم ہوگی (یعنی اگر جانتی ہوگی کہ فقط ایک ہی طلاق باقی ہی) تو اوسکو مجموع ہزار درہم کا اور اگر جاہل ہوگی تو اوسکے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اس قول مین بھی اشکال ہی جسکا اشارہ ابھی مذکور ہوچکا **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلّقنی واحدۃ بالفٍ (تو مجھکو ہزار درہم کے مقابل ایک طلاق دے) اور شوہر اوسپر تین طلاقین ولاءً واقع کرے (مثلاً کہے انت طالقٌ ثلثا) تو ایک طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو مجموع ہزار درہم کا استحقاق ہوگا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلّقنی واحدۃ بالفٍ اور شوہر اوسکے جواب مین کہے انت طالقٌ فطالقٌ فطالقٌ تو اوسپر پہلے ہی صیغہ سے طلاق واقع ہوجائیگی اور باقی عبارت لغو قرار پائیگی پس اگر شوہر کہے کہ ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق اول واقع کی ہی تو اوسکو ہزار درہم کا استحقاق ہوگا اور یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر کہے ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق دوم واقع کی ہی تو پہلی طلاق رجعی ہوگی اور طلاق دوم اور فدیہ باطل ہوگا اور اگر کہے کہ مین نے ہزار درہم کے مقابل جملہ طلاقون کو واقع کیا ہی تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ پہلی طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شوہر نے مطلوب زوجہ کو واقع کیا ہی پس اوسکو کل فدیہ کا استحقاق ہونا چاہیے **نوان مسئلہ** جبکہ کسی عورت کا باپ اوسکے شوہر سے کہے طلّقہا وانت بری من صداقہا (تو اسکو طلاق دے اور تو اوسکے مہر سے بری الذّمہ ہی) اور وہ طلاق دے تو طلاق رجعی ہوگی اور عورت پر شوہر کا اپنے مہر سے بری الذّمہ کرنا لازم نہوگا اور اوسکا باپ ضامن مہر نہوگا **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی عورت کسی شخص کو اپنی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معیّن نکرے تو وکالت کا یہ اطلاق نقد بلد کے ساتھ مہر المثل کے عوض مین نقداً خلع کے واقع کرنے کو مقتضی ہوگا (اور وکیل کو مقدار فدیہ کا مہر مثل سے زائد مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے کمتر کا اختیار بدرجہ اولی حاصل ہوگا) اور اسیطرح

الفا وجہ اذا اوکل فی الخلع فاطلق فان بذل وکیلہا زیادۃ عن مھر المثل بطل البذل ووقع الطلاق رجعیا ولا یضمن الوکیل ولو خلعہا باقل من مھر المثل بطل الخلع ولو طلق بالبذل بطل لانہ فعل

اگر شوہر کسی شخص کو اپنی زوجہ کی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معین نکرے تب بھی یہی حکم ہوگا (اور وکیل کو مقدار فدیہ کا مہر المثل سے کمتر مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے زائد کا اختیار بدرجۂ اولی حاصل ہوگا) پس اگر زوجہ کا وکیل بذل فدیہ مین مہر المثل سے زیادتی کریگا تو بذل باطل ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور وکیل ضامن نہوگا اور اگر وکیل شوہر اوسکی زوجہ کو مہر المثل سے کم کے ساتھ خلع دیگا تو خلع باطل ہوگی اور اگر بذل مذکور کے ساتھ طلاق دیگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ وہ فعل ہے جسکی اوسکو اجازت حاصل نہین ہے او فصل احکام سے مسائل نزاع بھی ملحق ہین منجملہ اونکے تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ زن وشوہر کا مقدار فدیہ (جیسے اوسکا سو یا ہزار ہونا) مین اتفاق ہو اور جنس فدیہ (جیسے اوسکا درہم یا دینار یا گوسفند ہونا) مین اختلاف کرین تو قول زن معتبر ہوگا دوسرا مسئلہ اگر زن وشوہر کا مقدار فدیہ کے مذکور ہونے پر اتفاق ہو اور جنس معین کے مذکور ہونے پر اتفاق نہو اور جنس معین کے ارادہ کرنے مین اختلاف کرین تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ خلع باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ مرد پر بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے خالعتک علی الف فی ذمتک (مین نے تجھکو اون ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو تیرے ذمہ پر ثابت ہین) اور زوجہ کہے بل فی ذمۃ زید (تو نے مجھکو اون ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو زید کے ذمہ پر ثابت ہین) تو اس صورت مین شوہر پر بینہ کا قائم کرنا اور زوجہ پر حلف کرنا لازم ہوگا اور زوجہ کے حلف کرنے کے بعد عوض ساقط ہوگا اور زید پر لازم نہوگا اور اور زن مذکورہ اقرار شوہر کے موافق بائن ہوجائیگی اور اسیطرح اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے بل خالعت فلانا والعوض علیہ بلکہ تجھسے فلان شخص نے خلع کی درخواست کی تھی اور عوض بھی اوسی پر لازم ہے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے خالعتک بکذا وضمنہ عنی فلان (مین نے تجھسے ہزار درہم کے مقابل خلع لی ہے اور اون درہمونکا میری طرف سے زید ضامن ہوا ہے) یا کہے خالعتک بکذا وزنہ عنی فلان (مین نے تجھسے ہزار درہمون کے مقابل خلع لی ہے اور اوسکا میری طرف سے زید وزن کریگا تو زن مذکورہ پر ہزار درہم لازم ہونگے

ویلحق بالاحکام مسائل النزاع وھی ثلث الاول اذا اتفقا فی القدر واختلفا فی الجنس فالقول قولھا الثانیۃ لو اتفقا علی ذکر القدر دون الجنس واختلفا فی الارادۃ قیل یبطل وقیل علی الرجل البینۃ وھو اشبہ الثالثۃ لو قال خالعتک علی الف فی ذمتک فقالت بل فی ذمۃ زید فالبینۃ علیہ والیمین علیہا ویسقط العوض ولا یلزم زیدا وکذا لو قالت بل خالعت فلانا والعوض علیہ اما لو قالت خالعتک بکذا وضمنہ عنی فلان او وزنہ عنی فلان لزمہا الالف

جبتک کہ کوئی بیّنہ اوسکے دعوے کے موافق قائم نہو اسلیے کہ اوسکا یہ قول محض دعوی ہی اور زید پر فقط اوسکے دعوے سے کوئی مال ثابت نہین ہوسکتا **دوسرا مطلب** مبارات کے بیان مین مبارات کے معنی لغۃ مین مفارقت کے ہین اور اصطلاح فقہا مین مبارات سے وہ طلاق مراد ہی جو کسی عوض کے مقابل دیجائی ہو اور زن و شوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتّب ہوتی ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ شوہر کہے بارئتک علی کذا فانت طالق (مین نے تجھسے فلان عوض پر مبارات کی پس تجھپر طلاق ہی) اور مبارات زن و شوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتب ہوتی ہی اور قول مذکور فی المبارات (یعنی بارئتک علی الف درهم مثلاً) کے بعد صیغۂ طلاق کا مذکور ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی پس اگر شخص مباری (مبارات کا واقع کرنیوالا) فقط لفظ مبارات پر اقتصار کریگا تو اوسکی وجہ سے فرقت (جدائی) واقع نہوگی اور اگر بجاے بارئتک لفظ فاسختک یا ابنتک (مینے تجھکو جدا کیا) یا اور کوئی ایسا لفظ واقع کرے جو ازالۂ نکاح پر دلالت کرتا ہو تو مبارات صحیح ہوگی بشرطیکہ بعد ازین صیغۂ طلاق کو بھی واقع کرے (مثلاً کہے ابنتک علی کذا فانت طالق اسلیے کہ جس لفظ کیوجہ سے فرقت حاصل ہوتی ہی وہ فقط صیغۂ طلاق ہی اور باقی الفاظ سے فرقت کا بعوض فدیہ واقع ہونا مراد ہی پس جو لفظ اس مطلب پر دلالت کریگا وہی کافی ہوگا اور اگر مباری فقط انت طالق بکذا (تجھکو فلان عوض کے مقابل طلاق ہی) پر اقتصار کرے تو یہ طلاق بھی داخل مبارات ہوگی اسلیے کہ مبارات سے وہ طلاق مراد ہی جو کسی عوض کے مقابل واقع ہو اور زن و شوہر مین باہم منافات (کراہت و انقباض) ہو اور شخص مباری (مبارات کا واقع کرنے والا) اور زن مباراۃ (وہ عورت جسپر مبارات واقع ہو) مین بھی وہی شرائط معتبر ہین جنکا مخالع (خلع کا دینے والا) اور مخالعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) مین اعتبار ہی اور جبکہ طلاق بعوض واقع ہوگی تو طلاق بائن ہوگی و شوہر کو اختیار رجعت حاصل نہوگا البتہ اگر عورت مال فدیہ مین رجوع کریگی تو شوہر کو بھی اوسوقت تک رجوع کرنے کا

اختیار حاصل ہیگا جبتک کہ مدت عدہ باقی ہو اور عورت کو مال فدیہ مین رجوع کرنے کا بعد انقضاء عدہ اختیار ہوگا اور مبارات بھی مثل خلع کے ہی (یعنی طلاق بعوض ہونیمین مبارات و خلع دونون شریک ہین) لکن اون دونون مین کئی وجہ سے فرق ہی اوّل یہ کہ مبارات زن و شوہر مین سے ہر ایک کے باہم کراہت کرنے پر مترتب ہوتی ہی بخلاف خلع کے کہ وہ تنہا زوجہ کی کراہت پر مترتب ہوتی ہی دوم یہ کہ مبارات مین شوہر کو زوجہ سے اوسیقدر فدیہ کا اخذ کرنا جائز ہی جسقدر کہ شوہر سے اوسکو بذریعہ مہر حاصل ہوا ہی اور اوسکے لیے زیادتی حلال نہین ہی (بلکہ بعض علمار نے مساوی کے اخذ کرنے کو بھی ناجائز فرمایا ہی) بخلاف خلع کے کہ وہان جائز ہی سوم یہ کہ مبارات مین فرقت کا صیغہ طلاق کے تلفظ پر موقوف ہونا اجماعی ہی بخلاف خلع کے کہ اوس مین اختلافی ہی۔

کتاب الظہار

اور اس کتاب مین نظر کرنا پانچ امور کے بیان کو مقتضی ہی امر اوّل صیغہ ظہار کے بیان مین ہی اوسکا صیغہ قول شوہر انت علیّ کظہر امی ہی اور اسیطرح اگر بجاے انت لفظ ھذہ یا کسی ایسے لفظ کا ذکر کرے جو زوجہ کو دیگر عورات سے تمیز دے (مثلاً کہے زینب علیّ کظہر امّی) تب بھی صیغہ ظہار کے تحقق مین کافی ہوگا اور اسیطرح تحقق صیغہ مین الفاظ صلات کے مختلف ہونیکا بھی کوئی اعتبار نہین ہی مثلاً شوہر کہے انت منی یا عندی (یا لدی یا علیّ وغیرہ) کظہر امّی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو سوائے امّ نسبی کے اور کسی ایسی عورت کی ظہر سے تشبیہ دے جو باعتبار نسب یا رضاع حرام ہو جیسے امّ رضاعی یا اخت نسبی و رضاعی تو آیا ظہار واقع ہوگی یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین لکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہی کہ واقع ہوگی اسلیے کہ یہ جملہ عورات تحریم ظہر مین مثل ام کے مشترک ہین اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو مان کے ہاتھ یا اوسکے بال یا اوسکے شکم سے تشبیہ دے (مثلاً کہے یا انتِ علیّ کید امّی یا کشعر امّی یا کبطن امّی) تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ظہار واقع نہوگی تاکہ منطوق آیہ پر اقتصار رہے اور ایک روایت مین وقوع ظہار بھی منقول ہوا ہی اور وہ ضعیف ہی لکن اگر زوجہ کو مان کے علاوہ اور کسی زن محرمہ سے سوائے لفظ ظہر کے دیگر الفاظ

(جیسے بد یا راس یا رجل وغیرہ) مین تشبیہ دے (مثلا کہے انت علیّ کید اختی) تو ظہار قطعًا واقع نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت کامی یا انت مثل امّی تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ واقع ہوگی اگر عبارت مذکورہ سے قصد ظہار کیا ہوگا اور اسمین اشکال ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ وقوع ظہار مورد شرع کے ساتھ مختص ہی اور مقتضائے اصل بقائے حلت ہی یعنی باعتبار شرع کے ظہار مین حرمت زوجہ فقط لفظ ظہر کے مذکور ہونے سے ثابت ہوتی ہی پس جس مقام پر کہ لفظ ظہر مذکور نہوگا وہان پر موجب حرمت کا تحقق مشکوک ہوگا اور مقتضائے اصل زوجہ کی حلت سابقہ بے معارض ہوگی) اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اوس عورت سے تشبیہ دے جو بوجہ مصاہرت ابدی حرام موبد ہو جیسے زوجہ کی مان یا زوجہ مدخولہا کی بیٹی یا باپ اور بیٹے کی زوجہ تو ظہار واقع نہوگی اور اسیطرح اگر زوجہ کو اوسکی بہن یا اوسکی خالہ یا اوسکی پھوپی کے ساتھ تشبیہ دیگا تب بھی بدرجہ اولی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ یہ عورتین زن اجنبیہ کا حکم رکھتی ہین کیونکہ اونکی حرمت بھی مثل زن اجنبیہ کے دائمی نہین ہی بلکہ بعض وقت ہوتی ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علیّ کظہر ابی یا اخی یا عمّی تو اس قول پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے انت علیّ کظہر ابی یا امّی تب بھی اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اسلیے کہ ظہار مثل طلاق کے منجملہ احکام رجال ہی اور وقوع ظہار مین دو عادلون کا اسطرح حاضر ہونا شرط ہی کہ مظاہر سے صیغہ ظہار کی سماعت کرین اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار کو یمین قرار دے یعنی ظہار کو کسی فعل یا ترک کی اس غرض سے جزا قرار دے کہ زوجہ اوس سے باز رہے مثلا زوجہ سے ان کلّمت فلانا یا ان ترکت الصلوٰۃ فانت علیّ کظہر امّی (اگر تو فلان شخص سے ہمکلام ہوگی یا اگر تو نماز کو ترک کریگی تو تو مجھپر پشت مادر کیطرح حرام ہوگی) کہے تو ظہار واقع نہوگی اور انشائے ظہار کا منجّز ہونا (کسی وقت پر معلّق نہونا) اوسکے وقوع مین شرط ہی پس اگر اوسکو انقضائے ماہ یا دخول جمعہ پر معلّق کریگا تو قول اظہر کے بناپر واقع نہوگی اور بعض علمائے نے فرمایا ہی کہ واقع ہوگی اور یہ قول نادر ہی اور اگر کوئی شخص ظہار کو ضرر رسانی زوجہ کے قصد سے واقع کرے تو آیا واقع ہوگی یا نہین بعض علمائے نے فرمایا ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ عموم ادلّہ محل فرض

وفي وقوعه موقوفاً على الشرط تردد ه والجواز ولو قيّد بمدة كأن يظاهر منها شهراً او سنة قال الشيخ لا يقع وفيه اشكال مستند الى عموم الآية وربما قيل ان قصرت المدة عن زمان التربص لم يقع وهو تخصيص للعموم بالحكم المخصوص فيه

کوشامل ہی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی شرط پر معلّق کرے (مثلاً زوجہ سے کہے انت علیّ کظہر امّی
ان دخلت الدّار یا ان شاء زید بعد ازان وہ داخل خانہ ہو یا زید کی مشیت متعلّق ہو)
تو اوسکے واقع ہونے مین تردد ہی لکن اظہر یہ ہی کہ واقع ہوگی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی مدّت کے [اگر زید چاہے]
ساتھ مقیّد کرے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لیے اوسکو واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا
ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی جسکا مستند عموم آیہ ہی جو مقتضی جواز ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ
اگر ظہار کی مدّت معیّنہ زمان تربّص (وہ تین مہینے جنکا وقت مرافعہ سے انتظار کیا جاتا) ہی
سے قاصر (کم) ہوگی تو واقع نہوگی اور اس تفصیل مین حکم مخصوص کی وجہ سے عموم آیہ کی
تخصیص لازم آتی ہی لہذا قول مذکور ضعیف ہی اور اس مقام پر چند فرعین مذکور ہوتی ہین اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالقٌ کظہر امّی تو طلاق واقع ہوگی اور لفظ ظہار لغو ہوگی خواہ
اوس کا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے طلاق و ظہار کا قصد کیا ہو تو ظہار
بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ طلاق رجعی ہو پس گویا کہ قائل نے اس صورت مین یہ عبارت واقع کی ہی انت
طالق انت علیّ کظہر امّی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ وقوع ظہار مین تنہا نیت مستقل نہین ہی جبتک
لفظ بھی ایسا صریح نہو جو احتمال خلاف نرکھتا ہو اور اسیطرح اگر کہے انت حرام کظہر امّی تب بھی
ظہار صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی دو زوجاؤن مین سے ایک زوجہ پر ظہار کو واقع کرے اور اوسکو دوسری زوجہ پر (جو کہ
اوس کی ضرہ ہی) ظہار واقع کرنے کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان ظاہرتُ ضرّتکِ
(تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہی اگر تیری سوت پر ظہار واقع کرون) بعد ازان اپنی دوسری زوجہ (ضرّہ اولے)
پر ظہار واقع کرے تو دونون ظہار مین (منجّز او معلّق) صحیح ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
ظہار کرے اور اوسکو کسی زن اجنبیّہ کی ظہار کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی
ان ظاہرت فلانۃ الاجنبیّۃ) اور ظہار علی الاجنبیّہ مین ظہار سے بلفظ ظہار نطق کرنیکا قصد کرے

فروع
ضعيف لو قال انت طالق كظهر امي وقع الطلاق ولغا الظهار وان قصده ولو قصد الطلاق والظهار قال الشيخ ان كانت الطلقة رجعية وقعا وكأنه قال انت طالق انت على كظهر امي وفيه تردد لان النية لا تستقل بوقوع الظهار ما لم يكن اللفظ الصريح لا احتمال فيه وكذا لو قال انت حرام كظهر امي ولو ظاهر احدى زوجتيه ان ظاهر ضرتها ثم ظاهر الضرة وقع الظهاران ولو قال ان ظاهرت فلانة الاجنبية وقصد النطق بلفظ الظهار

الثانی وهو حسن الظاهر ... ظهار الکافر ... فیصح ظهار الکافر ... علی الاصح ... ظهار الحاضر ... مواجهه ... فصل الظهار

تو جسوقت کہ زن اجنبیہ سے بلفظ ظہار مواجہہ کریگا اوسی وقت اوسکی زوجۂ مذکورہ پر ظہار واقع ہوجائیگی اور اگر اوس سے ظہار شرعی کا قصد کرے تو واقع نہوگی اسلیے کہ ظہار شرعی کی صحت مین اوسکا زوجہ پر واقع ہونا شرط ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت علی کظہر امی ان ظاہرت لاجنبیۃ (تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہو اگر فلان عورت سے اوسکے اجنبی ہونے کی حالت مین ظہار واقع کرون یا زن اجنبیہ پر ظہار واقع کرون) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت علی کظہر امی ان ظاہرت فلانۃ کہے اور لفظ فلانہ کو لفظ اجنبیہ کے ساتھ موصوف نکرے بعد ازان اوس سے عقد کرکے اوسپر ظہار واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ دونون ظہارین صحیح ہونگی اور یہ قول حسن (خوب) ہو امر دوم مظاہر (ظہار کا واقع کرنیوالا) کے بیان مین مظاہر کا بالغ اور کامل العقل و صاحب اختیار و صاحب قصد و ارادہ ہونا صحت ظہار مین شرط ہو پس ظہار طفل و مجنون و مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) صحیح نہین ہو اور اسیطرح اوس شخص کی ظہار بھی صحیح نہین جسکا قصد سکر (نشہ) یا غشی یا غیظ و غضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین لفظ کا کہ وقوع طلاق مین اعتبار ثابت ہو (یعنی انت طالق) وہ صادر نہین ہوا اور اسیطرح ظہار بھی واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکا قصد نہین کیا اور ظہار خصی (خواجہ سرا) و مجبوب (مقطوع الذکر) بھی صحیح ہو اگر قائل ہون کہ ظہار سے وطی کے علاوہ باقی انحاء استمتاع (جیسے لمس کرنا یا بوسہ لینا) بھی حرام ہوجاتے ہین اور اسیطرح کافر کی ظہار بھی صحیح ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صحیح نہین ہو کیونکہ کافر سے ادائے کفارہ جو لازم ظہار ہو متعذر (دشوار) ہو اسلیے کہ وہ عبادت ہو جو کافر سے صحیح ہو اور یہ دلیل ضعیف ہو کیونکہ کافر سے کفارہ کا بعد اسلام ادا کرنا ممکن ہو اور اسیطرح غلام کی ظہار بھی صحیح ہو امر سوم زن مظاہرہ (جس عورت پر ظہار واقع ہو) کے بیان مین مظاہرہ کا منکوحہ بالعقد (زوجہ) ہونا وقوع ظہار مین شرط ہو پس زن اجنبیہ پر واقع نہوگی

الظاهر ... منه البلوغ و کمال العقل و الاختیار و القصد فلا یصح ظهار الطفل و لا المجنون و لا المکره و لا فاقد القصد بالسکر او الاغماء او الغضب و لو ظاهر و نوی الطلاق لم یقع طلاق و لا ظهار ... و یصح ظهار الخصی و المجبوب ... و کذا یصح من الکافر و منعه الشیخ ... الکفارة ... ضعیف لامکانه ...

... الظاهر انه ... ان تکون منکوحة بالعقد ... اجنبیة

ولو علّقه على النكاح وان تكون طاهرا طهرا لم يجامعها فيه اذا كان زوجها حاضرا وكان مثلها تحيض ولو كان غائبا صحّ وكذا لو كان حاضرا وهي يائسة او لم تبلغ وفي اشتراط الدخول تردد والمروي اشتراطه والقول الآخر مستند الى التمسك بالعموم وهل يقع بالمستمتع بها فيه خلاف والاظهر الوقوع وفي الموطوءة بالملك تردد والمروي انه يقع كما يقع بالحرة ويقع ولو كان الوطء دبرا صغيرة كانت او كبيرة مجنونة او عاقلة وكذا يقع بالرتقاء والمريضة التي لا توطأ قبلا الرابع في الاحكام وهي مسائل الاولى الظهار محرّم لاتصافه بالمنكر وقيل لا عقاب فيه لتعقبه بالعفو الثانية لا تجب الكفارة بالتلفظ وانما تجب بالعود وهو ارادة الوطء والاقرب انه لا استقرار لها ***

اگرچہ اوسکی ظہار کو نکاح پر معلق کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان تزوّجتک) اور اسیطرح اوسکا اوس طہر مین پاک و طاہر ہونا بھی شرط ہے جس مین کہ اوسکے شوہر نے اوس سے مجامعت نکی ہو جبکہ وہ حاضر ہو اور اوسکے امثال کو خون حیض آتا ہو (یعنی خون حیض کے آنے کا سن پکڑ لی ہو) اور اگر اوسکا شوہر اسیطرح غائب ہو کہ اوسکے احوال پر مطلع نہو سکتا ہو تو ظہار صحیح ہوگی ورنہ اسیطرح اگر شوہر حاضر ہو اور اوسکی زوجہ یائسہ یا غیر بالغہ ہو تب بھی صحیح ہوگی اور آیا صحت ظہار مین زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط ہے یا نہین ہمین تردد ہے اور روایت مین اشتراط دخول منقول ہے اور قول دوّم (یعنے صحت ظہار مین دخول کا شرط نہونا) کا مستند (دلیل) تمسک بعموم کتاب (قران شریف) ہے اور آیا زن متمتع بہا (جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو) پر بھی ظہار واقع ہوسکتی ہے یا نہین اسمین خلاف ہے لکن وقوع ظہار اظہر ہے اور موطوئہ بالملک پر ظہار کے واقع ہونے مین تردد ہے اور روایت مین وقوع ظہار منقول ہوا ہے جسطرح کہ زن حرہ پر واقع ہوتی ہے اور تحقق دخول کی صورت مین ظہار صحیح ہوگی اگرچہ از راہ دبر وطی ہوئی ہو خواہ زن مظاہرہ صغیرہ ہو یا کبیرہ مجنونہ ہو یا عاقلہ اور اسیطرح اوس زن رتقاء (وہ عورت جسکی فرج مین دخول کرنے سے کوئی مانع ہو جیسے گوشت کا زائد ہونا) پر ظہار واقع ہوسکتی ہے جس سے از راہ دبر دخول واقع ہوا ہو اور اسیطرح اوس مریضہ (زن بیمار) پر بھی ظہار واقع ہوسکتی ہے جس سے از راہ قبل (فرج) وطی نہوئی ہو اور از راہ دبر اوس سے دخول ہو چکا ہو امر چہارم احکام ظہار کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ ظہار حرام ہے اسلیے کہ قرآن شریف مین اوسکی صفت منکر و زور واقع ہوئی ہے لکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اسمین عقاب و عذاب نہین ہے اسلیے کہ قرآن مجید مین ذکر ظہار کے بعد عفو کا ذکر ہوا ہے جو نفی عقاب کو مستلزم ہے **دوسرا مسئلہ** ظہار مین صیغہ ظہار کے تلفظ کرنے سے کفّارہ واجب نہین ہوتا بلکہ بوجہ عود لازم ہوتا ہے جس سے ارادہ دخول مراد ہے لکن اقرب یہ ہے کہ وجوب کفّارہ کو استقرار نہین ہے پس اگر کوئی شخص ارادہ وطی کے بعد زن مظاہرہ سے مفارقت کرے تو اوس

وکذا لو طلقها بائنا وتزوجها فی العدة ووطئها او کفارة من العدة ثم تزوجها لم یحنث بکفره ثم تزوجها فوطئها اذا طلقها رجعیا ثم راجعها لم تحل حتی یکفر الثالثة الکفارة ولو وطئ مکررا لزمه کفارتان ولو وطئ قبل الکفارة بل معنی الوجوب

کفّارہ وجب نہوگا بلکہ اس مقام پر وجوب کفّارہ سے وطی کا اوسوقت تک حرام ہونا مراد ہی جبتک کہ کفّارہ ندے اور یہ مراد نہین ہی کہ شخص مظاہر محض ارادۂ وطی سے صورت عدول و ایقاع طلاق مین بھی مخاطب بکفّارہ ہی اور اگر زنِ مظاہرہ سے قبل کفّارہ وطی کریگا تو اوسپر دو کفّارے لازم ہونگے اور اگر وطی کو مکرر واقع کریگا تو کفّارہ بھی مکرر ہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مظاہرہ کو طلاق رجعی دے بعدازان اوس سے مراجعت کرے تو زنِ مذکورہ اوسپر اوسوقت تک حلال نہوگی جبتک کہ کفّارہ ندیگا اور اگر مطلّقہ مذکورہ عدّہ سے خارج ہوجائے بعدازان مطلق اوس سے نکاح کرکے دخول کرے تو کفّارہ نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مظاہرہ کو طلاق بائن دے بعدازان اوس سے اثنائے عدّہ مین نکاح کرکے وطی کرے تب بھی کفّارہ نہوگا اور اسیطرح اگر زن وشوہر دونون یا اونمین سے ایک شخص قبل عود وفات پائے تب بھی کفّارہ نہوگا اور اسیطرح اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص مرتد ہوجائے تب بھی کفّارہ نہوگا **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز سے ظہار کرے بعدازان اوسکو خرید کرے تو حکم عقد باطل ہوجائیگا اور اوسکی وجہ سے حکم ظہار بھی باطل ہوگا پس اگر کنیز مذکورہ سے وطی بملک کریگا تو اوسپر کفّارہ واجب نہوگا اور اگر کنیز مذکورہ کو کوئی شخص زوج کے علاوہ اوسکے آقا سے خرید کرے اور اوسکے نکاح کو باطل کردے تو حکم ظہار بھی ساقط ہوجائیگا اور اگر کنیز مذکورہ سے اوسکا شوہر[1] ازسرنو عقد کرے تو کفّارہ واجب نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انتِ علیّ کظہر امّی ان شاء زید (تو مجھپر پشتِ مادر کے مثل ہی اگر زید خواہش کرے) اور زید کہے شئت (مین نے خواہش کی) تو بنابر اوس قول کے ظہار واقع ہوجائیگی جس مین ظہار کا معلق بشرط یا مشیت ہونا تجویز ہوا ہی اور اگر کہے انتِ علیّ کظہر امّی انشاء اللہ تو ظہار واقع نہوگی **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے ایک ہی لفظ مین ظہار کرے (مثلاً کہے انتنّ علیّ کظہر امّی[2]) بعدازان اونکی طرف عود کرنے کا ارادہ کرے تو اوسپر ایک ہر زوجہ کی

[1] یعنے جو اوسکا شوہر تہا ۱۲

[2] تم سب مجہپر پشت مادر کے مثل ہو ۱۲

او مات او مات احدهما او ارتد احدهما الرابعة لو ظاهر من زوجته الامة فابتاعها فقد بطل العقد ولو وطئها بالملك لم تجب علیه الکفارة ولو ابتاعها من مولاها غیر الزوج فسخ الزوج سقط حکم الظهار ولو تزوجها الزوج بعقد مستأنف وجبت الکفارة الخامسة اذا قال انت علی کظهر امی ان شاء زید فقال شئت وقع علی القول بجواز الشرط فی الظهار ولو قال ان شاء الله لم یقع ظهار السادسة لو ظاهر من اربع بلفظ واحد کان علیه

عن کل واحدة کفارة ولو ظاهر مرارا وجب علیه بکل مرة کفارة تفرق الظهار او تتابع ومن فقهائنا من فصل ولو وطئ قبل التکفیر لزمه عن کل وطء کفارة واحدة السابعة اذا اطلق الظهار حرم علیه الوطء حتی یکفّر ولو علقه بشرط جاز الوطء ما لم یحصل الشرط ولو وطئ قبل الشرط لم یکفّر ولو جعل الشرط الوطء ثبت الظهار بعد فعله ولا تستقر الکفارة حتی یعود وقیل تجب بنفس الوطء وهو بعید الثامنة یحرم الوطء علی المظاهر ما لم یکفّر سواء کفّر بالعتق او الصیام او الاطعام فلو وطئ فی خلال الصوم استأنف وقال شاذ منا لا یبطل التتابع لو وطئ لیلا وهو غلط وهل یحرم علیه ما دون الوطء کالقبلة والملامسة قیل نعم

وطی کے لیے ایک کفارہ لازم ہوگا (پس اگر چارون سے وطی کرنیکا قصد کریگا تو اوسپر چار کفارے واجب ہونگے) اور اگر کوئی شخص ایک ہی زوجہ سے کئی مرتبہ ظہار کرے تو اوسپر ہر مرّہ کے عوض ایک ایک کفّارہ واجب ہوگا خواہ ظہار کو تفریق واقع کرے (خواہ ایک ہی مجلس مین بفاصلہ واقع کرے یا ہر ایک کو ایک مجلس مین واقع کرے) یا پے در پے ایک ہی مجلس مین واقع کرے اور بعض فقہانے تفصیل کی ہے اور اگر قبل تکفیر (کفّارہ دینا) اوس سے وطی کریگا تو اوسپر بعوض ہر وطی کفارہ لازم ہوگا

ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص ظہار کو مطلق واقع کرے (کسی شرط پر معلق نکرے) تو اوسپر تا ادائے کفارہ زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلّق کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان دخلت الدار) تو اوسکو تا حصول شرط زن مظاہرہ سے وطی کرنا جائز ہوگا اور اگر حصول شرط کے قبل اوس سے وطی کریگا تو اوسپر کفّارہ لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص وطی کو وقوع ظہار مین شرط کرے (مثلاً کہے انت علیّ کظہر امّی ان وطئتک) تو تحقق وطی کے بعد ظہار ثابت ہوگا اور جبتک کہ دوبارہ ارادہ عود نکریگا اوسوقت تک کفّارہ کا استقرار نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اوسپر بنفس وطی کفارہ لازم ہوگا (اسلیے کہ ابتدائے وطی اگرچہ جائز تھی لیکن اوسکا استمرار بمنزلہ وطی ثانی ہوگا جسکی وجہ سے کفّارہ لازم ہوتا ہے) اور یہ قول بعید ہے اسلیے کہ وطی ایسا امر ہے جو عرفاً تا انتزاع عضو ایک ہی شمار کیا جاتا ہو اور مشروط کا تحقق وجود شرط کے بعد ہوتا ہے پس جبتک کہ انتزاع عضو کے بعد وطی ثانیہ کا قصد نکریگا اوسوقت تک کفّارہ کا تعلق نہوگا

(تو مجھپر ایسی ہے جیسے پشت مادر کے مثل ہے اگر تو داخل خانہ ہو ۱۲)
(تو مجھپر ایسی ہے مثل پشت مادر کے اگر مین تجھسے وطی کرون ۱۲)

آٹھوان مسئلہ مظاہر پر تا ادائے کفّارہ زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہے خواہ عتق رقبہ (بردہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ کفّارہ دے یا صیام کے ساتھ یا اطعام مساکین کے ساتھ اور اگر زن مظاہرہ سے اثنائے صوم کفارہ مین وطی کریگا تو استیناف (از سر نو روزہ رکھیگا) کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر شب کو وطی کریگا تو تتابع صوم باطل نہوگی اور یہ قول غلط ہے اور آیا مظاہر پر زن مظاہرہ سے وطی کے علاوہ اور کسی نحو کی استمتاع (جیسے بوسہ لینا یا اوسکا لمس کرنا) جائز ہے یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ جائز ہے اسلیے

التاسع اذا عجز المظاهر عن الكفارة وما يقوم مقامها عدا الاستغفار قيل يحرم عليه وطيها حتى يكفر وقيل يجزيه الاستغفار وهو الاكثر العاشر ان صبرت المظاهرة فلا اعتراض وان رفعت امرها الى الحاكم خيره بين التكفير والرجعة او الطلاق وانظره ثلثة اشهر من حين المرافعة فان انقضت المدة ولم يختر ضيق عليه في المطعم والمشرب حتى يختار احدهما ولا يجبره على الطلاق تعيينا ولا يطلق عنه وكتاب الكفارات والنظر فيه مقاصد الاول في ضبط الكفارات

یا استمتاع بھی قبل تماس (جو قرآن شریف مین وارد ہوا ہی) ہی اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا اختلاف تفسیر ہی
نوان مسئلہ جبکہ شخص مظاہر خصال کفارہ یا سوائے استغفار کے اون امور سے عاجز ہو جو خصال کفارہ کے قائم مقام ہین تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ تا ادائے کفارہ اوسپر زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین اوسکو فقط استغفار کرنا کافی ہوگا اور یہی قول اکثر علمار کا مختار ہی -
دسوان مسئلہ اگر زن مظاہرہ ترک وطی پر صبر کرے تو اوسپر کسی شخص کو محل اعتراض نہوگا اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے شوہر کو ادائے کفارہ کے ساتھ رجوع کرنے یا طلاق دینے مین مخیر کریگا اور وقت مرافعہ سے اوسکو تین مہینے کی مہلت دیگا پس اگر اوسکا شوہر مدت معینہ کے منقضی ہونے تک احد الامرین (رجوع مع تکفیر یا طلاق) کو اختیار نکریگا تو حاکم شرع کو اوسپر اکل و شرب مین اوسوقت تک تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ اوسکو اختیار نکرے اور حاکم کو اوسکا بالخصوص طلاق دینے پر مجبور کرنا یا زن مظاہرہ کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہوگا اور اس مقام سے کفارات کا بیان بھی ملحق کیا جاتا ہی اور اسمین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** ضبط کفارات کے بیان مین اور چونکہ کفارات احرام قبل ازین مذکور ہوچکے ہین لہذا اونکے علاوہ باقی کفارات کا ذکر کیا جاتا ہی اور کفارہ کی چار قسمین ہین **پہلی قسم** کفارہ مرتبہ (جسکے خصال مین ترتیب ہو) ہی اور وہ تین ہین **اول** کفارہ ظہار **دوم** کفارہ قتل خطاء اور ان دونون مین سے ہر ایک کے لیے عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) لازم ہی پس اگر اس سے عاجز ہو تو اوسکے عوض شہرین متتابعین (یعنی دو برابر دو مہینون کا روزہ رکھنا) کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینون کا کھانا کھلانا واجب ہوگا **سوم** اوس شخص کا کفارہ ہی جو ماہ رمضان کی قضا کے روزون مین سے کسی روزہ کو بعد زوال افطار کرے پس اوسپر دس مسکینون کا کھانا کھلانا لازم ہوگا اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا برابر روزہ رکھنا لازم ہوگا **دوسری قسم** کفارہ مخیرہ (جسکے خصال مین سے ہر ایک کے بجالانیکا اختیار ہو) ہی اور وہ چار ہین **اول** اوس شخص کا کفارہ ہی جسنے ماہ رمضان کے روزون

سبق الكلام في كفارات الاحرام فلنذكر ما سوى ذلك وهي مرتبة ومخيرة وما يحصل فيه الامران وكفارة الجمع فالمرتبة ثلث كفارة الظهار وقتل الخطاء ويجب العتق فان عجز فالصوم شهرين متتابعين فان عجز فاطعام ستين مسكينا وكفارة من افطر في يوم من قضاء شهر رمضان بعد الزوال وهي اطعام عشرة مساكين فان عجز صام ثلثة ايام

مع وجوب صومه باحد الاسباب الموجبة للكفارة من افطر وكفارة من افطر صوما منذورا معينا على التخيير ايضا وكذا كفارة الحنث في العهد وفي النذر على التخيير والواجب في كل منها احد امرين عتق رقبة او صيام شهرين متتابعين او اطعام ستين مسكينا على الاظهر

مین سے کسی روزہ کو باوجود وجوب ایسے سبب کے ساتھ افطار کیا ہو جو موجب کفّارہ ہی **دوم** اوس شخص کا کفّارہ بھی علی الاشہر الروایتین مخیّرہ ہی جسنے نذر معین کے روزہ کو بدون عذر افطار کیا **سوم** اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے مخالفت عہد کی ہو **چہارم** اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے مخالفت نذر کی ہو اور اس کفّارہ کے مخیّر ہونے مین تردد ہی اور امور مذکورہ مین سے ہر ایک کے لیے علی الاظہر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہی **تیسری قسم** وہ کفّارہ ہی جس مین دونون امر (ترتیب اور تخییر) حاصل ہون اور وہ کفّارہ یمین (قسم) ہی پس اوسمین بندہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینون کا کھانا کھلانا یا اونکو لباس دینا لازم ہی اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا **چوتھی قسم** کفّارہ جمع (جس مین کل خصال کا بجا لانا ضرور ہو) ہی اور وہ اوس شخص کا کفّارہ ہی جسنے کسی مومن کو عمداً از راہ ظلم قتل کیا ہو اور اس مین بندہ کا آزاد کرنا اور شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا اور ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا لازم ہی **دوسرا مقصد** اون کفّارات کے بیان مین جو محلّ اختلاف ہین اور وہ سات ہین **اوّل** اگر کوئی شخص حق تعالیٰ یا اوسکے رسولؐ یا ائمہ معصومین علیہم السلام سے برائت کرنے پر حلف کرے تو اوسپر کفّارۂ ظہار لازم ہوگا اور اگر اوس سے عاجز ہو تو کفّارۂ یمین واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ شخص مذکور گنہگار ہوگا اور اوسپر کوئی کفّارہ واجب نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **دوم** اگر کوئی عورت کسی مصیبت مین اپنے بال کاٹ ڈالے تو اوسپر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسپر کفّارۂ ظہار لازم ہوگا اور قول اوّل روایت مین وارد ہوا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زن مذکورہ گنہگار ہوگی اور اوسپر کوئی کفّارہ لازم نہوگا اسلیے کہ یہ روایت ضعیف ہی اور اصل عدم لزوم ہی **سوم** اگر کوئی عورت اپنے سر کے بالون کو کسی مصیبت مین اوکھاڑ ڈالے یا اپنے چہرہ کو زخمی کرے یا کوئی مرد اپنے فرزند یا زوجہ کے مرنے مین اپنا کپڑا پھاڑ ڈالے تو اوسپر کفّارۂ یمین لازم ہوگا **چہارم**

مسکینا على الاظهر

وما يحصل فيه الامران كفارة اليمين وهي عتق رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم فان عجز صام ثلاثة ايام

وما يجب فيه الجمع وهي كفارة قتل المؤمن عمدا ظلما وهي عتق رقبة وصوم شهرين متتابعين واطعام ستين مسكينا

المقصد الثاني فيما اختلف فيه وهي سبع

الاول من حلف بالبراءة فعليه كفارة ظهار فان عجز فكفارة يمين وقيل يأثم ولا كفارة وهو اشبه

الثانية في جز المرأة شعرها في المصاب عتق رقبة او صيام شهرين متتابعين او اطعام ستين مسكينا وقيل مثل كفارة الظهار وقيل يأثم ولا كفارة استضعافا للرواية وتمسكا بالاصل

الثالثة في نتف المرأة شعرها في المصاب وخدش وجهها وشق الرجل ثوبه في موت ولده او زوجته كفارة يمين

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالتِ حیض مین عمداً وطی کرے اور عالم بتحریم اور قادر علی التکفیر (کفّارہ دینے پر قدرت رکھنے والا) ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکو کفارہ دینا مستحب ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اور یہی قول احوط ہی اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے حالتِ حیض مین وطی کرے تو اوسپر تین مُد گندم کے ساتھ کفّارہ دینا واجب ہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص کسی عورت سے اوسکے عدّہ مین عقد کرے تو زنِ مذکورہ سے مفارقت کریگا اور پانچ صاع آرد کے ساتھ کفّارہ دیگا اور اس کفّارہ کے وجوب ہونیمین بین العلماء اختلاف ہی اور اوسکا مستحب ہونا اشبہ ہی **ششم** جو شخص کہ نمازِ عشا پڑھنے کے قبل سو جائے اور نصف شب کے بعد بیدار ہو تو اسکو ایک روایت ضعیفہ کی بنا پر حالتِ صوم مین صبح کرنا واجب ہوگا اور شاید کہ اوسپر صوم کا مستحب ہونا اشبہ ہی **ہفتم** اگر کوئی شخص کسی روز معیّن مین روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازان روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اوسپر دو مُد گندم کا کسی مسکین کے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر اس سے عاجز ہو تو بقدرِ استطاعت تصدّق کریگا اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو استغفار کریگا اور ایک جماعتِ علماء نے اسکے وجوب کا انکار کیا ہی اسلیے کہ تحققِ عجز کی صورت مین نذر ساقط ہو جاتی ہی **تیسرا مقصد** خصال کفّارہ کے بیان مین اور وہ تین ہین **عتق اطعام صیام** جنکا ذکر تین قولون مین کیا جاتا ہی **پہلا قول** عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) کے بیان مین پس کفّارات مرتّبہ مین بندہ کا آزاد کرنا اوس شخص پر متعیّن ہی جسکے پاس کوئی بندہ موجود ہو یا قیمت کے عوض مین اوسکا بذریعۂ خرید وغیرہ بہم پہونچانا ممکن ہو اور جس بندہ کا آزاد کرنا کافی ہی اوسمین تین صفتون کا موجود ہونا ضرور ہی **وصفِ اوّل** ایمان ہی جو کفّارۂ قتل مین اجماعاً معتبر ہی اور آیا کفّارۂ قتل کے علاوہ باقی کفّارات مین (جیسے ظہار) بھی اوسکا اعتبار ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا معتبر ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور ایمان سے اس مقام پر فقط اسلام (شہادت توحید و رسالت کا اقرار کرنا) یا حکم اسلام (احد الابوین کا مسلمان ہونا)

مراد ہی اور ادائے کفّارہ مین کسی بندہ مسلم کا آزاد کردینا مطلقاً کافی ہوگا مذکر ہو یا مونث صغیر ہو یا کبیر اور طفل نابالغ حکم مسلم رکھتا ہی پس اوسکا آزاد کرنا بھی ادائے کفّارہ مین کافی ہوگا بشرطیکہ اوسکے والدین (مان باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک) مسلم ہو اگرچہ اوسکی ولادت ہی کے وقت اسلام لائے ہون (اور قبل ولادت کافر ہون) اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ خصوص کفّارۂ قتل مین اوسی مولود کا آزاد کرنا کافی ہوگا جو عاقل ہوا اور حدّ تکلیف کو پہونچ چکا ہو اور وہ روایت حسن ہی اور ادائے کفّارہ مین کسی حمل کا آزاد کردینا کافی ہوگا اگرچہ اوسکے والدین مسلم ہون ہرچند اَجماً مذکور حکم مسلم رکھتا ہی اور جبکہ کوئی مملوک حالت خرس (گونگا ہونا) مین بالغ ہوا اور اوسکے والدین کافر ہون بعد ازان وہ مملوک ایسے اشارہ کے ساتھ اسلام لائے جو بعد بلوغ اوسکے لفظ کا قائم مقام ہو تو اوسپر احکام اسلام جاری کیے جائینگے اور اوسکا آزاد کردینا ادائے کفّارہ مین کافی ہوگا اور باوجود وصف اسلام کے اوسکے ادائے کفّارہ مین کافی ہونے کے لیے بعد اشارہ اوسکے نماز پڑھنے کی حاجت نہوگی اور تحقّق اسلام مین فقط توحید و رسالت کی شہادت کا اقرار کرنا کافی ہوگا اور اوسکے تحقق مین اسلام کے علاوہ باقی ملل باطلہ سے برارت (بیزاری) کرنا شرط نہوگا اور اگر اطفال کفّار مین سے کوئی طفل اسیر کرلیا جائے تو وہ محکوم باسلام نہوگا خواہ اوسکے والدین کافر بھی اوسکے ہمراہ ہون یا اوسکے ساتھ وہ مرد مسلم منفرد ہو جسنے اوسکو اسیر کیا ہی اور اگر اطفال کفّار مین سے وہ طفل مراہق (قریب البلوغ) اظہار اسلام کرے جو تمیز رکھتا ہو تو محکوم باسلام نہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے شارح ؒ نے وصیّت وصدقہ وغیرہ مین اوسکی عبارت کا اعتبار کیا ہی اور آیا طفل مذکور کا اوسکے والدین سے جدا کرنا لازم ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ لازم ہوگا تاکہ وہ اپنے ارادہ مین اون دونون کے بہکانے اور گمراہ کرنے سے محفوظ رہے اگرچہ اوسپر تا بلوغ اون دونون کی تبعیت سے احکام کفّار جاری رہینگے

وصف دوم اوسکا اون عیوب سے مبرّا ہونا جو سبب عتق (آزاد ہوجانا) ہین پس ادائے کفّارہ مین اوس

مملوک کا آزاد کردینا کافی نہوگا جو نابینا یا جذامی یا زمین گیر ہو اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی کافی نہوگا
جسکی ناک یا کان وغیرہ بریدہ ہون اسلیے کہ اسباب مذکورہ کا حصول تحقق عتق کو مقتضی ہی اور اگر کسی
مملوک مین اسباب مذکورہ کے علاوہ اور عیوب موجود ہون تو اوسکا آزاد کردینا ادای کفارہ مین کافی ہوگا
جیسے اوسکا بہرا یا گونگا ہونا یا اوسکے ایک ہاتھہ یا ایک پاؤن کا بریدہ ہونا ہان اگر اوسکے دونون پاؤن قطع
کردیے گئے ہون تو اوسکا آزاد کرنا کافی نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ زمین گیر ہوجائیگا اور ادای
کفارہ مین مملوک ولد الزنا کا بعد بلوغ و اظہار اسلام آزاد کرنا بھی کافی ہی اور ایک جماعت علماء نے اسکو منع فرمایا
ہی اسلیے کہ وہ باعتبار ذات محکوم بکفر ہی یا صفت ایمان کے قاصر ہی اور یہ قول ضعیف ہی **وصف سوم** اوسکا تام الملک
ہونا پس مملوک مدبر (جسکے آزاد ہونے کی اوسکے آقا نے وصیت کی ہو) کا آزاد کردینا ادای کفارہ مین اوس وقت
تک کافی نہوگا جبتک کہ اوسکی تدبیر باطل نہوجائے اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط و خلاف مین ارشاد
فرمایا ہی کہ کافی ہوگا اور اوسکا آزاد کرنا اوسکی تدبیر کا فسخ شمار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ و اصول مذہب کے
موافق ہی اور اسیطرح اوس مکاتب مطلق کا آزاد کرنا بھی کافی نہوگا جسنے عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کیا ہو اسلیے
کہ مکاتب مطلق جسقدر مال ادا کرتا ہی اوسی نسبت سے آزاد ہوجاتا ہی اور اگر اوسنے کچھ مال ادا نکیا ہو یا مکاتب
مشروط ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا کافی نہوگا اور شاید کہ اوسکے کافی
نہونے کی وجہ ہو کہ رقیت مملوک مین تحقق کتابت کیوجہ سے نقصان ہوجاتا ہی اور کتاب نہایہ مین اونکے ظاہر کلام
سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکا آزاد کردینا کافی ہوگا اور شاید کہ یہی مذہب اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو
اسلیے کہ مملوک مذکور محکوم برقیت ہی اور ادای کفارہ مین غلام گریختہ کا آزاد کردینا کافی ہی بشرطیکہ اوسکی موت
کا علم نہو اور اسیطرح ام الولد کا آزاد کردینا بھی کافی ہوگا اسلیے کہ اسکی رقیت متحقق ہی اور جبکہ دو مملوک مشترک ہون
اور احد الشریکین اون دونون کے دو نصفون کو آزاد کرے تو ادای کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ یہ دونون
نصف جسکو آزاد کیا ہی مصداق نسمہ (مملوک مرد ہو یا عورت) سے خارج ہین کیونکہ اوسکا مدلول حقیقی مملوک واحد ہی

الوصف الثالث

ولو اعتق شقصا من عبد مشترك نفذ العتق في نصيبه فان نوى الكفارة وهو موسر اجزأ ان قلنا انه ينعتق بنفس الاعتاق وان قلنا لا ينعتق الا باداء قيمة حصة الشريك فهل تجزئ عنه اداءها قيل نعم لتحقق عتق الرقبة وفيه تردد منشاؤه تحقق عتق الشقص الآخر بسبب بذل العوض لا بالاعتاق ولو كان معسرا صح العتق في نصيبه ولا يجزي عن الكفارة ولو ايسر بعد ذلك لاستقرار الرق في نصيب الشريك ولو ملك النصيب فنوى اعتاقه عن الكفارة صح وان تفرق العتق لتحقق عتق الرقبة ولو اعتق المرهون لم يصح ما لم يجز المرتهن وقال الشيخ يصح مطلقا اذا كان موسرا وكلف اداء المال ان كان حالا او رهنا بدله ان كان مؤجلا وهو بعيد ولو قتل عمدا فاعتقه عن الكفارة فللشيخ قولان

اور اگر احد الشریکین غلام مشترک مین سے کسی حصّہ کو آزاد کرے تو اوسکا نصیب آزاد ہوجائیگا پس اگر اوسنے ادائے کفّارہ کا قصد کیا ہو اور موسر (مالدار و خوشحال) ہو اور قائل ہون کہ وہ مملوک بعض حصّہ مذکورہ کے آزاد کرنے سے آزاد ہوجاتا ہی تو ادائے کفّارہ مین کافی ہوگا اور اگر قائل ہون کہ حصّہ مذکورہ کے آزاد کرنے سے آزاد نہین ہوتا بلکہ حصّہ شریک کی قیمت کے ادا کرنے سے آزاد ہوتا ہی تو آیا ادائے قیمت کے وقت اوس مملوک کا آزاد ہونا ادائے کفّارہ مین کافی ہوگا یا نہین پس بعض علمائے فرمایا ہی کہ کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین عتق رقبہ متحقق ہی اور اسمین تردد ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ نصف آخر یعنے شریک دوم کے حصّہ کا عتق بذل عوض کے سبب سے ہوا ہی اور آزاد کرنیکے سبب سے نہین ہوا اور اگر شخص مذکور (جسنے غلام مشترک مین سے کسی حصہ کو آزاد کیا ہی) معسر (تنگدست و پریشان احوال) ہو تو فقط اوسی کا نصیب آزاد ہوگا اور ادائے کفارہ مین کافی نہوگا (اسلیے کہ وہ رقبہ نہین ہی بلکہ اوسکا حصہ ہی) اگرچہ بعد ازان موسر اور خوشحال بھی ہوجائے اسلیے کہ شریک دوم کے نصیب مین اوسکی رقیّت کو استقرار ہوچکا ہی اور اگر اوسکے نصیب کا مالک ہوجائے بعد ازان اوسکے آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح اور ادائے کفّارہ مین کافی ہوجائیگا اسلیے کہ عتق رقبہ کا تحقق ہوجاتا ہی اگرچہ بتفریق ہوا اور اگر کوئی شخص اپنے عبد مرہون (گرو کردہ) کو آزاد کرے تو صحیح نہوگا جبتک کہ مرتہن اجازت ندے اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ اگر شخص مذکور موسر ہو تو مطلقاً صحیح ہوگا خواہ مرتہن اجازت دے یا ندے اور اوسکو دین مرتہن کے ادا کرنے کی تکلیف دیجائیگی اگر حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدّت نہو) ہو اور اگر دین مرتہن مؤجل (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدّت معیّن ہو) ہو تو اوسکو بجائے عبد کسی دوسرے مال کے رکھنے کی تکلیف دیجائیگی اور یہ قول بعید ہی اور اگر کوئی شخص اپنے اوس غلام کو ادائے کفّارہ مین آزاد کرے جسنے کسی کو عمداً قتل کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ کے اسمین دو قول ہین پس خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا آزاد کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جب کوئی غلام کسی پر عمداً جنایت کرتا ہی تو اوسکی ملک مجنی علیہ کی طرف منتقل ہوجاتی ہی اور مبسوط مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے آزاد ہوجانے سے حق قصاص باطل نہین ہوتا لکن وسکے

ولا يشبه العتق
وان قتل خطأ قال في المبسوط لم يجز عتقه لتعلق حق المجني عليه برقبته وفي النهاية يصح ويضمن السيد دية المقتول وهو حسن ولو اعتق عنه معتق مسئلة ٣

عتق کا باطل ہونا اور ادائے کفارہ مین کافی ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی غلام
کسی کو از راہ خطا قتل کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکا آزاد کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ حق مجنی علیہ
اوسکے رقبہ سے متعلق ہوجاتا ہو اور نہایہ مین فرمایا ہو کہ اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور اوسکا آقا
دیت مقتول کا ضامن ہوگا اور یہ قول خوب ہو اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کی طرف سے اوسکے سوال کے
بعد اپنے غلام کو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) کو صاحب کفارہ سے اوسکے
عوض کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر صاحب کفارہ نے مالک غلام سے کسی عوض کی شرط کرلی ہو مثلاً کہے
اعتق عبدک عنی وعلی عشرۃ (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے اور مجھپر اوسکے عوض
مین دس دینار کا دینا لازم ہی) تو اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور صاحب کفارہ پر اوسکا عوض معین لازم ہوگا
اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کیطرف سے بدون اوسکے سوال کے اپنے غلام کو آزاد کردے تو عتق مذکور
معتق کیطرف سے نافذ ہوگا اور صاحب کفارہ کی طرف سے نافذ نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مالک تھا خواہ معتق عنہ
(جسکی طرف سے آزاد کیا گیا ہی یعنی صاحب کفارہ) زندہ ہو یا مردہ اور اگر میت کی طرف سے اوسکا وارث
کسی غلام کو اپنے مال مین سے (نہ مال میت مین سے) آزاد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا لکن
منع و جواز مین مابین وارث و اجنبی تسویہ حکم اور عدم تفرقہ کا قائل ہونا بیوجہ نہین ہو اور جبکہ صاحب کفارہ
کسی شخص سے کہے اعتق عبدک عنی (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے) اور وہ اوسکے
جواب مین اعتقت عنک (مین نے اپنے غلام کو تیری طرف سے آزاد کردیا) کہے تو غلام کے آزاد ہوجانے
اور ادائے کفارہ مین کافی ہونے پر جملہ فقہا نے اتفاق کیا ہو لکن اسمین اختلاف ہو کہ غلام مذکور ملک آمر
(صاحب کفارہ) مین کسوقت منتقل ہوا پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قول معتق (آزاد کرنیوالا) اعتقت
عنک کے بعد آمر کیطرف منتقل ہوگا اور بعد ازان آزاد ہوگا اور یہ قول از قبیل تحکم (دعوئے بلا دلیل) ہو
اور صورت مذکورہ مین فقط حصول ثمرہ (یعنے عتق غلام کا صحیح ہونا اور ذمۂ آمر کا لزوم کفارہ سے بری ہوجانا)

ولو لم يكن لسؤاله عوض فان شرط عوضا كان يلزمه العتق وعلى عشرة دنانير لزمه العوض ولو تبرع بالعتق عنه قال الشيخ نفذ العتق عن المعتق دون من اعتق عنه سواء كان المعتق عنه حيا او ميتا ولو اعتق الوارث عن الميت من ماله لا من مال الميت قال الشيخ يصح والوجه التسوية بين الاجنبي والوارث في المنع والجواز

واذا قال اعتق عبدك عني فقال اعتقت عنك فقد وقع الاتفاق على الاجزاء ولكن متى ينتقل الى الامر قال الشيخ رحمه الله ينتقل بعد قول المعتق اعتقت عنك ثم ينعتق بعد وهو تحكم والوجه الاقتصار على الثمرة

پر اقتصار کرنا اولی و انسب ہی اسلیے کہ قدر متیقن یہی ہی اور اسکے علاوہ جو کچھ کہ وقت انتقال کی تشخیص مین تفحص و بحث کیجاتی ہی وہ سب از قبیل تخمین و رجم بالغیب ہی جسکے لیے کوئی دلیل معقول نہین ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کل هذا الطعام (تم یہ کھانا کھاؤ) تو یہان بھی علمانے اوسوقت کی تشخیص مین اختلاف کیا ہی جس مین کہ طعام مذکور ملک آکل (کھانیوالا) کیطرف منتقل ہوتا ہی اور میرے نزدیک اقرب یہ ہی کہ اس قول سے طعام مذکور کے تناول کرنے کی فقط اباحت ہوجاتی ہی اور ملک آکل کی طرف منتقل نہین ہوتا اور اعتاق غلام (آزاد کرنا) مین بھی کئی شرطین معتبر ہین پہلی شرط نیت کرنا اسلیے کہ اوسکا آزاد کرنا داخل عبادت ہی جس مین بوجوہ مختلفہ واقع ہونیکا احتمال ہی پس اون وجوہ مین سے بالخصوص ایک کی تعیین بدون نیّت نہین ہوسکتی اور صحت عتق مین نیت قربت شرط ہی پس کافر کا آزاد کرنا صحیح نہوگا خواہ کافر ذمی (نصرانی و یہودی) ہو یا حربی یا مرتد اسلیے کہ اوسکے حق مین نیّت قربت متعذّر و دشوار ہی اور جبکہ کسی مکلّف پر اجناس مختلفہ کے کفّارے مجتمع ہون (خواہ کفارات متماثلہ ہون جیسے کفارۂ ظہار و قتل خطا، یا مختلفہ ہون جیسے کفّارۂ ظہار و یمین) تو علی الاشبہ نیت تعیین کا بھی اعتبار کرنا ضرور ہوگا اور اگر کسی شخص پر ایک ہی جنس کے کئی کفّارے مجتمع ہوجائین (مثلا ظہار کو کئی دفعہ واقع کرے یا قتل خطا کی تکرار ہو یا ماہ مبارک کے کئی روزے افطار کرے) تو شیخ الطائفہؒ نے فرمایا ہی کہ قربت کے ساتھ ادائے کفّارہ کی نیّت کافی ہوگی اور حصول امتثال مین تعیین سبب کی حاجت نہوگی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ ہر کفّارہ عمل ہی پس ہر ایک کفّارہ کو نیت کی حاجت ہونی چاہیے اور آیا کفّارۂ صوم مین تعیین کی حاجت ہوگی یا نہین پس اشبہ یہ ہی کہ صوم مین نیّت تعیین کا ہونا ضرور ہی اور اوسمین تا زوال آفتاب تجدید نیت جائز ہی اور اسجگہ منجملہ اون ثمرات کے جو وجوب تعیین کے قائل ہونے پر متفرع ہوتے ہین بعض کا ذکر کیا جاتا ہی اوّل اگر کوئی شخص اپنے دو کفّارہ یمین سے ایک کے عوض کسی غلام کو آزاد کرے تو صحیح ہوگا اسلیے کہ نیت تکفیر متحقق ہی کیونکہ اتحاد حکم کے صورت مین اختلاف سبب کا

وهو صحة العتق ... ويدل على ... ولا اذا قال له كل هذا الطعام فقد اختلفوا في الوقت الذي يملك الآكل ... عندي انه اباحة للتناول ولا انتقال الملك ... الاكل ...

... في الاعتاق وليشترط ... النية اول ... لانه عبادة تحتمل وجوها فلا يتخصص باحدها الا بالنية ولابد من نية القربة فلا يصح العتق من الكافر ذميا كان او حربيا او مرتدا لتعذر نية القربة في حقه وتعتبر نية التعيين ان اجتمعت اجناس مختلفة على الاشبه ولو كانت الكفارات من جنس واحد قال الشيخ تجزي نية التكفير مع القربة ولا تفتقر الى التعيين وفيه اشكال ... فالاشبه انه لابد ...

... مع اتحاد الحكم ... عن ... بالسبب نية التكفير اجمالا ... عبدا عن احدى ... او اعتق بعدم التعيين ... فرع ... تجديدها الى الزوال ... التعيين ...

اعتبار نہین ہے **دوم** اگر کسی شخص پر ایسے تین کفّارے فرض کیے جائین جو عتق و صوم و صدقہ (اطعام مساکین) مین مساوی ہون (خواہ ترتیب مین مساوی ہون جیسے کفّارۂ ظہار و قتل و جنین برتقدیریکہ اوسکا کفّارہ بھی مثل ظہار فرض کیا جائے یا خصال مین مساوی ہون اگرچہ ترتیب و تخییر مین مختلف ہون جیسے کفّارۂ ظہار و قتل و افطار شہر رمضان) اور ایک غلام کو بہ نیّت قربت آزاد کرے اور ادائے کفّارہ کا قصد کر لے بعد ازان عتق غلام سے عاجز ہو جائے اور اوسکے عوض بہ نیت قربت شہرین متتابعین کے روزے رکھے اور ادائے کفّارہ کا قصد کرے بعد ازان اس سے بھی عاجز ہو جائے اور اوسکے عوض ساٹھ مسکینون کو بہ نیّت قربت کھانا کھلائے اور کفّارہ کا قصد کرے تو تینون کفّارون سے بری الذّمہ ہو جائیگا اگرچہ کسی خاص کفّارہ کی تعیین نکی ہو **سوم** اگر کسی شخص کے ذمّہ کوئی کفّارہ ہو اور اوسکا بعوض قتل یا ظہار ہونا معلوم نہو اور ایک غلام کو بہ نیت قربت آزاد کرے اور ادائے کفّارہ کا قصد کرے تو کافی ہوگا **چہارم** اگر کسی شخص کو عتق غلام کے ساتھ اپنا مشغول الذّمہ ہونا معلوم ہو اور اوسکا بعوض نذر یا کفّارۂ ظہار ہونا مشکوک ہو بعد ازان ایک غلام کو بہ نیت کفّارہ آزاد کرے تو برائت ذمّہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ ادائے نذر مین نیت تکفیر کافی نہین ہو سکتی ہان اگر غلام مذکور کو نیت قربت کے ساتھ بعوض مافی الذّمہ (خواہ نذر ہو یا کفّارۂ ظہار) آزاد کرے تو جائز اور ابرائے ذمّہ مین کافی ہوگا اور اگر قصدِ عتق کے ساتھ کسی ایسی صفت کا قصد نکرے جس سے مافی الذّمہ کی تشخیص ہو جائے (مثلاً عتق واجب کے ساتھ مشغول الذّمہ ہو اگرچہ خصوصِ سبب کو نجانتا ہو اور باوجود اسکے قصد وجوب نکرے) تو برائت ذمّہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق مین قصد تطوع (استحباب) کا احتمال اظہر ہے اور اسیطرح اگر غلام کو بہ نیتِ وجوب آزاد کرے اور ادائے کفّارہ یا ادائے نذر کا قصد نکرے تب بھی برائت ذمّہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ وجوب عتق کبھی بدون کفّارہ یا نذر ہوتا ہی پس جبتک کہ کسیوجہ سے اوسکی تشخیص نکی جاویگی وسوقت تک کافی نہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص دو کفّارون کے ساتھ مشغول الذّمہ ہو

وله عبدان فاعتقهما ونوى نصف كل واحد عن كفارة صح عن كل نصف منهما ... الباقي عنها وكذا لو اعتق نصف عبده عن كفارة صح لانه ينعتق كله دفعة

اور اوسکے لیے دو غلام ہون اور اون دونون کو دونون کفارون کے عوض اسطرح آزاد کرے کہ ہرایک غلام کے نصف کو ایک کفّارہ کا عوض قرار دے (خواہ ہرایک کے نصف آخر مین سرایتِ عتق کا قصد کرے یا نکرے) تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہرایک نصف اوس کفارہ کے عوض آزاد ہوگا جسکا کہ معتق (آزاد کرنیوالا) نے ارادہ کیا ہی اور نصف باقی بوجہ سرایت آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر اپنے غلام کے نصف کو کسی کفارہ معیّنہ کے عوض مین آزاد کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ مجموع غلام ایک ہی دفعہ آزاد ہوجائیگا لکن اگر کوئی شخص اپنے باپ کو یا اوسکے علاوہ کسی ایسے عزیز کو خرید کرے جو اسپر قہرًا (بدون اختیار) آزاد ہوجاتا ہی اور اوسکے ساتھ ادائے کفّارہ کا قصد کرے تو شیخ علیہ الرّحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ادائے کفارہ مین کافی ہوجائیگا اسلیے کہ عتق مذکور کا تحقق اگرچہ قہری ہی لکن چونکہ اوسکا سبب اختیاری ہی لہذا استمرار نیت کے ساتھ اوسکے آزاد ہونیکا کوئی مانع نہین ہی کیونکہ اس صورت مین عتق مذکور اوسکی ملک مین واقع ہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ کافی نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ قبل شراء (خرید کرنا) اوسکے آزاد کرنے کی نیت کا کوئی اثر نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکا اثر ملک معتق (آزاد کرنیوالا) مین ہوتا ہی نہ ملک غیر مین اور بعد شراء نیت عتق کا اوسکی ملک مین واقع ہونا معقول نہین ہی اسلیے کہ سرایت عتق اوسکی نیت پر مقدم ہی پس ملک معتق مین تحقق نیّت کی صلاحیت نہین ہی تا اینکہ بعوض کفّارہ اوسکے آزاد ہونے کے قائل ہون کیونکہ اوسکی ملک غیر مستقر اور آنی ہوتی ہی جسمین نیت کا تحقق غیر ممکن ہی دوسری **شرط** عتق غلام کا عوض سے مجرّد کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے انت حرّ و علیك کذا (تجھکو آزاد کیا اور تجھپر فلان عوض لازم ہی) تو ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ اوسنے عوض لینے کا قصد کیا ہی اور اسیطرح اگر صاحب کفّارہ سے کوئی دوسرا شخص کہے اعتق مملوكك عن كفّارتك ولك علىّ كذا (تو اپنے مملوک کو اپنے کفّارہ کے عوض آزاد کردے اور تجھکو مین فلان مقدار دونگا)

اما لو اشترى اباه او غيره ممن ينعتق عليه ونوى به التكفير قال في ط يجزي وفي ف لا يجزي وهو الاشبه لان نية العتق لا تؤثر في ملك الغير ... الشرط الثاني تجرده عن العوض فلو قال لعبده انت حر وعليك كذا لم يجز عن الكفارة لانه قصد العوض ولو قال له قائل اعتق مملوكك عن كفارتك ولك علي كذا

بعد ازان صاحب کفّارہ اوسکو آزاد کردے تب بھی ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اور آیا عتق مذکور صحیح ہوگا یا نہین سمین تردد ہوا اور اگر صحّتِ عتق کے قائل ہون تو آیا شخص مذکور پر عوض مشروط کا مثل کفّارہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور یہ قول حسن (خوب) ہو اور اگر مالکِ غلام عوض مشروط کو بعد قبضہ واپس کردے تب بھی ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ جب وقتِ اعتاق (آزاد کرنا) کافی نہوا تو بعد کو بھی کافی نہوگا **تیسری شرط** سبب عتق کا حرام نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے غلام کی تنکیل کرے مثلاً اوسکی دونون آنکھین نکال ڈالے یا اوسکے دونون پانون قطع کردے اور ادائے کفّارہ کا قصد کرے تو آزاد ہوجائیگا لیکن ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا **دوسرا قول** صیام کفّارہ کے بیان مین پس جبکہ کوئی شخص کفّارہ مرتبہ مین عتق غلام سے عاجز ہو تو اوسپر روزہ رکھنا معیّن ہوگا اور عجز سے غلام کے خرید کرنے پر قادر نہونا مراد ہو خواہ غلام موجود نہو یا موجود ہو لکن اوسکی قیمت موجود نہو یا قیمت موجود ہو مگر اوسکا خرید کرنا ممکن نہو (مثلاً کوئی فروخت کرنیوالا نہو) اور بعض علمائے نے فرمایا ہو کہ اطعام مساکین سے عاجز ہونے کی حد یہ ہو کہ اوسکے پاس کوئی مال ایسا نہو جو اوسکے یا اوسکے عیال کے قوت شب و روز سے فاضل ہو (بلکہ فقط بقدر قوت شب و روز ہو) اور اگر صاحب کفّارہ کے پاس کوئی غلام موجود ہو لکن اپنے مرض یا پیری یا فربہی یا زمین گیری وغیرہ کیوجہ سے خدمتِ غلام کیطرف مضطر ہو یا اپنے یا عیال واجب النفقہ کے نفقہ یا کسوت یا مسکن وغیرہ مین اوسکی قیمت کا محتاج ہو تو اوسپر غلام کا آزاد کرنا لازم نہوگا اور اوسکے مسکن اور پارچہ ہائے بدن وغیرہ کا فروخت کرنا صحیح نہوگا ہان اوس مسکن کا فروخت کرنا صحیح ہوگا جو قدر حاجت سے زائد ہو اور جو شخص ایسا رفیع القدر ہو کہ اپنی خدمت خود نکرتا ہو تو اوسکے خادم کا فروخت کرنا صحیح نہوگا اور جسکی عادت اپنے نفس کی خدمت کرنے پر جاری ہو اوسکے خادم کا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر اوسکو کوئی مرض ایسا عارض ہو جس مین خادم کیطرف مضطر ہو تو جائز نہوگا اور اگر صاحب کفّارہ کے پاس کوئی خادم ایسا بیش قیمت ہو

بحیث یتمکن من الاستبدال منه ببعض ثمنه قیل یلزم بیعه لا یکلف الغنی وکذا فی بیع المسکن اذا کان غالیا وامکن تحصیل البدل ببعض الثمن والاشبه انه لا یباع عن بیع المسکن ... ومع العجز عن العتق یلزمه فی الظهار والقتل خطاء صوم شهرین متتابعین وعلی المملوک صوم شهر فان افطر فی الشهر الاول من غیر عذر استانف ولو کان لعذر بنی وان صام من الثانی ولو یوما اتم وهل یاثم بالافطار تردد والاشبه عدمه

کہ اوسکے بعض ثمن کے عوض مین کسی دوسرے خادم کا خرید کرنا ممکن ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوس سے استغنا ممکن ہی اور اسیطرح اوس مسکن کی نسبت بھی فرمایا ہی جو بیش قیمت ہو اور اوسکے بعض ثمن کے مقابل دوسرے مسکن کا خرید لینا ممکن ہو لیکن اشبہ یہ ہی کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ باب دین مین مسکن کے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہی اور جبکہ کوئی حر (آزاد) غلام کے آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اوسپر کفّارۂ ظہار اور قتل خطا مین شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور مملوک پر کفّارۂ ظہار و قتل خطا مین ایک مہینہ کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر کوئی حر صوم کفارہ کو بدون عذر ماہِ اول مین افطار کرے تو اوسپر از سرنو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر کسی عذر کیوجہ سے افطار کرے تو زوال عذر کے بعد اوسی دن سے روزہ رکھیگا جس دن سے کہ اوسنے افطار کیا تھا اور اگر کوئی شخص ماہِ اوّل کے پورے روزے اور ماہِ دوم مین سے بعض روزے رکھنے کے بعد کسی روزہ کو افطار کرے تو تمام کریگا اگرچہ ماہ دوم کا ایک ہی روزہ رکھا ہو اور آیا شخص مذکور ماہِ دوم مین افطار کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ گنہگار نہوگا اور جس عذر کیوجہ سے کہ روزۂ کفارہ مین بنا کرنا (جہان سے چھوڑا ہو وہین سے شروع کرنا) صحیح ہی وہ حیض اور نفاس اور مرض اور اغماء (غشی) اور جنون ہی اور آیا سفر بھی داخل عذر ہی یا نہین پس اگر صاحب کفّارہ اوسکی طرف مضطر ہو تو داخل عذر ہوگا والّا تتابع صیام مین قادح ہوگا اور اگر زن حاملہ یا مرضعہ صوم کفّارہ کو تلف نفس کے خوف سے افطار کرے تو تتابع صیام کا انقطاع نہوگا اسلیے کہ یہ بمنزلۂ مرض ہی اور اگر اوسکو ضرر مولود کے خوف سے افطار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ تتابع صوم منقطع ہوجائیگی اور خلاف مین فرمایا ہی کہ منقطع نہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر کسی شخص پر افطارِ صوم مین اکراہ کیا جائے تو تتابع کا انقطاع نہوگا خواہ اکراہ مذکور از قبیل اجبار ہو مثلاً اوسکے حلق مین پانی ٹپکا دیا جائے یا نہو مثلاً اوسپر یہانتک ضرب لگائی جائے کہ وہ کوئی شئ کھالیوے اور اسی کو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین بھی اختیار فرمایا ہی

والحیض والنفاس والمرض والاغماء والجنون اما السفر فان اضطر الیه کان عذرا والا کان قاطعا للتتابع ولو افطرت الحامل والمرضع خوفا علی انفسهما لم ینقطع التتابع ولو افطرتا خوفا علی الولد قال فی المبسوط ینقطع وفی الخلاف لا ینقطع وهو الاشبه * *

اور مبسوط میں قائل بفرق ہوئے ہیں اور ثانی کو تتابع صوم میں قادح قرار دیا ہی اسلیے کہ اس فعل کو مضطر نے اپنے اختیار سے صادر کیا ہی بخلاف اول کے کہ وہان استعمال مفطر اوسکا فعل نہین ہی اور اگر ماہ اوّل کے اثنا میں ایسا زمانہ واقع ہو کہ جسکا روزہ بعوض کفارہ صحیح نہو (جیسے ماہ رمضان وعید قربان) تو تتابع صوم باطل ہو گی **تیسرا قول** اطعام کے بیان میں اور جبکہ کوئی شخص کفارہ مرتبہ میں روزہ رکھنے سے بھی عاجز ہو تو اوسپر مساکین کا اطعام کرنا معین ہو جاتا ہی اور اسمین عدد معتبر کا اطعام کرنا اور ایک مد کا ہر ایک شخص کے حوالہ کرنا واجب ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حالت تمکن میں دو مد کا اور صورت عجز میں ایک مد کا ہر ایک کے حوالہ کرنا لازم ہی اور قول اوّل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور طعام کا اوسقدر مساکین کے حوالہ کرنا جنکی تعداد عدد معتبر سے کم ہو ادائے کفارہ میں کافی نہوگا اگرچہ اوسیقدر حوالہ کرے جو عدد معتبر کو دیا جاتا ہی اور جبکہ عدد معتبر کے بہم پہونچانے پر تمکن (قدرت) ہو تو کفارہ واحدہ کے طعام کا اوس سے کم پر تکرار کر دینا جائز نہوگا ہان اگر عدد معتبر کا بہم پہونچانا متعذر (دشوار) ہو تو جائز ہوگا اور عدد معتبر کا اوس قوت غالب میں سے اطعام کرنا واجب ہی جس سے کہ اپنے عیال کا اطعام کرتا ہی اور اگر اپنے اہل بلد کے قوتِ غالب میں سے اطعام کرے تب بھی جائز ہوگا (اگرچہ اوسکے اہل وعیال کا قوت نہو) اور طعام کے ہمراہ ادام (سالن وغیرہ) کا حوالہ کرنا بھی مستحب ہی اور اعلائے ادام گوشت ہی اور اوسکا اوسط سرکہ ہی اور اوسکا ادنائے مرتبہ نمک ہی اور عدد معتبر کا مطلقاً اطعام کرنا جائز ہی خواہ متفرق ہون یا مجتمع خواہ اونکو کھلا دیا جائے یا اونکو دیدیا جائے اور گیہون اور آٹے اور روٹی کا خارج کرنا ادائے کفارہ میں کافی ہوگا اور تنہا اطفال صغار کا اطعام کرنا کافی نہوگا ہان اونکا شریک کر دینا جائز ہی اور اگر تنہا اطفال صغار کا اطعام کیا جائے تو دو صغیر کا ایک کبیر کی جگہ محسوب کرنا لازم ہوگا اور کفارہ میں فقط مومنین یا اون لوگوں کا اطعام کرنا مستحب ہی جو اونکے حکم میں داخل ہون (جیسے اطفال) اور شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط میں فرمایا ہی کہ طعام کفارہ اون لوگوں کے حوالہ کیا جائیگا جنکو کہ زکوۃ فطرہ دیجاتی ہی

ثمان لا یصح صومه عن الکفارة کشهر رمضان والاضحی بطل التتابع القول فی الاطعام ویتعین الاطعام مع العجز عن الصیام ویجب اطعام العدد لکل واحد مد وقیل مدان ومع العجز مد والاول اشبه ولا یجزی اعطاء ما دون العدد وان کان بقدر اطعام العدد ولا یجوز التکرار علیهم من الکفارة الواحدة مع التمکن من العدد ویجوز مع التعذر ویطعم من اوسط ما یطعم اهله ولو اعطی مما یغلب علی قوت البلد جاز ویستحب ان یضم الیه اداما اعلاه اللحم واوسطه الخل وادناه الملح ویجوز ان یطعم العدد متفرقین ومجتمعین اطعاما وتسلیما ویجزی اخراج الحنطة والدقیق والخبز ولا یجزی اطعام الصغار منفردین ویجزی منضمین ولو انفردوا احتسب الاثنان

اثناء الشهر الاول ... المبسوط فان افطر فی الاول ... الملاک ... اجاز ... التتابع ... لا افطار ...

اور جن لوگون کو زکوۃ فطرہ کا دینا جائز نہین ہی اونکو طعام کفّارہ کا دینا بھی جائز نہوگا لکن مسلم فاسق کے اطعام کا جائز ہونا بیوجہ نہین ہی ہان کافر و ناصب کا اطعام کرنا جائز نہین ہی اور اس مقام پر چار مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** کفّارۂ یمین مابین عتق و طعام و کسوت تخییر ہی پس جبکہ کوئی شخص کفّارہ یمین کے عوض کسی فقیر کو لباس کے دینے کا ارادہ کرے تو حالتِ قدرت مین دو کپڑون کا اور صورت عجز مین ایک کپڑہ کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ درصورتِ اختیار بھی ایک ہی کپڑہ کا حوالہ کرنا اوسکے کفّارہ مین کافی ہی اور یہ قول اشبہ ہی **دوسرا مسئلہ** کفّارۂ یمین مین مقدار اطعام فی مسکین ایک مد ہونا مطلقاً مجزی (کافی) ہی اگرچہ دو مد کے دینے پر قدرت بھی حاصل ہو اور بعض فقہائنے ایک مد کو حالتِ ضرورت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی اور پہلا قول اشبہ ہی **تیسرا مسئلہ** کفّارۂ ایلاء (ترک وطی پر قسم کھانا) بھی کفّارۂ یمین کے مثل ہی **چوتھا مسئلہ** جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام ہو یا کنیز) پر زائد از حدِ شرعی ضرب لگائے تو اوسکو کفّارۂ ضرب کے عوض مین مملوک مذکور کا آزاد کرنا مستحب ہوگا **چوتھا مقصد** اون احکام کے بیان مین جو اس باب سے متعلّق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جس شخص پر شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہوا اور وہ دو ماہِ ہلالی کے ساتھ روزہ کو کامل کرے تو براءتِ ذمّہ مین کافی ہوگا اگرچہ دونون مہینے ناقص ہون (مثلاً ہر ایک مہینہ اونتیس روز کا ہو) اور اگر ایک مہینہ مین سے بعض ایام (مثلاً ربیع الاوّل کے آخری دس دن) کا روزہ رکھے بعد ازان دوسرے مہینے کے جملہ ایام (مثلاً تمام ربیع الثانی) مین روزہ رکھے تو اوسکو ایک ماہِ کامل محسوب کریگا اگرچہ ناقص (اونتیسا) ہو پھر ماہ اوّل کے باقی روزون کو ماہِ سوم مین سے کامل کریگا تا اینکہ ماہِ اوّل و سوم کے روزے ملکر تیس روز ہوجائین (مثلاً جمادی الاولی کے بیس دن کا روزہ رکھے) اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ماہ ثالث مین اوسقدر روزون کو تمام کریگا جسقدر کہ ماہِ اوّل مین سے فوت ہوئے ہون (پس اگر ربیع الاوّل اونتیسا ہو تو جمادی الاولی مین سے اونیس روزے رکھیگا) اور قولِ اوّل اشبہ ہی **دوسرا مسئلہ** کفّارہ مرتّبہ مین وقت ادا کا

لان الحال الوجوب فلو كان قادرا على العتق فعجز صام ولا يستقر العتق في ذمته الثالثة اذا كان له مال يصل اليه بعد مدة غالبا لم ينتقل فرضه بل يجب الصبر ولو كان مما يتضمن المشقة بالتاخير في الظهار

اعتبار کیا جائیگا نہ حالت وجوب کا پس اگر کوئی شخص عتق رقبہ پر قدرت رکھتا ہو بعد ازان عاجز ہو جائے تو کفّارہ کو صوم کے ساتھ ادا کریگا اور اوسکے ذمّہ پر وجوب عتق کا استقرار نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ صاحبِ کفّارہ کے پاس کچھ کوئی مال ایسا موجود ہو جو ایک مدّت کے بعد غالبا اوسکو وصول نہوگا تو اوسکا فرض منتقل نہوگا بلکہ صبر کرنا لازم ہوگا اگرچہ ایسے کفّارہ کے ساتھ مشغول الذّمہ ہو جسکی ادائی مین تاخیر کرنا متضمن مشقت ہو جیسے کفّارۂ ظہار اسلیے کہ انتقال فرض مین عدم وجدان (عجز) شرط ہے جو صورت مذکورہ مین صادق نہین آتا لکن درباب ظہار صبر لازم ہونا اور فرض کا منتقل نہونا محلّ تردّد ہے اسلیے کہ عسر و حرج لازم آتا ہے جو شریعت مطہرہ مین منفی ہے پس با وجود صدق وجدان کے بخصوص ظہار مین انتقال فرض قائل ہونا چاہیے **چوتھا مسئلہ** جب کوئی شخص کفّارہ مرتبہ مین عتق رقبہ سے عاجز ہوا ور صوم کفّارہ کی ابتدا کرے بعد ازان عتق رقبہ پر قادر ہو جائے تو اوسکو عتق کی طرف عود کرنا لازم نہوگا اگرچہ عود کرنا افضل ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص صوم کفّارہ سے عاجز ہوا ور اطعام مساکین کی ابتدا کریسے بعد ازان اوسکا عجز دور ہو جائے تب بھی اوسکو عود کرنا واجب نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور عود کا قصد نکرے اور کسی غلام کو بوجہ ظہار آزاد کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ادائے کفّارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسنے کفّارہ کو اوسکے واجب ہونے سے قبل ادا کیا ہے اور یہ قول خوب ہے **چھٹا مسئلہ** مال کفّارہ کا کسی طفل کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسمین اہلیت نہین ہے بلکہ اوسکے ولی کو دیا جائیگا **ساتوان مسئلہ** مال کفّارہ اوس شخص کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہے جسکا نفقہ صاحب کفّارہ کے ذمّہ واجب ہے جیسے مان اور باپ اور اولاد اور زوجہ اور مملوک اسلیے کہ یہ لوگ واقع (صاحب کفّارہ) کیوجہ سے حکم اغنیا رکھتے ہین اور علاوہ انکے اور لوگون کو مال کفّارہ کا دینا صحیح ہے اگرچہ اوسکے اقربا ہون **آٹھوان مسئلہ** جب کسی شخص پر کفّارۂ ظہار واجب ہو تو اوسکا مسیس (وطی کرنا یا اور کسی قسم کے استمتاع کا حاصل کرنا) علی اختلاف القولین پر مقدم کرنا لازم ہوگا خواہ کفّارہ کو

الرابعة اذا عجز عن العتق فدخل في الصوم ثم وجد ما يعتق لم يلزمه العود وان كان افضل وكذا لو عجز عن الصيام فدخل في الاطعام ثم زال العجز الخامسة لو ظاهر ولم ينو العود فاعتق عن الظهار قال الشيخ لا يجزيه لانه كفر قبل الوجوب وهو حسن السادسة لا يدفع الكفارة الى الطفل لانه لا اهلية له بل يدفع الى وليه السابعة لا تصرف الكفارة الى من تجب نفقته على الدافع كالاب والام والاولاد والزوجة والمملوك ويدفع الى من سواهم ولو كانوا اقارب الثامنة اذا وجبت الكفارة في الظهار وجب تقديمها على المسيس ...

غلام کے آزاد کرنے یا روزہ رکھنے کے ساتھ ادا کرے یا اطعام کرنے کے ساتھ **نوان مسئلہ** جب کسی شخص پر کوئی کفارہ مخیرہ لازم ہو تو اوسکو خصال ثلث (عتق وصیام واطعام) مین سے ایک جنس کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا لازم ہوگا اور دو جنسون کے دو نصفون کا ادا کرنا (مثلاً ایکمہینہ کا روزہ رکھنا اور تیس مسکینون کا کھانا دینا) جائز نہوگا **دسوان مسئلہ** ادائے کفارہ مین اوسکی قیمت کا دفع کرنا کافی نہین ہی اسلیے کہ اشتغال ذمہ کفارہ کے ساتھ ہوتا ہو نہ اوسکی قیمت کے ساتھ **گیارھوان مسئلہ** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسیکو شہر حرم (رجب و ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم) مین قتل کرے تو اوسکو شہر حرم مین سے شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اگرچہ اون دونون کے اثنا مین روز عید اور ایام تشریق (یازدہم و دوازدہم و سیزدہم) بھی واقع ہون جیسا کہ روایت زرارہ مین وارد ہوا ہی لکن مشہور یہ ہی کہ روز عید اور ایام تشریق کے روزون کی ممانعت عام ہی **بارھوان مسئلہ** جس شخص پر کہ شہرین متتابعین کے روزے لازم ہون اور وہ اونکے رکھنے سے عاجز ہو تو اوسکو اٹھارہ دن کا روزہ رکھنا کافی ہوگا پس اگر اسپر بھی قدرت نرکھتا ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام کے ساتھ تصدق کریگا اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو استغفار کریگا اور اوسپر کچھ واجب نہوگا

کتاب الایلاء

اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **امر اول** صیغہ کے بیان مین پس ایلاء (زوج دائم کا اپنی زوجہ مدخول بہا سے وطی کے ترک کرنے پر حلف کرنا) بدون اسماء باری تعالے (جو اوسکے ساتھ مختص ہون) منعقد نہین ہو سکتی اور اسیطرح اوسکے منعقد ہونے مین بلکہ قسمیہ کے ساتھ تلفظ کرنا بھی شرط ہی پس اگر کوئی شخص لاترکن وطئک (البتہ مین تیری وطی کو ترک کر دونگا) پر اقتصار کریگا تو واقع نہوگی اگرچہ لام مین قسم کا اشعار ہی اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہی اور اوسکے منعقد ہونے مین خصوص زبان عربی کا اعتبار نہین ہی بلکہ ہر زبان مین واقع ہوسکتی ہی بشرطیکہ اوسکا قصد بھی متحقق ہو پس اگر ان یا ساہی وغیرہ کی ایلاء صحیح نہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح ہی وہ لفظ لا ادخلت فرجی فی فرجک ہی

كتاب الايلاء والنظر فيه امور اربعة الاول في الصيغة ولا ينعقد الا باسماء الله تعالى مع التلفظ ويقع بكل لسان مع القصد اليه واللفظ الصريح والله لا ادخلت فرجي في فرجك

اور اسیطرح جو عبارت اس فعل کے ساتھ مختص ہو جیسے آلیتک یا صریحاً اوسپر دلالت کرتی ہو وہ بھی لفظ صریح مین داخل ہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح نہین ہو اوس سے وہ الفاظ مراد ہین جو غیر ایلاء کو بھی محتمل ہین جیسے لا جامعتک (مین تجھسے جماع نکرونگا) یا لا وطأتک (مین تجھسے وطی نکرونگا) وغیرہ پس اگر ان الفاظ سے ایلاء کا قصد بھی کیا جائے تو صحیح ہوگی و الاصحیح نہوگی لکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لا جمع راسی و راسک بیت (میرے اور تیرے سر کو کوئی حجرہ جمع نکرے) یا لا جمع راسی و راسک مخدۃ (میرے اور تیرے سر کو کوئی تکیہ جمع نکرے) یا لا ساقفتک (مین تیرے ساتھ سقف خانہ کے نیچے مجتمع نہونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ الفاظ مذکورہ سے ایلاء منعقد نہوگی اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اگر ان الفاظ کے ساتھ ایلاء کا قصد کیا جائے تو منعقد ہو جائیگی اور یہ قول خوب ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لا جامعتک فی دبرک (مین تجھسے از راہ دبر وطی نکرونگا) تو شخص مذکور مولی (ایلاء کا وقوع کرنیوالا) نہوگا اور آیا ایلاء کا شرط و صفت سے مجرد کرنا اوسکی صحت مین شرط ہی یا نہین اسمین شیخ الطائفہ رح کے دو قول ہین اون دونون مین اظہر یہ ہو کہ شرط ہو پس اگر اوسکو کسی شرط یا ایسی زمانہ پر معلق کرے جسکا حصول یقینی ہو (جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) تو یہ کلام لغو ٹہریگا اور اگر کوئی شخص وطی زوجہ کے ترک کرنے پر عتاق (غلام کا آزاد ہونا) کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فعبدی حر) تو ایلاء منعقد نہوگی
اگر مین تجھسے جماع کرون تو میرا غلام آزاد ہو ۱۲

اور اسیطرح اگر تصدق مال کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فمالی صدقۃ) تب بھی منعقد نہوگی
اگر مین تجھسے جماع کرون تو میرا مال صدقہ ہو ۱۲

اور اسیطرح اگر زن محللہ کی تحریم کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فانت محرمۃ علی یا ان جامعتک ففلانۃ محرمۃ علی) تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ ان جملہ صورتون مین قصد ایلاء کرتا ہو
اگر مین تجھسے جماع کرون تو فلان عورت مجھپر حرام ہو ۱۲

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ان اصبتک فعلی کذا (اگر مین تجھسے مقاربت کرون تو مجھپر ہزار درہم لازم ہین) تو ایلاء صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی کسی زوجہ سے ایلاء کرے اور اپنی دوسری زوجہ سے کہے شرکتک معہا (مین نے تجھکو اوسکے ساتھ شریک کیا) تو دوسری زوجہ کی ایلاء صحیح نہوگی

بینہ او مخدۃ راسی و راسک او لا ساقفتک قال فی الخلاف لا ینعقد بہ ایلاء وقال فی المبسوط ینعقد مع القصد وھو حسن ولو قال لا جامعتک فی دبرک لم یکن مولیا

اما لو قال لا جمع راسی و راسک شیء لا یجمع مع فان نوی الایلاء او لا وطئتک او لا جامعتک والتعین یکون علیہ صریحا او الفعل او ما یدل المختصۃ بھذا او یاتی باللفظۃ

الثانی فی الشرائط

اشتراط تجرید الایلاء عن الشرط اظھرھما اشتراطہ فلو علقہ بشرط او زمان متوقع کان لاغیا ولو حلف بالعتاق ان لا یطاھا او بالصدقۃ او بالتحریم لم یقع وان قصد الایلاء

ولو قال ان اصبتک فعلی کذا لم یکن ایلاء ولو آلی من زوجۃ وقال للاخری شرکتک معھا لم یقع بالثانیۃ

ولو نواه ادلا ايلاء الله تعالى ولا يقع الا مع النطق ولو حلف اضرارا او لصلاح اللبن او لتدبير في مرض له لم يكن له حكم الايلاء وكان كالايمان الثاني في المولي ويعتبر فيه البلوغ وكمال العقل والاختيار والقصد ويصح من المملوك حرة كانت زوجته او امة ومن الذمي ومن الخصي ومن المجبوب وفي صحته من المجبوب تردد اشبهه الجواز ويكون فئته كفئة العاجز الثالث في المولى منها ويشترط ان تكون منكوحة بالعقد لا بالملك وان تكون مدخولا بها وفي وقوعه بالمستمتع بها تردد اظهره المنع ويقع بالحرة والمملوكة والمرافعة الى المرأة لضرب المدة واليها بعد انقضائها المطالبة بالفئة ولو كانت امة ولا اعتراض للمولى ويقع الايلاء بالذمية كما يقع بالمسلمة الرابع في احكامه وهي مسائل الاولى لا ينعقد الايلاء حتى يكون مطلقا او مقيدا بالدوام او بمدة تزيد عن اربعة اشهر او مضافا الى فعل لا يحصل الا بعد انقضاء مدة التربص

اگرچہ اوسکا قصد کرتا ہو اسلیے کہ جبتک اسم حق سبحانہ تعالی کے ساتھ نطق نکیا جائے اوسوقت تک ایلاء واقع نہین ہوسکتی اور اسیطرح اگر ایلاء سے ضرار زوجہ (ضرر رسانی) کا قصد نکیا جائے تب بھی منعقد نہوگی پس اگر صلاح شیر یا علاج مرض کی غرض سے وطی زوجہ کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسپر حکم ایلاء جاری نہوگا بلکہ اوسپر حکم قسم جاری ہوگا **امر دوم** مولی (ایلاء کرنیوالا) کے بیان مین پس اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار و ارادہ ہونا صحت ایلاء مین شرط ہی اور غلام کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی خواہ اوسکی زوجہ حرّہ (آزاد) ہو یا کنیز اور اسیطرح کافر ذمّی (یہود و نصاری) اور خصی (خواجہ سرا) کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی اور آیا مجبوب (مقطوع الذکر) کا ایلاء کرنا بھی صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا صحیح اور جائز ہونا اشبہ ہی اور اوس سے عود کرنے مین بجاے وطی عود عاجز پر اکتفا کیجائیگی (یعنے جسطرح کہ مریض عاجز سے بجاے وطی اوسکے قول انی لو قدرت لفعلت پر اکتفا کیجاتی ہی اوسیطرح مجبوب سے بھی اسی قول پر اکتفا کیجائیگی اور اوس سے وطی کرنے کی تکلیف ساقط ہوجائیگی **امر سوم** زن مولی منہا (جس عورت سے کہ ایلاء کیا جائے) کے بیان مین پس اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا اور منکوحہ بالملک نہونا وقوع ایلاء مین شرط ہی اور اسیطرح اوسکا مدخول بہا ہونا بھی شرط ہی اور آیا زن متمتّع بہا (جس عورت سے متعہ ہوا ہو) پر بھی ایلاء واقع ہوتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ واقع نہین ہوتی اور زن حرّہ و مملوکہ دونون سے ایلاء کرنا صحیح ہی اور اسیطرح تعیین مدّت کے لیے حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرنیکا حق زن مولی منہا کو حاصل ہوتا ہی اور اسیطرح انقضائے مدّت کے بعد مطالبۂ فئہ (وطی کیطرف عود کرنا) کا بھی اوسی کو استحقاق ہوگا اگرچہ کنیز ہو اور اوسکے آقا کو تعرض کرنا صحیح نہوگا اور جسطرح کہ زن مسلمہ سے ایلاء کرنا صحیح ہی اسیطرح زن ذمیّہ (یہودیہ و نصرانیہ) سے بھی صحیح ہی **امر چہارم** احکام ایلاء کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ ایلاء مین تحریم بحلف کا مطلق ہونا (غیر مقید ۱۲) (جو تحریم دائمی پر محمول ہوگی) یا مقید بدوام ہونا (جس سے مقتضائے اطلاق کی تاکید ہوتی ہی) یا ایسی مدّت کے ساتھ مقرون ہونا جو چار مہینے سے زائد ہو یا کسی ایسے فعل کیطرف مضاف ہونا جو مدّت تربّص (چار ماہ ۱۲)

یقیناً او غالباً کقوله وهو بالعراق حتی امضی الی الترک و اعود او یقول ما بقیت ولا یقطع لا ربعة اشهر فما دون ولا معلقا بفعل یقتضی قبل هذه یقیناً او غالباً او محتملاً علی السواء و کذا لو قال والله لا وطئتک حتی ادخل هذه الدار لم یکن ایلاء لانه یمکنه التخلص من التکفیر مع الوطی بالدخول وهو مناف للایلاء

(انتظار) کے منقضی ہونے سے قبل یقیناً یا غالباً حاصل نہو (مثلاً کوئی شخص عراق مین موجود ہو اور اپنی زوجہ سے
واللہ لا اجامعک حتی ابیضی لی بلاد الترک و اعود یا واللہ لا اجامعک ما بقیت وغیرہ کہے) اوسکی
قسم بخدا کہ مین تجھسے اوسوقت تک جماع نکرونگا جبتک ... ترک مین جاکر وہان سے آؤن یا قسم بخدا کہ مین تجھسے اوسوقت تک ... جبتک کہ تو باقی ہو
صحت مین شرط ہے اور اگر کوئی شخص تحریم جماع کو چار مہینے یا کم سے ساتھ مقرون کرے تو ایلاء واقع نہوگی
اور اسیطرح اگر اوسکو ایسے فعل پر معلق کرے جو چار مہینے سے قبل یقیناً یا غالباً منقضی ہوجائے یا اوسکے
منقضی ہونے اور نہونے کا مساوی احتمال ہو تب بھی ایلاء منعقد نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
واللہ لا وطئتک حتی ادخل هذه الدار (قسم بخدا کہ مین تجھسے وطی نکرونگا تا اینکہ اس مکان مین داخل ہون)
کہے تو ایلاء واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکو مکان مذکور مین داخل ہونے کے بعد بدون کفارہ وطی کرنا ممکن ہے
اور یہ منافی ایلاء ہے (کیونکہ ایلاء مین چار مہینے کے بعد بدون کفارہ وطی حرام ہوتی ہے علاوہ برین
اس صورت مین اندر چار ماہ تک ترک وطی پر حلف کرنا بھی صادق نہین آتا اسلیے کہ دخول مکان اوسکا امر اختیاری ہے) دوسرا مسئلہ
مدت تربص زن حرہ و کنیز دونون مین چار ماہ ہے خواہ شوہر حر ہو یا مملوک اور مدت مذکورہ حق شوہر ہے اور زوجہ کو
اوس مدت مذکورہ مین وطی کا مطالبہ صحیح نہین ہے لیکن اگر اوسکا شوہر اثنائے مدت مین اوس سے وطی کرنیکا ارادہ کریگا
تو اوسپر کفارہ دینا لازم ہوگا) پس جبکہ چار مہینے منقضی ہوجائینگے تو زوجہ پر انقضائے مدت کے ساتھ
طلاق واقع نہوگی اور اگر انقضائے مدت کے بعد شوہر طلاق نہ دے تو حاکم شرع کو اوسکی زوجہ کا
طلاق دینا صحیح نہوگا اور جبکہ زن مولی منہا حاکم شرع کے پاس مرافعہ کرے تو شوہر کو طلاق دینے اور عود
کرنے مین اختیار ہوگا پس اگر شوہر اوسکو طلاق دے تو اوسکے حق سے خارج ہوجائیگا اور یہ طلاق
علی الاشہر (مشہور کی بناپر) رجعی ہوگی اور اسیطرح اگر عود کرے (یعنے زوجہ سے وطی کرے) تب بھی اوسکے
حق سے خارج ہوجائیگا اور اگر بعد مرافعہ ان دونون امرون (طلاق دینا اور عود کرنا) سے انکار کرے
تو حاکم شرع کو اوسوقت تک اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ وطی اور طلاق مین سے
ایک امر کو اختیار نکریگا اور حاکم کو اوسکا احد الامرین پر بخصوصہ مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے

ولو آلى مدة معينة ودافع بعد المرافعة حتى انقضت المدة سقط حكم الايلاء ولم تلزمه الكفارة مع الوطء ولو اسقطت حقها من المطالبة لم تسقط المطالبة لانه حق يتجدد فيسقط بالعفو ما كان لا ما يتجدد فروع الاول لو اختلفا في انقضاء المدة فالقول قول من يدعي بقاءها ولو اختلفا في زمان ايقاع الايلاء فالقول قول من يدعي تأخره الثاني اذا انقضت مدة التربص وهناك ما يمنع من الوطء كالحيض او المرض لم يكن لها المطالبة لظهور عذره في التخلف ولو قيل لها المطالبة بفئة العاجز عن الوطء كان حسنا ولو تجددت اعذارها في اثناء المدة قال في المبسوط تنقطع الاستدامة عدا الحيض وفيه تردد ولا تنقطع المدة باعذار الرجل ابتداء كانت او اعتراضا

تا مدتِ معینہ ایلاء کرے اور مرافعہ کے بعد بیان تک مدافعت کرے کہ وہ مدت منقضی ہوجائے تو حکم ایلاء ساقط ہوجائیگا (اگرچہ بوجہ مدافعت گنہگار رہیگا) اور اوسپر وطی کے ساتھ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اگر عورت کچھ زمانہ تک اپنے حق مطالبہ کو ساقط کردے تو اصل مطالبہ ساقط نہوگا اسلیے کہ یہ ایسا حق ہو جو حادث ہوتا رہتا ہی پس اوسکے عفو کرنے سے فقط وہ حق ساقط ہوگا جو گذر چکا ہو اور جو وقتاً فوقتاً حادث ہوتا ہو وہ ساقط نہوگا اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اوّل** اگر زن و مرد انقضائے مدت مین اختلاف کرین (باین معنی کہ عورت انقضائے مدت کی مدعی ہو اور مرد اوسکے بقاء کا دعوی کرے) تو اون دونون مین سے اوس شخص کا قول مقبول ہوگا جو اوسکے باقی رہنے کا دعوی کرے اسلیے کہ اصل عدم انقضا ہو اور اسیطرح اگر وہ دونون ایقاع ایلاء کے زمانہ مین اختلاف کرین تو اوس شخص کا قول معتبر ہوگا جو تاخر زمان کا مدعی ہو **دوم** اگر مدتِ تربص منقضی ہوجائے اور وطی شوہر سے کوئی مانع موجود ہو (جیسے عورت کا حائض یا مریض ہونا) تو عورت کو تا زوال مانع اوس سے وطی کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا عذر واضح ہو اور اگر قائل ہون کہ اس صورت مین عورت کو مرد سے فئہ عاجز (عاجز کا رجوع کرنا جیسے بوسہ لینا یا لمس کرنا) کا مطالبہ صحیح ہو تو خوب ہو اور اگر عورت کے اعذار اثنائے مدت مین حادث ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ حیض کے علاوہ باقی اعذار سے استدامت (استمرار) مدت منقطع ہوجائیگی (یعنی عورت کے اعذار کا زمانہ مدتِ تربص مین محسوب نہوگا) اسلیے کہ مطالبۂ فئہ عورت کا حق ہو اور اعذار بھی اوسی کی طرف سے حادث ہوئے ہین اور مدتِ تربص مرد کا حق ہو لہذا عورت کے وہ اعذار مدتِ تربص مین محسوب نہونگے جن مین مرد کو رجوع کرنے پر قدرت نہین ہو اور اس قول مین تردد ہو اسلیے کہ فئہ عاجز کے مطالبہ کا کوئی مانع نہین ہو لہذا اعذار مذکورہ کو مدتِ تربص مین محسوب ہونا چاہیے اور مرد کے اعذار سے مدت تربص منقطع نہوگی خواہ وہ اعذار ابتدائی ہون یا اثنائے مدت مین عارض ہوئے ہون (اور خواہ اعذار شرعیہ ہون جیسے صوم اور احرام یا حسیہ ہون جیسے جنون اور دیگر اسقام) اور اسیطرح مرد کے اعذار مدت تربص کی انتہا مین مانع مواقفت

انتهى ولو منعه من المواقفة

(زن و مرد کا مجلس خصومت مین کھڑا ہونا) بھی ہونگے) **سوم** اگر شوہر کو تعیین مدّت کے بعد جنون عارض ہو تو مدّت تربص کا اوسپر احتساب کیا جائیگا اگرچہ وہ مجنون ہو پس اگر مدّتِ تربص منقضی ہو جائے اور اوسکا جنون باقی رہے تو تا حصول افاقہ تربص کیا جائیگا اسلیے کہ وہ مرفوع القلم ہی (ہان اگر اوسکا عذر رافع تکلیف نہو تو عورت کو اوس سے فئہ عاجز کا مطالبہ صحیح ہوگا) **چہارم** جبکہ مدّتِ تربص منقضی ہو جائے اور شوہر محرم ہو تو اوسکو فئہ معذور (صاحبِ عذر) کا الزام دیا جائیگا اور اسیطرح اگر ختم تربص کے وقت صائم ہو (اور صوم کا افطار کرنا جائز نہو) تب بھی اوسکو فئہ معذور کا الزام دینا صحیح ہوگا اور اگر حالت صوم مین وطی کرلے تو ادائے فئہ مین کافی ہوگا اگرچہ گنہگار ہوگا اور اسیطرح ہر وطی محرم (جیسے حالتِ حیض یا صوم واجب مین وطی کرنا) کا بھی یہی حکم ہی **پنجم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے بعد ازان اوسی سے ایلار کرے تو دونون امر صحیح ہونگے اور مدّتِ ظہار کے بعد مجلس خصومت مین کھڑا کیا جائیگا پس اگر زوجہ کو طلاق دے تو اوسکے حق سے بری اور حکم ظہار و ایلار سے خارج ہو جائیگا اور اگر انکار کرے تو اوسکو کفارہ اور وطی کا الزام دیا جائیگا اسلیے کہ اوسنے اپنا حق تربّص بوجہ ظہار ساقط کر دیا پس اگر کفّارۂ ظہار کے بعد اوس سے وطی کریگا تو اوسپر کفارۂ ایلار واجب ہوگا **ششم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلار کرے بعد ازان مرتد ہو جائے (اور ارتداد فطری نہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مدّت تربّص مین ردّہ کا زمانہ محسوب نکیا جائیگا اسلیے کہ منع وطی کا سبب ارتداد ہی نہ ایلار لکن زمانہ ردّہ کا مدّت تربّص مین محسوب ہونا بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ اوسکو ازالۂ مانع کے بعد وطی کرنے پر تمکّن حاصل ہی **تیسرا مسئلہ** جبکہ مولے (ایلار کرنے والا) اپنی زوجہ معلی منہا (جس عورت سے ایلا ہوئی ہی) سے مدّت تربّص مین وطی کرے تو اوسپر اجماعًا کفّارہ لازم ہوگا اور اگر مدّتِ تربّص کے بعد ایسے زمانہ مین وطی کرے جسکو اوسکا حلف شامل ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسپر کفّارہ لازم نہوگا اور خلاف مین فرمایا ہی کہ لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ اوسپر کفارہ کا لازم ہونا بوجہ وطی نہین ہی بلکہ مخالفت حلف کیوجہ سے ہی جو اس صورت مین مفروض ہی

الثالث اذا جن بعد ضرب المدة احتسبت عليه وان كان مجنونا فان انقضت المدة والجنون باق تربص به حتى يفيق الرابع اذا انقضت المدة وهو محرم

الثالث اذا وطئ في مدة التربص لزمته الكفارة اجماعا ولو وطئ بعد المدة قال في المبسوط لا كفارة وفي الخلاف تلزمه وهو اشبه

الرابعة اذا وطي المولى ساهيا او مجنونا او اشتبهت بغيرها من حلائله قال الشيخ يبطل حكم الايلاء لتحقق الاصابة ولم تجب الكفارة لعدم الحنث الخامسة اذا ادعى الاصابة فانكرت فالقول قوله مع يمينه لتعذر البيّنة السادسة قال في المبسوط المدة المضروبة بعد الترافع لا من حين الايلاء وفيه تردد السابعة اذا ترافع الذميان الى الحاكم كان الحاكم بالخيار بين الحكم بينهما وبين ردهما الى اهل نحلتهما الثامنة فئة القادر غيبوبة الحشفة في القبل وفئة العاجز اظهار العزم على الوطي مع القدرة ولو طلب الامهال مع القدرة امهل ما جرت العادة به كتوقع خفة المأكول او الاكل ان كان جائعا او الراحة ان كان متعبا التاسعة اذا آلى من الامة ثم اشتراها واعتقها وتزوجها لم يعد الايلاء وكذا لو آلى العبد من الحرة ثم اشترته واعتقته وتزوج بها العاشرة اذا قال لاربع

چوتھا مسئلہ جبکہ مُولی اپنی زوجہ مولی منہا سے سہوًا یا حالت جنون مین وطی کرے یا وہ اوسکے باقی حلائل کے ساتھ مشتبہ ہو جائے (یعنے اوس سے وطی بالشبہ واقع ہو جائے) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ تحقق وطی کیوجہ سے حکم ایلاء باطل ہو جائیگا اور اوسپر کفّارہ لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے قسم کی مخالفت نہین کی **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص مولی اصابت (مقاربت) کا مدّعی ہو اور عورت اسکا انکار کرے تو مولی کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وقوع وطی پر بیّنہ کا قائم کرنا متعذر ہے **چھٹا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ مدّت تربّص کا وقت مرافعہ سے حساب کیا جائیگا اور وقت ایلاء سے نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہو **ساتوان مسئلہ** جبکہ زن ذمیّہ (نصرانیہ و یہودیہ) و مرد ذمّی (نصرانی و یہودی) حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرین تو اوسکو بمقتضائے شرع حکم کرنے اور اونکے اہل نحلہ کیطرف رد کرنے مین اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** فئہ قادر (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے غیبوبت حشفہ فی القبل (حشفہ کا فرج زن مین غائب ہونا) مراد ہو اور فئہ عاجز (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے عزم علی الوطی کا حالت قدرت مین ظاہر کرنا مراد ہو اور اگر کوئی شخص جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور کسی عذر کیوجہ سے مہلت کا طالب ہو تو اوسوقت تک اوسکو مہلت دیجائیگی جسوقت تک کہ عرفًا اور عادةً وہ عذر برطرف ہو جاتا ہو مثلاً اگر شبعان (شکم سیر) ہو تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی جبتک کہ اوس سے گرانی غذا زائل و خفت حاصل ہو اور اگر گرسنہ ہو تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی کہ وہ کھانے سے فارغ ہو اور اگر متعب (تھکا ہوا) ہو تو تا حصول راحت مہلت دیجائیگی و علی ہذا القیاس **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو خرید کرلے پھر آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تو حکم ایلاء عود نکریگا اور اسیطرح اگر کوئی غلام اپنی زوجہ حرّہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوس غلام کو زن مذکورہ خرید کرلے اور آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تب بھی حکم ایلاء عود نکریگا **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے کہے

واللہ لا وطئتکن (قسم بخدا کہ مین تمسے وطی نکرونگا) تو وہ شخص فی الحال مولی (ایلاء کرنے والا) نہوگا اور اوسکو اون چارون مین سے تین عورتون کی وطی جائز ہوگی اور زن چہارم کی وطی مخصوص بتحریم ہوگی اور ایلاء ثابت ہوگی اور اوسکو مرافعہ کرنا جائز ہوگا اور بعد مرافعہ اوسکے لیے مدت کی تعیین کیجائیگی اور انقضائے مدت کے بعد[یعنی زن چہارم کو ۱۲] شوہر کو مجلس خصومت مین قائم کریگی اور اگر اونمین سے کوئی عورت قبل وطی مرجائے تو حکم یمین (حلف) برطرف ہوجائیگا اسلیے کہ اوسکی مخالفت[یعنی قسم کی مخالفت ۱۲] وقت تک متحقق نہوگی جبتک کہ کل ازواج سے وطی واقع نہو اور حق میت مین وطی[جبر] کا حصول متعذر ہے اسلیے کہ وطی میت کا کوئی حکم نہین ہے اور اگر زنہائے مذکورہ مین سے ایک یا دو یا تین عورتون کو طلاق دے تو تعذر وطی کا حکم جاری نہوگا اسلیے کہ حکم یمین اسمقام پر باقی عورتون مین باقی ہے کیونکہ وطی مطلقات (جن عورتون کو طلاق ہوئی ہو) ممکن ہے اگرچہ بالشبہ ہو اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے ایک کے ساتھ وطی نکرونگا) تو کل ازواج سے ایلاء متعلق ہوگی اور اون سب کے لیے عاجلاً مدت تربص مقرر کیجائیگی پس اگر اونمین سے ایک زوجہ کے ساتھ وطی کریگا تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اور باقی ازواج سے حکم یمین برطرف ہوجائیگا اور اگر اونمین سے ایک یا دو یا تین عورتون کو طلاق دیگا تو باقی عورتون مین حکم ایلاء باقی رہیگا اور اگر اس صورت مین شخص مولی بیان کرے کہ مین نے اونمین سے واحدہ معینہ کا ارادہ کیا تھا تو اوسکا قول تسلیم نہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت سے پھر جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت کل واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے ہر ایک کے ساتھ وطی نکرونگا) تو ہر ایک زوجہ سے ایلاء متعلق ہوگی جسطرح کہ ہر ایک زوجہ سے علیحدہ علیحدہ ایلاء متعلق ہوتی ہے اور اونمین سے جس عورت کو طلاق دیگا اوسکے حق سے بری ہوجائیگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم یمین برطرف نہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے کسی ایک کے ساتھ وطی کریگا تو اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم ایلاء باقی رہیگا گیارھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص مطلقہ رجعیہ سے ایلاء کرے تو صحیح ہوگا

اور عدّہ کا زمانہ مدت تربّص مین محسوب ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو طلاق رجعی دے اور مراجعت کرے تب بھی عدّہ کا زمانہ مدت تربّص مین محسوب ہوگا **بارھوان مسئلہ** تکرار یمین سے اتحاد زمان کی صورت مین کفّارہ کی تکرار نہوگی خواہ قصد تاکید کیا جائے یا نکیا جائے یا دوم سے اوّل کے مغائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک واللہ لا وطیتک یا ان دونون کے بعد لفظ ابداً یا لفظ خمسۃ اشہر کو زائد کرے) ہان اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک خمسۃ اشہر فاذا انقضت فواللہ لا وطیتک سنۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے پانچ مہینے تک وطی نکرونگا پس جبکہ وہ منقضی ہوجائینگے تو قسم بخدا کہ مین تجھسے ایک سال تک وطی نکرونگا) تو یہ دو ایلاء مین شمار کیجائینگی اسلیے کہ دونون کا تعلق ایک زمانہ سے نہین ہوا اور زن مذکورہ کو بعد یمین مدت تربّص کی تعیین کے لیے مرافعہ کرنیکا اختیار رہوگا اور اگر بعد مرافعہ اوسکا شوہر مدافعت کرے تا اینکہ پانچ مہینے منقضی ہوجائین تو یمین اوّل کا حکم برطرف ہوجائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بعد ازین ایلائے ثانی کا وقت داخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائے ثانی کا باطل ہونا بوجہ نہین ہے اسلیے کہ وہ صفت پر معلق ہو **تیرھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا اصبتک سنۃ الا مرۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے ایک سال مین ایکدفعہ کے سوا وطی نکرونگا) تو فی الحال وہ مولی (ایلاء کرنیوالا) نہوگا اسلیے کہ ایکدفعہ کی وطی کو اوسنے مستثنی کرلیا ہے پس اوسکو بدون کفّارہ وطی کرنا جائز ہو اور اگر وطی کریگا تو ایلاء صحیح ہوگی بعد ازان نظر کیجائیگی پس اگر انقضائے سال مین چار مہینے سے زائد زمانہ باقی رہے تو اوسی روز (یعنے روز وطی سے) سے ایلاء صحیح اور عورت کو اوسکا مجلس خصومت مین قائم کرنا جائز ہوگا اور اگر ختم سال مین چار مہینے یا کم زمانہ باقی رہے تو حکم ایلاء باطل ہوگا۔

کتاب اللعان

(زن وشوہر کا بطور خاص مباہلہ کرنا (باہم بددعا کرنا)) اس کتاب مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان لعان کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اوّل سبب لعان** کے بیان مین اور وہ دو ہین **پہلا سبب قذف**

(زناکی نسبت دینا) ہو اور ترتیب پر لعان اوسوقت مترتب ہوتا ہو کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ محصنہ (جو عفیفہ ہو اور مشہور بزنا نہو) اور مدخول بہا کو (جس عورت سے دخول واقع ہوا ہو) قبلًا یا دبرًا زناکی نسبت دے اور مشاہدہ کا مدعی ہو اور بینہ نہ رکھتا ہو پس اگر کوئی شخص کسی زن اجنبیہ کو زناکی نسبت دے تو اوس شخص پر حدِّ قذف کا جاری کرنا متعین ہوگا اور لعان نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زناکی نسبت دے اور مدعی مشاہدہ نہو تو اوسپر بھی حدِ قذف جاری ہوگی اور لعان نہوگی اور اگر اوسکے پاس بینہ موجود ہو تو لعان اور حد دونون نہونگی اوسیطرح اگر زن مقذوفہ (جسکو زناکی نسبت دیگئی ہو) مشہور بزنا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اشتراطِ مشاہدہ پر متفرع ہوتا ہو کہ حق اعمی (نابینا) مین قذف کیوجہ سے لعان ساقط اسلیے کہ مشاہدہ متعذر ہو اور اوسکے حق مین فقط نفی ولد کیوجہ سے لعان ثابت ہوگی اور اگر قاذف (زناکی نسبت دینے والا) کے پاس بینہ موجود ہو اور اوس سے لعان کی طرف عدول کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ آیہ کریمہ مین عدم بینہ کی شرط ہوئی ہو اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زناکی نسبت دے اور اوسکو ما قبل نکاح کی طرف منسوب کرے تو اوسپر حد کا جاری کرنا لازم ہوگا اور آیا اوسکو بوجہ لعان حد کے ساقط کرنے کا اختیار ہوگا یا نہین شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ اوسکو لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسنے زناکو ایسے زمانہ کیطرف منسوب کیا ہو جسمین اوسکے ساتھ لعان کرنا مشروع نتھا پس اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے جسوقت اوسکو نسبت دی ہو اوسوقت مین لعان کرنا مشروع ہو پس اسی کا اعتبار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور کسی عورت کا بوجہ شبہ قذف کرنا جائز نہین ہو اور اسیطرح اگر ظن غالب حاصل ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ کسی ثقہ نے اوسکو خبر دی ہو یا یہ امر حد شیاع کو پہونچا ہو کہ فلان شخص نے اوسکے ساتھ زنا کی ہو اور جبکہ کوئی شخص عورت کا عدۂ رجعیہ مین قذف کرے تو اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ بحکم زوجہ ہو اور اوسکو مطلقۂ ثانیہ سے لعان کرنا

وكذا لو كانت مشهورة بالزنا ولا حد ولا لعان ولو كان له بينة ولو لم يدع المشاهدة الزوجة ولو قذف الاجنبية لعان فالحد ولو قذف زوجته ولم يدع المشاهدة حد ولو عدم البينة ولو ادعى المشاهدة وهي المحصنة المدخول بها بالزنا قبلا او دبرا ثم اللعان في قذف الزوجة

ويتفرع على اشتراط المشاهدة سقوط اللعان في حق الاعمى بالقذف لتعذر المشاهدة منه ويثبت في حقه بنفي الولد ولو كان للقاذف بينة فعدل الى اللعان قال في الخلاف يصح وقال في المبسوط لا يصح لاشتراط عدم البينة في الآية وهو الاشبه ولو قذفها بزنا اضافه الى ما قبل النكاح لزمه الحد وهل له اسقاطه باللعان قال في الخلاف لا وقال في المبسوط نعم اعتبارا بحال القذف وهو اشبه بالمذهب ولا يجوز قذفها مع الشبهة ولا مع غلبة الظن وان اخبره الثقة او شاع ان فلانا زنى بها واذا قذف في العدة الرجعية كان له اللعان *

صحیح نہین ہو پس صورت قذف مین اوسپر حد ثابت ہوگی اگرچہ اوسکو زمان زوجیت کی طرف منسوب کرے
اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا سحق کے ساتھ قذف کرے تو لعان ثابت نہوگی اگرچہ مشاہدہ کا مدعی ہو اور
اوسپر حد ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ مجنونہ کا قذف کریگا تو حد ثابت ہوگی لکن اوس وقت تک اوسپر
قائم نکی جائیگی جبتک کہ زن مذکورہ حالت صحت مین اوسکا مطالبہ نکرے پس اگر بعد افاقہ مطالبہ کرے
تو شوہر کو اسقاط حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور جبتک کہ زن مجنونہ زندہ ہو اوس وقت تک اوسکے ولی کو
قاذف پر حد کے جاری کرانیکا مطالبہ صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز کا قذف کرے تو
آقائے کنیز کو اوسکے شوہر سے اوسوقت تک تعزیر کا مطالبہ صحیح نہوگا جبتک کہ وہ زن ہو پس اگر کنیز مذکورہ
مر جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکے آقا کو تعزیر کا مطالبہ صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہی دوسرا سبب
انکار ولد ہو اور انکار ولد سے لعان اوسوقت ثابت ہوتی ہی جبکہ وہ وقت وطی سے چھ مہینے یا زائد
کے بعد پیدا ہوتا و قتیکہ اقصائے حمل سے تجاوز نکرے اور اوسکی ماں موطوئہ بعقد دائم ہو اور اگر کوئی
مولود تمام وطی شوہر سے چھ مہینے گذرنے کے قبل پیدا ہو تو اوس سے ملحق نہوگا اور بغیر لعان منتفی ہو جائیگا لکن اگر
زن و شوہر دخول کے بعد مدت حمل مین اختلاف کرین (شوہر کہے کہ یہ مولود وقت دخول سے چھ مہینے
گذرنے کے قبل یا اقصائے حمل کے بعد پیدا ہوا ہی اور عورت مدعی ہو کہ وہ چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے
قبل پیدا ہوا ہی) تو لعان کرینگے اور مولود کا الحاق اوسوقت صحیح ہوگا جبکہ وطی ممکن ہو اور شوہر وطی پر
قادر ہو پس اگر کوئی ایسا طفل اپنی زوجہ سے دخول کرے جسکا سن نو سال سے کم ہو تو مولود اوس سے
ملحق نہوگا (اگرچہ وقت وطی سے چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے قبل ولادت ہو) اور اگر طفل مذکور دہ سالہ ہو
تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے کہ اوسکے حق مین تحقق بلوغ ممکن ہو اگرچہ ایسا اتفاق شاذ و نادر ہوتا ہی
اور اگر طفل دہ سالہ مولود کا انکار کرے تو اوسکا لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جبتک اوسکا بلوغ ثابت نہو
اوسوقت تک اوسکی لعان کے واسطے کوئی حکم نہیں ہی اور اوس سے مولود کا احتمال بلوغ کی بنا پر ملحق کرنا

انکار الولد فتثبت اللعان بانکار الولد متی وضعته لستة اشهر فصاعدا من حین وطئها

تحقق بلوغ کو مقتضی نہین ہی ہان لعان مین تاخیر کیجائیگی پس اگر بعد بلوغ و رشد بھی اوسکا انکار کریگا تو اوسکا لعان کرنا صحیح ہوگا اور اگر طفل مذکور (دہ سالہ) قبل بلوغ یا بعد بلوغ اور قبل انکار وفات پائے تو مولود اوس سے ملحق رہیگا (اور قبل بلوغ کے انکار کا اعتبار نکیا جائیگا) اور اوسکی زوجہ اور مولود دونون اوسکے وارث ہونگے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے از راہ دبر وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے کہ قطرات منی کا اوسکی قبل مین پہونچ جانا ممکن ہی اگرچہ وطی دوسری راہ سے واقع ہوا و خصّی مجبوب (وہ خواجہ سرا جو مقطوع الذکر ہو) سے مولود کا الحاق نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ بواسطہ مساحقت مولود کے حاصل ہونیکا احتمال باقی رہتا ہی اگرچہ ابعد ہی اور خصّی (خواجہ سرا) کا مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اسطرح مجبوب (مقطوع الذکر) کا بھی مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور ان دونون (خصّی و مجبوب) مین سے کسی کا مولود بدون لعان منتفی نہوگا اسلیے کہ مولود کا بواسطہ مساحقت وغیرہ حاصل ہونا محتمل ہی اگرچہ یہ احتمال بعید ہی اور جبکہ کسی عورت کا شوہر ولادت کیوقت حاضر ہو اور باوجود ارتفاع اعذار کے مولود کا انکار نکرے تو اوسکو بعد ازان مولود کا انکار کرنا صحیح نہوگا ہان اگر بعد ولادت اوسکے انکار مین اوسیقدر تاخیر کرے جسقدر کی کہ عادت جاری ہی (جیسے حاکم کے پاس جانا) تو صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو مولود کے انکار کرنے کا اوسوقت تک اختیار رہیگا جبتک کہ اوسکا اقرار نکرے تو خوب ہو اور اگر کوئی شخص نفی حمل مین تا وقت ولادت سکوت کرے تو وضع حمل کے بعد اوسکو دونون قولون کی بنا پر اختیار نفی باقی رہیگا اسلیے کہ اوسکے حق مین حمل کا قبل وضع مجہول ہونا اور اوسکے حمل یا ریح ہونیمین اوسکا متردد ہونا اور اسی تردد کا منشاء توقف و سکوت ہونا محتمل ہی اور اگر کوئی شخص مولود کا صریحاً اقرار کرے تو بعد ازان اوسکا انکار کرنا جائز اور صحیح نہوگا اور اسطرح اگر اوسکا بفحوائے کلام اقرار کرے مثلاً کوئی شخص اوسکو مولود کی بشارت دے اور وہ ایسے کلام کے ساتھ جواب دے جو اوسکی رضا پر متضمن ہو (مثلاً کوئی شخص اوس سے کہے بارک اللہ لک فی مولودک اور وہ اوسکے جواب مین کہے آمین یا انشاء اللہ تعالی) تب بھی اوسکا انکار کرنا صحیح نہوگا

لکن اگر اوسکے جواب مین کہے بارك الله فيك يا احسن الله اليك تو اقرار نہوگا اسلیے کہ یہ جواب متضمن رضا نہین ہی اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دخول کا انکار کرے اور اوسکی زوجہ مدّعی دخول ہو اور مطلق مذکور سے اپنے حاملہ ہونیکا دعوی کرے پس اگر زنِ مذکورہ اوسکے ارخاء ستر (پردہ چھوڑنا) پر بیّنہ قائم کرے تو مطلق مذکور کو اوس سے لعان کرنا صحیح ہوگا اور مہر کامل کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر زنِ مذکورہ بیّنہ قائم نکریگی تو مطلق کو نصف مہر کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور لعان کرنا صحیح نہوگا اور زنِ مذکورہ پر سو کوڑون کے ساتھ حد جاری کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ لعان اوسوقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ دخول (جس سے وطی کرنا مراد ہی) ثابت نہو اور محض ارخاء ستر کا ثابت ہونا کافی نہین ہی اور مطلق پر حد بھی جاری نکیجائیگی اسلیے کہ اوسنے زنِ مذکورہ کا قذف نہین کیا بلکہ فقط اپنے دخول کا انکار کیا ہی اور اسیطرح اوسنے ایسے مولود کا انکار نہین کیا جسکا اقرار کرنا اوسپر لازم ہو اور شاید کہ یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف اور مولود کا انکار کرے اور بیّنہ قائم کردے تو شخص مذکور سے حد ساقط ہوگی لکن وہ مولود اوس سے بدونِ لعان منتفی نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے بعد ازان زنِ مذکورہ سے ایسے وقت مین ولادت ہو کہ مطلق سے مولود کا علی الظاہر ملحق کرنا صحیح ہو تو وہ مولود اوس سے بدونِ لعان منتفی نہوگا اور اگر زنِ مذکورہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرلے بعد ازان شوہر ثانی کے دخول کرنے سے چھ مہینے قبل اور شوہر اول کے دخول کرنے سے نو مہینے یا کم کے بعد ولادت ہو تو وہ مولود شوہر اول سے ملحق ہوگا اور بدون لعان منتفی نہوگا

رکن دوم ملاعن (لعان کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل ہونا صحت لعان مین شرط ہی اور آیا کافر کی لعان صحیح ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ان دونون مین اشہر یہ ہی کہ صحیح ہی اور اسیطرح مملوک کی لعان بھی مشہور کی بنا پر صحیح ہی اور اخرس (گونگا) کی لعان بھی صحیح ہی

اما لو قال مجيبا بارك الله فيك او احسن الله اليك لم يكن اقرارا وإذا طلق الرجل وانكر الدخول وادعت انها حامل منه فاقامت بينة انه ارخى الستر لاعنها وحرمت وكان عليه المهر فان لم تقم بينة كان عليه نصف المهر ولا لعان وعليها الحد وقيل لا يثبت اللعان ما لم يثبت الدخول وهو الوطي ولا يكفي ارخاء الستر ولا يتوجه عليه الحد لانه لم يقذف ولا انكر ولدا يلزمه الاقرار به ولعل هذا اشبه ولو قذف امرأته ونفى الولد واقام بينة سقط الحد ولم ينتف الولد الا باللعان ولو طلقها بائنا فاتت بولد يلحق به في الظاهر لم ينتف الولد الا باللعان ولو تزوجت واتت بولد لدون ستة اشهر من دخول الثاني ولتسعة اشهر فما دون من فراق الاول لم ينتف عنه الا باللعان

الركن الثاني في الملاعن ويعتبر ان يكون بالغا عاقلا وفي لعان الكافر روايتان اشهرهما انه يصح وكذا القول في المملوك ويصح لعان الاخرس

بشرطیکہ ایسا اشارہ کرے جو قذف پر دلالت کرتا ہو جسطرح کہ اوسکا اقرار اور طلاق صحیح ہو اور بعض علمائنے
اوسکے لعان کے صحیح ہونے مین توقف کیا ہو اسلیے کہ اشارہ سے ایقاع لعان کا معلوم ہونا متعذر ہو
اور یہ ضعیف ہو کیونکہ لعان کا حال اقرار بالقتل (جسکا ثبوت اوسکے اشارہ سے ہوتا ہی) کے حال سے زائد نہین ہو
ہان اوسکی لعان بدون نطق واشارۂ معقولہ (جس سے قذفِ زوجہ مفہوم ہو) صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص
اپنی زوجۂ مجنونہ کے مولود کی نفی کریگا تو اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا ہان اگر بعد افاقہ لعان کیگی
تو صحیح ہوگی اور مولود منتفی ہوگا والا نسب ثابت ہوگا اور زوجیت باقی رہیگی اور اگر کوئی شخص ولد شبہہ کا
انکار کرے تو منتفی ہوگا اور لعان ثابت نہوگی اور جبکہ شوہر کو الحاق کے کل شروط یا بعض کے متحقق
ہونے کیوجہ سے انتفاء حمل کا علم حاصل ہو تو مولود کا انکار کرنا لازم ہوگا اور لعان واجب ہوگی تاکہ
اوسکے نسب سے وہ شخص ملحق نہوجائے جو اوس سے خارج ہو اور کسی شبہہ کیوجہ سے انکار مولود جائز
نہین ہو اور اسیطرح اگر مولود کے منتفی ہونیکا ظن حاصل ہو تب بھی اوسکا انکار جائز نہوگا اور اسیطرح اگر صفات
مولود و واطی مین مخالفت ہو تب بھی یہی حکم ہوگا رکن سیوم زن ملاعنہ (جس عورت سے لعان کیا جائے)
کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل ہونا اور صمم (بہرا ہونا) و خرس (گونگا ہونا) سے سالم ہونا صحت لعان مین
شرط ہو اور اسیطرح اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا بھی صحت لعان مین شرط ہو اور آیا مشروعیت لعان مین اوسکا
مدخول بہا ہونا شرط ہو یا نہین اسمین خلاف ہو اور روایت مین وارد ہوا ہو کہ غیر مدخول بہا کی لعان صحیح نہین ہو
اور بعض علما رقائل بجواز ہوئے ہین اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ صورت قذف مین غیر مدخول بہا کی لعان
صحیح ہوگی اور نفی ولد کی صورت مین صحیح نہوگی اور حرا در مملوکہ مین بھی لعان ثابت ہوتی ہو اور ایک
روایت مین اسکی ممانعت وارد ہوئی ہو اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ مابین حرہ و مملوکہ نفی ولد مین لعان ثابت ہوگی اور
صورت قذف مین ثابت نہوگی اور زن حاملہ کی لعان بھی صحیح ہو لیکن صورت اقرار مین تا وضع حمل اوسپر حد جاری
نکیجائیگی اور کوئی کنیز محض ملک کیوجہ سے فراش نہوگی (یعنی اوسکا مولود اوسکے آقا سے بدون اقرار ملحق نکیا جائیگا)

وهل تصير الامة فراشا بالوطي فيه روايتان اظهرهما انها ليست فراشا ولا يلحق الولد الا باقراره ولو اعترف بوطئها ولو نفاه لم يفتقر الى لعان الرابع في كيفية اللعان ولا بد ان يكون عند الحاكم او من نصبه لذلك ولو تراضيا برجل من العامة فلاعن بينهما جاز ويثبت حكم اللعان بنفس حكمه وقيل يعتبر رضاهما بعد الحكم وصورة اللعان ان يشهد الرجل بالله اربع مرات انه لمن الصادقين فيما رماها به ثم يقول عليه لعنة الله ان كان من الكاذبين ثم تشهد المرأة اربع مرات بالله انه لمن الكاذبين فيما رماها به ثم تقول ان غضب الله عليها ان كان من الصادقين ويشتمل اللعان على واجب ومندوب فالواجب التلفظ بالشهادة على الوجه المذكور وان يكون الرجل

اور اگر تحقق وطی کے بعد فراش ہوگی یا نہیں یعنی دو قسم کی روایتیں وارد ہوئی ہیں اور ان دونوں میں اظہر یہ ہے کہ فراش نہ ہوگی اور اوسکا مولود بدون اقرار اوسکے آقا سے ملحق نہ ہوگا اگرچہ اوس سے وطی کرنیکا اعتراف کرے اور اگر اوسکی نفی کریگا تو منتفی ہوجائیگا اور لعان کی حاجت نہ ہوگی **رکن چہارم** کیفیت لعان کے بیان میں اور لعان کا حاکم شرع (امام علیہ السلام) یا اوس شخص کے پاس واقع ہونا اوسکی صحت میں شرط ہے جسکو اونہوں نے اسلیے منصوب کیا ہو اور اگر حضور امام علیہ السلام کے زمانہ میں زن و شوہر کسی مرد عامی (وہ فقیہ مجتہد جسکو امام علیہ السلام نے منصوب نکیا ہو) پر رضی ہوجائیں اور وہ اون دونوں میں لعان کو واقع کرے تو جائز ہوگا اور محض اوسکے حکم سے لعان ثابت ہوگی (جسطرح کہ حکم امام علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہے) اور اوسکے بعد (یعنی مرد عامی کے) اون دونوں کی رضا کا اعتبار نکیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ بعد حکم اونکی رضا کا بھی اعتبار کیا جائیگا اور کیفیت لعان یہ ہے کہ حکم حاکم سے اولاً مرد اوس امر میں اپنے راستگو ہونے کی چار مرتبہ شہادت دے جسکو اوسنے اپنی زوجہ کیطرف منسوب کیا ہے جسکی صورت یہ ہے اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا (میں حقتعالی کو شاہد کرتا ہوں کہ میں اس عورت کے منسوب بزنا کرنے میں از جملہ صادقین ہوں) اور جبکہ مرد شہادت کو چار دفعہ ادا کر چکے تو پانچویں مرتبہ صیغہ لعن کو جاری کرے جسکی صورت یہ ہے ان لعنۃ اللہ علی ان کنت من الکاذبین (اگر میں منجملہ کاذبین ہوں تو مجھپر لعنت خدا ہو) بعد ازاں عورت اپنے شوہر کے اوس امر میں دروغگو ہونے کی چار مرتبہ شہادت دے جسکو اوسکی طرف منسوب کیا ہے جسکی صورت یہ ہے اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا (میں حقتعالی کو شاہد کرتی ہوں کہ یہ شخص میرے منسوب بزنا کرنے میں از جملہ کاذبین ہے) اور جبکہ عورت شہادت کو چار دفعہ ادا کر چکے تو پانچویں مرتبہ صیغہ غضب کو جاری کرے جسکی صورت یہ ہے ان غضب اللہ علی ان کان من الصادقین (اگر یہ شخص از جملہ صادقین ہو تو مجھپر غضب خدا نازل ہو) اور جاننا چاہیے کہ لعان مشتمل ہے اوپر چھ امر واجب ہیں اول شہادت کا بروجہ مذکور تلفظ کرنا دوم مرد کا اپنے

قائما عند التلفظ وكذا المرأة وقيل يكونا جميعا قائمين بين يدي الحاكم وان يبدأ الرجل بالتلفظ على الترتيب المذكور وبعده المرأة وان يعينها بما يزيل الاحتمال كذكر اسمها واسم ابيها او صفاتها المميزة لها عن غيرها

تلفظ کیوقت قائم رہنا (یعنے جسوقت کہ الفاظ پنجگانہ کے ساتھ تلفظ کرے اوسوقت قائم رہے) اور عورت کا بھی یہی حکم ہے (یعنی عورت کا بھی اپنے تلفظ کیوقت قائم رہنا لازم ہے) اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اون دونون کا حاکم شرع کے سامنے ہر ایک کے تلفظ کی حالت مین قائم رہنا لازم ہے **سوم** مرد کا ترتیب مذکور کے موافق ابتداء بتلفظ کرنا بعد ازان عورت کا تلفظ کرنا پس اگر لعان کے واقع کرنے مین عورت ابتداء کریگی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ عورت کا ابتداء کرنا طریق منصوص کے خلاف ہے **چہارم** مرد کا زن ملاعنہ کو اسطرح معین کرنا کہ احتمال خلاف باقی نہ رہے جیسے اوسکے نام کا مع ولدیت ذکر کرنا یا اوسکے اون اوصاف کا بیان کرنا جو اوسکو باقی از [illegible] کردین **پنجم** زن و مرد کا الفاظ پنجگانہ کو زبان عربی مین واقع کرنا بشرطیکہ اوسپر قدرت رکھتے ہون و در صورت تعذر دوسری زبان مین ادا کرنا بھی جائز ہے اور جبکہ حاکم شرع کو اوس لغت کی معرفت حاصل نہو جسمین کہ زن و مرد یا احدہما نے تلفظ کیا ہے تو ایسے دو مترجمون کے حاضر ہونے کی بھی احتیاج ہوگی جو متصف بعدالت ہون اور لغت مذکورہ سے بخوبی عارف ہون اور ایک مترجم کا حاضر ہونا کافی نہوگا **ششم** مرد کا ابتداء بشہادت کرنا بعد ازان صیغہ لعن کا تلفظ کرنا اور اسیطرح عورت کا ابتداء بشہادت کرنا اور اوسکے بعد صیغہ غضب کا تلفظ کرنا اور اگر زن و مرد مین سے کوئی شخص اشہد باللہ کے عوض احلف یا اقسم وغیرہ (جو الفاظ معنی قسم پر دلالت کرتے ہون) کا تلفظ کریگا تو کافی نہوگا اور چار امر مستحب ہین **اول** حاکم شرع کا پشت بقبلہ ہوکر بیٹھنا **دوم** مرد کا یمین حاکم کیطرف اور عورت کا یمین مرد کیطرف کھڑا ہونا **سوم** اعیان و صلحاء بلد مین سے ایک جماعت کا سماعت لعان کے لیے حاضر ہونا **چہارم** حاکم کا ادائے شہادت کے بعد اور ذکر لعن کے قبل مرد کو وعظ کرنا اور اوسکو عذاب آخرۃ سے ڈرانا اور اسیطرح ذکر غضب کے قبل عورت کو وعظ کرنا اور اوسکو ڈرانا اور کبھی لعان کی قول کے ساتھ (جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ کے اون اسمائے متبرکہ کا ذکر کرنا جن مین انتقام اور عظمت و ہیبت وغیرہ کی طرف اشعار ہو) تغلیظ کیجاتی ہے اور اسیطرح کسی مکان بزرگ (جیسے اوسکا مابین رکن و مقام یا قبر رسول خدا

وان يكون النطق بالعربية مع القدرة ويجوز بغيرها مع التعذر وان كان الحاكم غير عارف بتلك اللغة افتقر الى حضور مترجمين ولا يكفي الواحد ويجب البداءة بالشهادات ثم باللعن وفي المرأة تبدأ بالشهادات ثم بقولها ان غضب الله عليها ولو قال احدهما عوض اشهد بالله احلف او اقسم او ما شاكله لم يجز والسنن ان يجلس الحاكم مستدبر القبلة وان يقف الرجل عن يمينه والمرأة عن يمين الرجل وان يحضر من يسمع اللعان وان يعظه الحاكم ويخوفه بعد الشهادات قبل ذكر اللعن وكذا في المرأة قبل ذكر الغضب وقيل تغليظ اللعان بالقول والمكان * * *

یا منبر حضرت امیر یا دیگر مشاہد متبرکہ کے قریب واقع کرنا) زمان متبرک (جیسے اوسکا یوم جمعہ خصوصًا بعد عصر یا روز عید غدیر وغیرہ واقع کرنا) مین واقع کرنے کے ساتھ ہی لعان کی تغلیظ کیجاتی ہے اور لعان کا مساجد جامع مین واقع کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کون فی المسجد کوئی مانع (جیسے جنب یا حائض ہونا) نہو پس اگر اتفاقًا عورت کو مسجد مین داخل ہونیسے اوسکا حائض ہونا مانع ہو تو حاکم کو اوسکے پاس کسی ایسے شخص کے بھیجنے کا اختیار ہوگا جو اوس سے شہادات اربعہ کا استیفاء کرلے اور اسی طرح اگر زن ملاعنہ غیر برزہ (جسکو مجامع رجال کیطرف خارج ہونے کی عادت نہو) ہو تو اوسکو اپنے مکان سے خارج ہونے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اوس سے اوسکے مکان مین شہادات اربعہ کا استیفاء کرالینا جائز ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ لعان از قبیل ایمان (جمع یمین بمعنی قسم) ہے اور داخل شہادت نہین ہے اور شاید کہ شیخ علیہ الرحمہ نے لفظ کیطرف نظر فرمائی ہے اسلیے کہ الفاظ لعان بصورت یمین واقع ہوئے ہین

دوسرا مطلب

احکام لعان کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہے **پہلا مسئلہ** یہ کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرتا ہے تو اوس سے وجوب حد متعلق ہوتا ہے اور اوسکے لعان کرنے کی وجہ سے اوسکی حد ساقط ہوجاتی ہے اور اوسکی زوجہ سے وجوب حد متعلق ہوتا ہے اور جبکہ زن و شوہر دونون لعان کرتے ہین تو اوسپر چار حکم مترتب ہوتے ہین **اوّل** اون دونون (زن و شوہر) سے حد کا ساقط ہونا **دوم** مولود کا مرد سے منتفی ہونا اور عورت سے ملحق ہونا **سوم** فراش کا زائل ہونا **چہارم** زن مذکورہ کا شوہر پر حرام مؤبد ہوجانا اور اگر کوئی مرد اثنائے لعان مین اپنے نفس کی تکذیب کرے یا قبل اکمال نکول (رد کرنا) کرے تو اوسپر حد ثابت ہوگی اور باقی احکام ثابت ہونگے اور اگر کوئی عورت نکول کرے یا زنا کا اقرار کرے تو سنگسار کیجائیگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی اور فراش باقی رہیگا اور تحریم ثابت نہوگی اور اگر کوئی شخص لعان کے بعد اپنے نفس کی تکذیب کریگا تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اوسکا وارث ہوگا لکن پدر مولود اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح کوئی متقرب بالاب بھی اوسکا وارث نہوگا اور مادر مولود اوسکی وارث ہوگی اور اسیطرح جو متقرب بالام ہوگا وہ بھی اوسکا وارث ہوگا اور فراش عود نکریگا اور تحریم باقی رہیگی اور ایسا شخص کور (جسنے بعد لعان اپنے نفس کی تکذیب کی ہے)

پر حد بھی جاری ہوگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اون دونون مین اظہر یہ ہو کہ اوسپر حد نہوگی اور اگر کوئی عورت بعد لعان اپنے زنا کا اعتراف کرے تو اوسپر حد واجب نہوگی ور آیا اوسکے چار مرتبہ اقرار کرنے کے بعد بھی اوسپر حد واجب ہوگی یا نہین پس مشہور یہ ہو کہ اوسپر حد واجب ہوگی کیونکہ جب کوئی مکلّف چار مرتبہ زنا کا اقرار کرتا ہو تو اوسپر حد واجب ہوتی ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ شہادت اربعہ کے بعد اوس سے بحکم قران حد ساقط ہوجاتی ہو لہذا بعد اقرار مذکور بھی اوسکا استصحاب کیا جائیگا **دوسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کا کلام بعد قذف و قبل لعان اوسکے زبان کے بستہ ہوجانے یا بوجہ مرض تکلّم پر قادر نہ رہنے کے سبب سے منقطع ہوجائے تو اوس سے حکم اخرس (گونگا) متعلّق ہوگا اور اوسکے لعان مین بجائے تلفّظ اشارہ پر اکتفا کیجائیگی اگرچہ اوس سے ناامیدی حاصل نہو (یعنی اوسکا عذر مرجو الزوال ہو یا نہو دونون صورتون مین اوسکے اشارہ پر اکتفا کیجائیگی) **تیسرا مسئلہ** جب کوئی عورت اپنے شوہر پر ایسے قذف کا دعوی کرے جو موجب لعان ہو اور شوہر انکار کرے لیکن بعد ازان عورت اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے بیّنہ قائم کرے تو لعان ثابت نہوگی اور اوسپر حد کا جاری کرنا معیّن ہوگا اسلیے کہ وہ قذف کا انکار کرتا ہو اور لعان سے اقرار قذف ثابت ہوتا ہو جس مین اوسکے نفس کی تکذیب لازم آتی ہو **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا کسی مرد کے ساتھ اسطرح قذف کرے کہ اون دونون کا منسوب بہ زنا ہونا لازم آئے (مثلاً اپنی زوجہ سے کہے زنیت بزید) تو شخص مذکور پر دو حدون کا جاری کرنا لازم ہوگا اور اوسکو حد زوجہ کا لعان کرکے ساقط کرنا جائز ہوگا اور اگر شخص مذکور کے پاس تصدیق دعوی کے لیے کوئی بیّنہ موجود ہوگا تو اوس سے دونون حدین ساقط ہوجائینگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ قبل لعان اپنی زنا کا اقرار کرلے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر زن مذکورہ چار مرتبہ اقرار کریگی تو اوسپر حد واجب ہوگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی اگرچہ ایک ہی مرتبہ اقرار کرے اور اگر اسمقام پر کوئی نسب ہوگا (مثلاً زن مذکورہ کا مولود ہو)

لم ... الاخرس لعانه بالاشارة وانه لو يحصل الياس منه قبل اللعان نصا بعد القذف و اذا انقطع كلامه تردد الثانية في زوجته ... تزني اربع مرات عليها الحد بعد اللعان لا حد الا ان ... لا حد ولو اعترفت روايتان اظهرهما انه وهل عليه الحد فيه

الثالثة اذا ادعت انه قذفها بما يوجب اللعان فانكر فاقامت بينة لم يثبت اللعان وتعين الحد لانه يكذب نفسه الرابعة اذا قذف امرأته برجل على وجه نسبهما الى الزنا كان عليه حدان وله اسقاط حد الزوجة باللعان ولو كان له بينة سقط الحدان الخامسة اذا قذفها فاقرت قبل اللعان قال الشيخ لزمها الحد ان اقرت اربعا وسقط عن الزوج ولو اقرت مرة وان كان هناك نسب

تو بدونِ لعان منتفی نہوگا اور شوہر کو اوسکی نفی کے لیے لعان کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ زوجین کا تحقق زنا پر متفق ہونا نفی نسب کا سبب نہین ہوسکتا اسلیے کہ نسب کا ثبوت بوجہ فراش ہوتا ہو لکن صورت مذکورہ مین نفی ولد کے لیے لعان کا صحیح ہونا محل تردد ہو **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے بعد ازان اوسکے اعتراف بزنا کا مدعی ہوا ور وہ انکار کرے پھر شخص مذکور اوسکے اعتراف کرنے پر دو شاہدون کو قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ چار شاہدون سے کم کی شہادت مقبول نہوگی اور در صورت عدم لعان اوسپر حدِ قذف کا جاری کرنا واجب ہوگا اور اسمین اشکال ہو جسکا منشا یہ ہو کہ صورت مفروضہ مین شاہدین کا قول شہادت باقرار ہو (جس مین دو شاہدون کا قول مقبول ہوتا ہی) اور شہادت بزنا نہین ہو (جس مین چار شاہدون کی حاجت ہو) **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے بعد ازان اوسکی زوجہ مذکورہ قبل لعان وفات پائے تو لعان ساقط ہوگی اور شوہر اوسکا وارث ہوگا اسلیے کہ اون دونون مین علاقہ نکاح باقی ہو اور زنِ متوفاۃ کے وارث کو اوسکے شوہر سے حد کا مطالبہ صحیح ہوگا ہان اگر اوسکا شوہر بذریعہ لعان حد کا ساقط کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور بعد لعان بھی وہ اوسکا وارث ہوگا اور روایت ابو بصیر مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی) وارد ہوا ہی کہ اگر زنِ متوفاۃ کے اہل مین سے کوئی شخص اوسکے مقام پر قائم ہوکر اوسکے شوہر کا لعان کریگا تو شوہر کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا و الا میراث کو اخذ کریگا اور اسی قول کو شیخ الطائفہ رح نے خلاف مین اختیار فرمایا ہو اور اصل یہ ہو کہ میراث کا استحقاق بمجرد موت ثابت ہو جاتا ہو پس لعان متعقب سے ساقط نہوگا **اٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان نکرے اور اوسپر حد جاری کیجائے بعد ازان زوجہ مذکورہ کا بار دوم اوسی امر کے ساتھ قذف کرے جسکے ساتھ بار اول کیا تھا تو آیا شخص مذکور پر دوسری مرتبہ حد جاری کیجائیگی یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جاری نکیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جاری کیجائیگی اسلیے کہ موجب حد کا حصول مفروض ہو اور یہی

اور یہی قول اشبہ اور اُصول مذہب کے ساتھ موافق ہی اور اسیطرح اگر زن وشوہر مین لعان واقع ہو پھر زن ملاعنہ کو اوسکا شوہر اوسی امر کے ساتھ بار دوم قذف کرے جسکے ساتھ بار اول کیا تھا تب بھی وسپر وجوب حد بعدم وجوب مابین العلماء خلاف ہی لیکن یہان پر سقوط حد اظہر ہی اور اگر کوئی شخص اجنبی زن مذکورہ کا اوسی امر کے ساتھ قذف کرے گا تو اوسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ اقرار کرلے بعد ازان اوسکا شوہر یا کوئی اجنبی اوسکا قذف کرے تو حد نہوگی اسلیے کہ اوسکی عفت نفس اقرار سے زائل ہوجاتی ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان کرے اور اوسکی زوجہ نکول کرے بعد ازان کوئی شخص اجنبی اوسکا قذف کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اجنبی مذکور پر حد نہوگی اسلیے کہ زن مذکورہ کے نکول نے اوسکی عفت کو زائل کردیا تھا جسطرح کہ اقامتِ بینہ کی صورت مین اوسکی عفت زائل ہوجاتی لیکن اسمقام پر اجنبی سے تعلق حد کا قائل ہونا خوب ہی اسلیے کہ محض نکول کا مزیل عفت ہونا مشکوک ہی **نوان مسئلہ** اگر کسی عورت پر چار شخص زنا کی شہادت دین اور منجملہ اون چارون کے ایک شخص اوسکا شوہر ہو تو اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ زن مذکورہ سنگسار کیجائیگی اور دوسری مین وارد ہوا ہی کہ شہود ثلثہ پر حد جاری کیجائیگی اور اوسکے شوہر کو اسقاط حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور بعض فقہاء نے ردّ شہادت کو شرائط قبول مین سے بعض شروط کے مختل ہونے یا قذفِ شوہر کے سابق علی الشہادۃ ہونے پر محمول کیا ہی اور یہ قول خوب ہی **دسوان مسئلہ** جبکہ زن وشوہر مین سے کوئی شخص لعان کے الفاظ واجبہ مین سے کسی لفظ کو ترک کریگا تو لعان صحیح نہوگی اور اگر کوئی حاکم لعانِ ناقص کیوجہ سے مابین زن وشوہر مفارقت کا حکم کریگا تو نافذ نہوگا اسلیے کہ یہ خطا ہی **گیارھوان مسئلہ** جو مفارقت کہ بوجہ لعان حاصل ہوتی ہی وہ داخل فسخ ہی اور داخل طلاق نہین ہی پس اوسمین شرائط طلاق کا اعتبار نہوگا اور اوس سے احکام طلاق بھی ملحق نہونگے

كتاب العتق وفضله متفق عليه ومعنى ترجى ان من اعتق مؤمنا اعتق الله بكل عضو عضوا من النار تخصيص الرق باهل الحرب دون اليهود والنصارى والمجوس ان شرائط الذمة القائمين ولو اخلوا

کتاب العتق (آزاد کرنا) عتق سے عرف فقہا مین کسی آدمی کا قید رقیت سے بصیغۂ مخصوصہ رہا کرنا مراد ہی اور اوسکے فضل و رجحان پر اہل اسلام نے اتفاق کیا ہی حتی کہ جناب رسولخدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہی من اعتق مؤمنًا اعتق اللہ بکلّ عضو منہ عضوا منہ من النار (جو شخص کسی مومن کو آزاد کریگا حق سبحانہ و تعالی بعوض ہر عضو اوس شخص کے ہر ایک عضو کو آتش جہنم سے آزاد فرمائیگا) اور صحتِ استرقاق (مملوک بنانا) فقط کفار حربی کے ساتھ مخصوص ہی اور یہود و نصاری و مجوس کا استرقاق اوسوقت تک صحیح نہین ہی جبتک کہ وہ شرائط ذمہ پر قائم رہین پس اگر یہ لوگ شرائط ذمہ مین اخلال کرین تو کفار حربی مین داخل ہو جائینگے اور اونکا استرقاق (مملوک بنانا) بھی صحیح ہوگا اور جو شخص اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے اور اوسکی حریت (آزاد ہونا) معلوم نہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا) کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح لقیط دار الحرب پر بھی اوسکی رقیت کا حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی انسان کسی کافر حربی سے اوسکی اولاد یا اوسکی زوجہ یا اوسکے اہل قرابت مین سے کسی شخص کو خرید کرے تو جائز ہوگا اور اوسکا مالک ہو جائیگا اسلیے کہ یہ لوگ درحقیقت فئ مسلمین ہین اور اباحت رق (استرقاق اور بندہ بنانے کی اباحت) مین مومنین اور اہل ضلالت کا اسیر کرنا مساوی ہی اور ازالۂ رق (قید رقیت کا دور کرنا) کے چار سبب ہین پہلا **سبب مباشرت** ہی اور اوسکی تین قسمین ہین **قسم اوّل عتق** ہی اور جو عبارت کہ وقوع عتق مین صریح ہی وہ فقط لفظ تحریر (آزاد کرنا) ہی (جیسے انت حرّ) اور آیا لفظ اعتاق (جیسے اعتقتک) سے بھی عتق صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور علاوہ لفظ تحریر کے اور کسی لفظ سے انشائے عتق صحیح نہین ہی گرچہ اوس سے انشائے عتق کا قصد بھی کیا جائے خواہ صریح ہو جیسے فککت رقبتک (مین نے تیری رقبت کو دور کیا) یا کنایہ ہو جیسے انت سائبۃ (تو آزاد ہی) اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے یا حرّۃ کہے اور اوسکے آزاد کرنے کا قصد کرے تو آیا وہ کنیز آزاد ہو جائیگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اشبہ اور قاعدہ کے موافق یہ ہی کہ وہ آزاد نہوگی اسلیے کہ عبارت مذکورہ شبہ انشاء سے بعید ہی اور اگر کسی کنیز کا نام حرّہ ہو اور آقائے کنیز

اوسکو انتِ حرّۃ کہے اور قصدِ اخبار رکھتا ہو تو آزاد نہوگی ور اگر قصدِ انشاء رکھتا ہو تو آزاد ہوجائیگی ور اگر دونون امر (قصدِ اخبار یا قصدِ انشاء) مجہول ہون اور استعلام ممکن نہو تو کنیز مذکورہ محکوم بحرّیت نہوگی اسلیے کہ قصدِ انشا کا یقین نہین ہے اور اصل بقاء رقیت ہے اور اسمین ترددہی جسکا منشا یہ ہو کہ لفظ مذکور انشاء عتق مین صریح اور حقیقت ہو لہذا صحتِ عتق کا کوئی مانع نہین ہو اور چونکہ لفظ مذکور مین قصدِ اخبار عن الاسم کا بھی احتمال ہو اور اصل بقاء رقیت ہو لہذا عدم صحت کا قائل ہونا چاہیے اور انشائے عتق مین عبارت صریحہ کے ساتھ تلفظ کرنا ضرور ہی اور باوجود قدرت علی النطق کے اشارہ یا کتابت کافی نہوگی اور اسطرح انشائے عتق کا مجرّد از شرط ہونا بھی اوسکی صحت مین شرط ہو پس اگر اوسکو کسی شرط مترقبہ (جسکا وقوع و عدم وقوع مشکوک ہو جیسے زید کا آنا) یا صفت متوقعہ (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) پر معلق کریگا تو صحیح نہوگا اور اسطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے یدک حرّۃ (تیرا ہاتھ آزاد ہی) یا رجلک حرّۃ (تیرا پاؤن آزاد ہی) یا وجہک حرّ (تیرا چہرہ آزاد ہی) یا راسک حرّ (تیرا سر آزاد ہی) کہیگا تب بھی اوسکا عتق صحیح نہوگا لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے بدنک حرّ (تیرا بدن آزاد ہی) یا جسدک حرّ (تیرا جسم آزاد ہی) کہے تو اس صورت مین صحت عتق کا قائل ہونا اشبہ ہو اسلیے انت حرّ سے بھی عرفاً اوسکا بدن و جسم ہی مراد ہوتا ہو اور آیا صحتِ عتق مین مملوک کا معین ہونا بھی شرط ہو یا نہین ظاہر یہ ہو کہ شرط نہین ہو پس اگر کوئی شخص احد عبیدی حرّ (میرے غلامون مین ایک غلام آزاد ہی) کہیگا تو عتق صحیح ہوگا اور اوسکی تعیین مین معتِق (آزاد کنندہ) کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر ایک غلام کی تعیین کریگا تو وہی آزاد ہوگا اور اگر بعد تعیین اوس سے عدول کریگا تو مقبول نہوگا اور اگر قبل تعیین وفات پائیگا تو بعض علمائے فرمایا ہو کہ اوسکے وارث کو ایک غلام کے معین کر دینے کا اختیار ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ قرعہ ڈالا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ وارث کو اوسکے قصد پر اطلاع نہین ہوسکتی لکن اگر کوئی شخص مملوک معیّن کو آزاد کرے بعد ازان وہ مشتبہ ہوجائے تو اوسوقت تک اوسکو

مہلت دیجائیگی جبتک کہ یاد کرے پس اگر اوسکو مملوک مذکور یاد آجائے تو اوسکے قول پر عمل کیا جاویگا اور اگر بعد عدول کریگا
تو مقبول نہوگا اور اگر یاد نہ آئے تو جبتک کہ وہ زندہ ہو اوسوقت تک قرعہ نڈالا جائیگا اسلیے کہ اوسکے یاد کر لینے کا احتمال ہی اور اگر
شخص مذکور مرجائے اور اوسکا وارث مدعی علم ہو تو اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر اوسکو بھی معلوم نہوگا تو متوفی کی
کل غلاموں مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین زوال اشتباہ سے یاس و ناامیدی حاصل
ہی اور اگر اوسکے غلاموں مین سے کوئی غلام اپنے مقصود بالعتق ہونیکا مدعی ہو اور آقا انکار کرے تو
آقا کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہی اور اوسکے وارث کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر
آقا قسم سے نکول کریگا تو مملوک مذکور آزاد کیا جائیگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) مین چند شرطوں کا اعتبار
لازم ہی **اوّل** بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم صاحب اختیار ہونا چہارم عتق مملوک کا قصد کرنا
پنجم نیت قربت کا تحقق ہونا **ششم** جائز التصرف اور غیر محجور علیہ ہونا اور طفل دہ سالہ کے عتق و صدقہ کا
صحیح ہونا محل تردد ہی اور جواز عتق و صدقہ کا مستند روایت زرارہ ہی جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہی اور عتق سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) صحیح نہین ہی اور صحت عتق مین نیت قربت
کی شرط کرنے سے عتق کافر باطل ہوتا ہی اسلیے کہ نیت قربت کا تحقق اوسکے حق مین متعذر (دشوار) ہی
اور شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین اوسکی صحت کو اختیار فرمایا ہی اور معتق (آزاد کردہ) مین دو شرطون کا
تحقق معتبر ہی **اوّل** اوسکا مسلمان ہونا دوم اوسکا مملوک ہونا پس اگر کوئی مملوک کافر ہوگا تو اوسکا
عتق صحیح نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مطلقاً صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ صورت نذر مین صحیح
اور حالت تبرع مین باطل ہوگا اور ولد الزنا کا عتق بھی صحیح ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح نہین ہی
اسلیے کہ وہ باعتبار روایات کافر ہی لیکن ہمارے نزدیک یہ امر ثابت نہین ہوا اور اگر کسی غلام کو غیر مالک
آزاد کرے تو اوسکا عتق نافذ نہوگا اگرچہ اوسکا مالک اجازت بھی دے اور اگر کوئی شخص اجنبی کسی غلام سے
مخاطب ہوکر کہے ان ملکتک فانت حر (اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو آزاد ہی) بعد ازان وہ اوسکا

الحاشية: ولو عدل بعد ذلك لم يقبل فان نسي اقرع ... والوارث ان ادعى العلم رجع اليه ... ولو ادعى احد المماليك انه هو المراد فالقول قول المعتق مع يمينه وكذا الوارث ... فان نكل قضي عليه ... البلوغ ... كمال العقل والاختيار والقصد الى العتق والتقرب الى الله تعالى ... وفي عتق الصبي اذا بلغ عشرا وصدقته تردد والمستند رواية زرارة عن ابي جعفر عليه السلام ولا يصح عتق السكران ويبطل باشتراط نية القربة عتق الكافر لتعذرها في حقه وقال الشيخ في الخلاف يصح ... ويعتبر في المعتق الاسلام والملك فلو كان المملوك كافرا لم يصح ... وقيل يصح مطلقا وقيل يصح مع النذر ... ولا يصح عتق غير المالك ولو اجازه المالك ... ولو قال ان ملكتك فانت حر

مالک ہو جائے تو آزاد نہوگا اسلیے کہ شخص مذکور اجرائے انشاء کیوقت اوسکا مالک نتھا علاوہ برین اوسکو معلق بشرط کیا تھا ہان اگر اپنے مالک ہونے کے بعد اوسکے عتق کی نذر کرے (مثلاً کہے للہ علی اعتاقک ان ملکتک) تو آزاد ہو جائیگا اور اگر عتق غلام کو یمین قرار دے مثلاً کہے ان فعلتُ فانت حُرٌّ (اگر مین نے فلان کار نیک کیا تو تو آزاد ہی) یا کہے ان فعلت فانت حرٌّ (اگر تو نے فلان امر بد کیا تو تو آزاد ہی) تو صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے ولد صغیر کے غلام کی قیمت لگا کر اوسکو آزاد کر دے تو صحیح ہوگا اور اگر بدون قیمت لگائے (یعنے اپنی ملک مین داخل کرلے ۱۲) اوسکو آزاد کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین وہ اوسکا مالک نہین ہوا حالانکہ عتق کی صحت مین معتق کا مملوک ہونا شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے ایسے فرزند کے مملوک کو آزاد کرے جو بالغ رشید ہو تب بھی صحیح نہوگا خواہ اوسکی قیمت لگائے یا نہ لگائے اسلیے کہ اوسکو فرزند مذکور پر ولایت حاصل نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد کرنے مین کسی امر جائز کی شرط کر لے (مثلاً کہے انت حرٌّ وعلیک ان تخدمنی شهرًا) تو مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا اور اوسکو شرط پر وفا کرنا لازم ہوگا اور اگر بر تقدیر مخالفت اوسکے عود الی الرقیت کو بھی شرط کر لے تو شرط پر عمل کرنا لازم ہوگا اور بر تقدیر مخالفت رقیت کی طرف عود کریگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ عتق مذکور باطل ہوگا اسلیے کہ اوسمین ایسے شخص کے استرقاق کی شرط ہی جسکی حریت ثابت ہو لہذا یہ شرط جائز نہوگی اور وہ عتق بھی باطل ہوگا جسکا وقوع اس شرط غیر جائز پر مقصود تھا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد ہونے مین کسی زمان معین تک خدمت کرنے کی شرط کر لے تو صحیح ہوگا اور اگر مملوک مذکور مدت مشروطہ کو حالت اباق (غلام کا گریختہ ہونا) مین بسر کر دے تو رقیت کیطرف عود کریگا اور آیا مالک یا اوسکے ورثہ کو غلام مذکور سے خدمت کی اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا لکن غلام پر خدمت کی اجرۃ المثل کا لازم ہونا بیوجہ نہین ہی اور جس شخص پر کسی کفارہ مین مملوک کا آزاد کرنا واجب ہو تو اوسکا مدبر کرنا (یعنی اوسکے عتق کی وصیت کرنا) ادائے کفارہ مین کافی نہوگا

اگرچہ اوس سے ادائے کفارہ کا قصد بھی کرے اسلیے کہ اوسپر عتق منجز واجب تھا اور تدبیر غلام از قبیل تعلیق ہی اور جس مملوک مومن پر کسی شخص کی ملک مین سات برس گذر جائین تو مالک پر اوسکا آزاد کرنا مستحب ہی بلکہ مملوک مومن کا آزاد کرنا مطلقاً مستحب ہی اور مسلم مخالف کا آزاد کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی مکروہ ہی جو اکتساب پر قدرت نرکھتا ہو اور مملوک مستضعف (جو کسی خاص شخص کی ولایت یا عداوت نرکھتا ہو) کے آزاد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور جو شخص کسی ایسے مملوک کو آزاد کرے جو اکتساب معیشت سے عاجز ہو تو شخص مذکور پر اوسکی اعانت کرنا مستحب ہی اور اس فصل سے کئی مسئلے ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے آزاد کرنے کی نذر کرے جسکا کہ وہ اول مالک ہو (مثلاً کہے للہ علیّ ان اعتق اول مملوک املکہ) بعد ازان شخص مذکور ایک جماعت کا دفعۃً مالک ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس جماعت مین سے ایک مملوک کو بذریعۂ قرعہ آزاد کریگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسکو جماعت مذکورہ مین سے ایک مملوک کے آزاد کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسپر کسی مملوک کا آزاد کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین (وحدت مملوک) کا تحقق ہی نہین ہوا اور قول اول منقول ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اوس حمل کے آزاد کرنے کی نذر کرے جو اوسکی کنیز سے اوّل پیدا ہو بعد ازان اوسکے دو بچے توام پیدا ہون تو وہ دونون آزاد کیے جائینگے **تیسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کے پاس کئی مملوک ہون اور اونمین سے بعض کو آزاد کردے بعد ازان اوس سے کوئی شخص سوال کرے ھل اعتقت ممالیکک (آیا تونے اپنے ممالیک کو آزاد کیا ہی) اور وہ اوسکے جواب مین نعم (ہان مین نے آزاد کیا ہی) کہے تو یہ جواب مخصوص اونھین ممالیک (جمع مملوک غلام و کنیز) کی طرف منصرف ہوگا جسکے عتق کا کہ وہ مباشر ہو چکا ہی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے کنیز کے آزاد کرنے کی بشرط وطی نذر کرے (مثلاً للہ علیّ عتق امتی ان وطیتھا) تو نذر صحیح ہوگی اور کنیز مذکورہ کا تحقق وطی کے بعد آزاد کرنا لازم ہوگا ہان اگر اوسکو بدون وطی اپنی ملک سے خارج کریگا تو حکم مین باقی نرہیگا اور اگر اوسکو از سر نو اپنی ملک مین داخل کریگا

وإذا أتى على المؤمن سبع سنين استحب عتقه وينبغي عتق المؤمن مطلقا ويكره عتق المسلم المخالف ومن لا يقدر على الاكتساب ويستحب عتق المستضعف ومن عجز عن الاكتساب يستحب إعانته

ويلحق بهذا الفصل مسائل الأولى لو نذر عتق أول مملوك يملكه فملك جماعة قيل يعتق أحدهم بالقرعة وقيل يتخير وقيل لا يعتق لأنه لم يتحقق شرط النذر والأول مروي الثانية لو نذر تحرير أول ما تلده فولدت توأمين كانا معتقين الثالثة لو كان له مماليك فأعتق بعضهم فقيل له هل أعتقت مماليكك فقال نعم انصرف إلى من باشر عتقه خاصة الرابعة لو نذر عتق أمته إن وطئها فإن أخرجها من ملكه انحلت اليمين ولو عادها بملك مستأنف

توحکم یمین منعقد ذکر یگا پانچوان مسئلہ اگرکوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو یہ نذر
اون غلامون کی طرف منصرف ہوگی جنکو اوسکی ملک مین چھ مہینے یا زائد منقضی ہوئے ہونگے
چھٹا مسئلہ جو مملوک آزاد کیا جائے اور اوسکے پاس کچھ مال موجود ہو تو ملک آقا شمار کیا جائیگا اور
بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر آقا کو اوسکے مال پر اطلاع حاصل نہوگی تو آقا کا مال قرار دیا جائیگا اور اگر
آقا کو اطلاع حاصل ہوگی تو ملک معتق (آزاد کردہ) مین داخل ہوگا اگر اوسکو آقا نے مستثنےٰ نہین کیا ورنہ
اوسکے آقا ہی کا مال قرار دیا جائیگا اور قول اول اشہر ہے ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص ثلث عبید
(غلامون کا ثلث) کو آزاد کرے اور وہ چھ عدد ہون تو اونکا ثلث (دو) قرعہ سے نکالا جائیگا اور
صورت قرعہ یہ ہو کہ تین رقعون مین فی رقعہ دو غلامون کا نام لکھا جائے بعدہ ایک ایک رقعہ کا
بقصد حریت یا رقیت استخراج کیا جائے پس اگر پہلا ہی قعہ حریت پر خارج ہو تو وہی کافی ہوگا اور اگر
رقیت پر خارج ہو تو یہ دونون غلام بقید رقیت باقی رہینگے (جنکا نام اس قعہ مین خارج ہوا ہے) اور
انکے علاوہ دو غلامون کے اخراج کی اور حاجت ہوگی پس اگر دوسرا رقعہ بھی رقیت پر خارج ہو
تو باقی دونون غلام آزاد کیے جائینگے اور اگر حریت پر خارج ہو تو یہ دونون (جو دوسرے رقعہ مین
خارج ہوئے ہین) آزاد سمجھے جائینگے اور باقی دونون بقید رقیت باقی رہینگے اور جبکہ وہ جملہ
غلام عدد یا قیمت مین مساوی ہون یا قیمت مختلف ہو لکن اونکی تعدیل اثلاثا (تین حصے مساوی کرنا)
ممکن ہو (مثلاً جملہ غلامون کا عدد چھ فرض کیا جائے اور تین غلامون کی قیمت فی کس دو سو روپیہ
کے حساب سے چھ سو روپیہ اور تین غلامون کی قیمت فی کس ایکسو روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ فرض کیجائے
تو اسمین کوئی بحث نہین ہے پس صورت اولی (تساوی عدد یا قیمت) مین فی رقعہ دو غلامون کا نام
لکھا جائیگا اور بطریق مذکور استخراج کیا جائیگا اور صورت ثانیہ (اختلاف قیمت و امکان تعدیل) مین
خسیس (کم قیمت) کا نام ایک نفیس (بیش قیمت) کے ساتھ لکھا جائیگا اور بطریق مذکور دو غلامون کا استخراج

وان اختلفت القيمة ولم يمكن التعديل الا بالعدد اخرج اعتبارا بالقيمة وان تعذر التعديل عدداً وقيمة اخرج على العدد ... الثلث

کیا جائیگا اور اگر اون غلاموں کی قیمت مختلف ہو اور اونکی تعدیل باعتبار عدد ممکن نہو (مثلاً ایک ۔ دو اور تین غلاموں کی قیمت دو دو سو روپیہ فرض کیجائے) تو اونکی قیمت کا ثلث خارج کیا جائیگا (اگرچہ ایک ہی غلام خارج ہو) اور اعتبار عدد ساقط ہوگا اسلیے کہ اصل مقصود غلاموں کی قیمت ہوتی ہے اور اسمین تعدد ہے اور اگر اونکی تعدیل عدداً اور قیمۃً کسیطرح ممکن نہو (مثلاً جملہ غلاموں کا عدد پانچ ہو اور اونمین سے ایک اور دو کی سو سو اور دو کی تین سو روپیہ قیمت ہو) تو قرعہ کا بقصد حریت اخراج کیا جائیگا جبتک کہ ثلث قیمت کامل ہو اور اگر عددِ مخرج (جو بذریعۂ قرعہ خارج ہوا ہے) کی قاصر ہوگی تو ثلث کی تکمیل کیجائیگی اگرچہ کسی دوسرے غلام کے ایک جزء ہی سے حاصل ہو۔ آٹھواں مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کنیز کو بطور نسیہ (اودھار) خرید کرے اور اوسکی قیمت بائع کے حوالہ نکرے بعد ازان کنیز مذکورہ کو آزاد کر دے اور اوس سے عقد کرلے اور عتق کو اوسکا مہر قرار دے پھر شخص مذکور وفات پائے اور کنیز مذکورہ کے سوا کوئی مال نچھوڑے تو اوسکا عتق و نکاح دونوں باطل ہونگے اور کنیز مذکورہ ملک بائع کیطرف عود کریگی اور اگر حاملہ ہوگی تو اوسکا مولود بھی مملوک ہوگا اور اسکی روایت ہشام بن سالم نے نقل کیا ہے اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ عتق باطل نہوگا اور مولود مملوک نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے۔ نواں مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے کسی غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکی قیمت ثلث متروکہ قرار پائے تو وارث کو اوسکا آزاد کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو حاکم شرع پر اوسکا آزاد کرنا واجب ہوگا اور وہ غلام وقتِ اعتاق (آزاد کرنا) سے محکوم بحریت ہوگا اور محض وقتِ وفات سے اوسپر حکم حریت جاری نہوگا اور جس مال کو کہ قبل اعتاق اور بعد وفات کسب کریگا وہ غلام ہی کا مال ہوگا اسلیے کہ وفات ہی کیوجہ سے سبب عتق (وصیت) کا استقرار ہو جاتا ہے اور اگر مال مذکور کو ملکِ وارث قرار دین تو خوب ہے اسلیے کہ وقتِ اکتساب اوسکی قیمت متحقق تھی۔ دسواں مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی دوسرے شخص کیطرف سے اوسکی اجازت کے بعد آزاد کرے تو آمر (اجازت دینے والا)

ولو اشترى امة نسيئة واعتقها وتزوجها وجعل عتقها مهرها ولم ينقد ثمنها ومات ولا تركة سواها بطل عتقه ونكاحها ورقت ولو حملت كان ... رواية هشام بن سالم وقيل لا يبطل العتق ولا يرق الولد وهو اشبه

التاسعة اذا اوصى بعتق عبد بقيمته من الثلث لزم الوارث عتقه فان امتنع اعتقه الحاكم ويحكم بحريته حين الاعتاق لا حين الوفاة وما اكتسبه قبل الاعتاق وبعد الوفاة يكون له لاستقرار سبب العتق بالوفاة وقيل يكون للوارث لتحقق الرق عند الاكتساب كان حسناً

العاشرة اذا اعتق مملوكه عن غيره باذنه

کی طرف سے اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مملوک مذکور آمر کی ملک مین وقت اجازت سے منتقل ہوگا کیونکہ تحقق عتق کے لیے حصول ملک لازم ہی اور وقتِ انتقال مین تردد ہی (اسلیے کہ یا از قبیل تخمین ہی اور قدر متیقن تحقق عتق از جانب آمر جسکا ذکر قبل ازین ہوچکا ہی) **گیارھوان مسئلہ** جو عتق کہ مرض الموت مین واقع ہو وہ فقط ثلثِ متروکہ مین نافذ ہوتا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اصل متروکہ مین نافذ ہوتا ہی اور قول اول روایت مین وارد ہوا ہی اور اس مقام پر دو تفریقین مذکور ہوتی ہین **اول** جبکہ کوئی شخص مرض الموت مین تین کنیزون کو آزاد کرے اور اوسکے پاس علاوہ اونکے کوئی مال نہو تو اونمین سے ایک کنیز کا بذریعہ قرعہ استخراج کیا جائیگا (بشرطیکہ تینون کی قیمت مساوی ہو و الا بقدر ثلث کے استخراج کیا جائیگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا) پس اگر کنیز مذکورہ لیے حمل کے ساتھ حاملہ ہو جو بعد اعتاق حادث ہوا ہو تو وہ اجماعاً حر ہوگا اور اگر قبل اعتاق موجود ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وہ بھی حر ہوگا اور اسمین تردد ہی (اسلیے کہ اوسکو قیمت مین کنیز کا تابع ہونا چاہیے جسطرح کہ بیع مین تابع ہوتا ہی) **دوم** جبکہ کوئی شخص تین غلامون کو مرض الموت مین آزاد کرے اور علاوہ اونکے اوسکے پاس کوئی مال نہو اور بعد اوسکے اونمین سے ایک غلام وفات پائے تو غلام میّت اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر بذریعۂ قرعہ غلام میّت کی حریّت خارج ہو تو وہی محکوم بحریت ہوگا اور مالک کے حق مین ثلث متروکہ محسوب کیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا اجر و ثواب اوسکو حاصل ہوچکا اور اگر دونون زندہ غلامون مین سے کسیکی حریت خارج ہو تو غلام میّت بر حالتِ رقیت مین وفات پانیکا حکم کیا جائیگا لیکن وہ وارث کے لیے منجملۂ ترکہ محسوب نکیا جائیگا (اوسکے دو ثلث مین داخل نہوگا) اسلیے کہ وارث نے اوسپر قبضہ نہین کیا اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور اون دونون مین سے اوسقدر آزاد کیا جائیگا جسکی کہ ترکۂ باقیہ کا ثلث گنجایش رکھتا ہوگا پس اگر دونون غلامون کی قیمت مساوی فرض کیجائے تو اونمین سے اوس غلام کے دو ثلث آزاد کیے جائینگے جسکی حریت بذریعۂ قرعہ خارج ہو)

ولو عجز احدهما كمل الآخر من الثلث منه ولو فضل كان فاضله رقيقا واما السراية فمن اعتق شقصا من عبده سرى العتق فيه كله اذا كان جائز التصرف صحيحا وان كان له فيه شريك تم ان كان موسرا قوم عليه ان كان موسرا او سعى العبد في فكاك ما بقي منه ان كان معسرا وقيل ان قصد الاضرار فكذلك الا ان كان موسرا وبطل عتقه ان كان معسرا وان قصد القربة عتقت حصته وسعى العبد في حصة الشريك ولا يجب على المعتق فكه فان عجز العبد او امتنع من السعي كان له من نفسه ما اعتق وللشريك ما بقي وكان كسبه بينه وبين الشريك ونفقته وفطرته عليهما ولو هاياه شريكه في نفسه صحت وتناولت المهاياة المعتاد والنادر كالصيد والالتقاط ولو كان المملوك بين ثلاثة فاعتق اثنان قوم عليهما حصة الثالث بالسوية تساوت حصصهما او اختلفت وتعتبر القيمة وقت العتق *

اور اگر منجملہ اون دونون کے ایک غلام (جسکی حریت بذریعہ قرعہ خارج ہوئی ہی) کی قیمت ثلث متروکہ سے قاصر ہو تو اوسکی تکمیل دوسرے غلام مین کیجائیگی اور اگر اوسمین سے کچھ فاضل رہیگا تو وہ فاضل بقید رقیت باقی رہیگا دوسرا سبب سرایت ہی پس جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام یا کنیز) کے کسی جز کا اعتاق (آزاد کرنا) کریگا تو یہ عتق مجموع مملوک مین سرایت کریگا (اگرچہ اوسکے پاس علاوہ مملوک مذکور کے کوئی مال نہو) بشرطیکہ اوسکا معتق (آزاد کرنیوالا) صحیح اور جائز التصرف ہو (مریض اور محجور علیہ نہو) اور اگر معتق مذکور کا اوس مملوک مین کوئی دوسرا شخص بھی شریک ہو تو اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ موسر (خوشحال) ہو اور اگر معسر (تنگ حال) ہو تو مملوک پر اپنے مابقی کے چھوڑانے مین سعی کرنا واجب ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر معتق نے شریک کے اضرار (ضرر رسانی) کا قصد کیا ہو تو اوسپر مملوک کا چھوڑانا لازم ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہو تو اوسکا عتق باطل ہوگا اور اگر معتق نے اوسکو بقصد قربت آزاد کیا ہو تو اوسی کا حصہ آزاد ہوگا اور حصۂ شریک کے قیمت کے بہم پہونچانے مین مملوک پر سعی کرنا لازم ہوگا اور معتق پر اوسکا چھوڑانا واجب نہوگا پس اگر مملوک عاجز ہو جائے یا سعی کرنے سے انکار کرے تو اوسکو اپنے نفس مین بقدر حریت اختیار رہیگا اور باقی شریک کا مال ہوگا اور جو مال کہ مملوک مذکور کے کسب سے حاصل ہوگا وہ اون دونون (مملوک اور شریک) مین بہ نسبت تقسیم ہوگا اور اسیطرح اوسکا نفقہ و فطرہ وغیرہ بھی اون دونون سے بہ نسبت متعلق ہوگا اور اگر مملوک مذکور سے اوسکے نفس کا شریک مہایاۃ (یعنی آقا کا اپنے مملوک کے زمانہ کو باہم اسلیے تقسیم کر لینا کہ جسکے زمانے مین اوسکا جسقدر کسب ہو وہ اوسی سے متعلق ہے) کرے تو صحیح ہوگی اور مہایاۃ مذکورہ کسب معتاد (غالب) اور نادر دونون کو شامل ہوگی جیسے صید (شکار کرنا) اور التقاط (لقطہ وغیرہ کا پانا) اور اگر کوئی مملوک تین مالکون مین مشترک ہو اور اون مین سے دو شریک اپنے حصون کو دفعۃً آزاد کر دین تو اون دونون پر شریک ثالث کے حصہ کی قیمت بالسویہ (برابر) لازم ہوگی خواہ مملوک مذکور مین اون دونون کے حصے مساوی ہون یا مختلف اور تشخیص قیمت وقت عتق کی

قیمت کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وقت حیلولت (شریک کو اوسکے حصہ مین تصرف کرنے سے ممنوع کرنا) یہی ہی اور شریک کا حصہ ادائے قیمت کیوقت آزاد ہوگا اور وقت اعتاق آزاد نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حصہ شریک کے آزاد ہونےمین ادائے قیمت کے وقت کی مراعات کیجائیگی (پس اگر قیمت کو ادا کیا تو اوسکا وقت صیغہ سے آزاد ہونا منکشف ہوگا والا اوسکا اصل سے مملوک ہونا ظاہر ہوگا) اور اگر معتق بھاگ جائے تو اوسپر تا وقت عود (واپس آنا) صبر کیا جائیگا اور اگر تنگدست ہو تو اوسکو تا حصول یسار (خوشحالی) مہلت دیجائیگی اسلیے کہ اوسکا حق محض بھاگ جانے سے باطل نہوگا کیونکہ اوسکا سبب حاصل ہو چکا ہی اگرچہ ادائے قیمت پر موقوف ہی (پس جسوقت تک کہ حصہ شریک کی قیمت ادا نہوگی اوسوقت تک مملوک مذکور ملک شریک مین باقی رہیگا اور قول بالمراعات کی بنا پر اگر اوسکی قیمت ادا ہوئی تو اصل سے اوسکا آزاد ہونا منکشف ہوگا اور اگر ادا نہوئی تو اصل سے اوسکا رقیق ہونا معلوم ہوگا اور جو لوگ وقت اعتاق سے آزاد ہو جانے کے قائل ہین اونکے نزدیک حصہ شریک کی قیمت اوسکے ذمہ پر دین ہوگی اور عدم عود کی صورت مین اوسکا نقصان لازم آئیگا) اور اگر قیمت مملوک مین معتق و شریک اختلاف کرین تو قول معتق مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم زیادت اور برات ذمہ ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قول شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب اوسکے قبضہ سے منتزع ہوتا ہی اور اگر معتق اوس مملوک مین کسی ایسے عیب کا مدعی ہو جو نقصان قیمت کو مستلزم ہو تو قول شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل سلامت از عیب ہی اور قول معتق اوسکے مخالف ہی اور جو یسار (خوشحالی) کہ اسمقام مین معتبر ہی اوس سے علاوہ اپنی قوت روز و شب کے اوسقدر مال کا مالک ہونا مراد ہی جو نصیب شریک کی قیمت کے مساوی ہو اور اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے کسی جزء کا وارث ہو جو اوسپر آزاد ہو جائے (جیسے ماں یا باپ) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شخص مذکور پر باقی شرکاء کے حصون کی قیمت کا اونکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ یہ سرایت بوجہ مباشرت حاصل نہین ہوئی اور اگر کوئی شخص بعض غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی

وليس له غيره لم يقوم على الورثة بأجمعه وكذا لو اعتقه عند موته اعتق ولم يقوم من الثلث والاعتبار عليه بقيمته بعد الوفاة وبالمنجز عند الاعتاق والاعتبار في قيمة التركة باقل الامرين من حين الوفاة الى حين القبض لان التالف بعد الوفاة غير معتبر والزيادة مملوكة للوارث ولو اعتق الحامل تحرر الحمل وان استثنى رقه على رواية السكوني عن ابي جعفر عليه السلام وفيه اشكال منشأه عدم القصد الى عتقه تفريع اذا ادعى كل من الشريكين على صاحبه عتق نصيبه وكان كل واحد منهما اليمين لصاحبه فيستقر رق نصيبهما واذا دفع المعتق قيمة نصيب شريكه هل يعتق عند الدفع او بعده فيه تردد والاشبه انه بعد الاداء ليقع العتق عن ملك ولو قيل بالاقتران كان حسنا واذا اشهد بعض الورثة بعتق مملوك لهم

وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے کوئی مال نہو تو ورثہ پر باقی غلام کی قیمت نہ لگائی جائیگی اسلیے کہ اونھون نے غلام مذکور کو اپنی طرف سے آزاد نہین کیا بلکہ مورث کی طرف سے آزاد کیا ہی (پس صورت مذکورہ مین غلام پر سعی کرنا لازم ہوگا) اور اسیطرح اگر اوسکو اپنی وفات کے قریب آزاد کرے تو اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد کیا جائیگا اور اوسپر غلام مذکور کی قیمت نہ لگائی جائیگی اور غلام موصی بہ (جسکے آزاد کرنے کی وصیت ہوئی ہو) کی قیمت مین بعد وفات کا اعتبار کیا جائیگا اور قیمت منجز (غیر معلق علی الموت) مین وقت اعتاق کا اعتبار کیا جائیگا اور قیمت ترکہ مین وقت وفات سے وقت قبض تک اقل الامرین کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وفات موصی کے بعد اور قبضہ وارث کے قبل جو نقصان واقع ہوگا اوسکا اعتبار نہوگا (یعنے وہ نقصان وارث سے مجرا نہ لیا جائیگا) اور جو زیادتی حادث ہوگی وہ وارث کی مملوک ہوگی اسلیے کہ وہ زیادتی ملک وارث کی نماء ہی کیونکہ ترکہ اوسکی طرف منتقل ہو چکا ہی اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کو آزاد کرے تو روایت سکونی کی بنا پر جو حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہی اوسکا حمل بھی آزاد ہو جائیگا اگرچہ اوسکی رقیت کا استثنا بھی کرلے اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا یہ ہی کہ معتق نے اوسکے عتق کا قصد نہین کیا **تفریع** جبکہ کسی مملوک مین دو شخص معسر (خوشحال) شریک ہون اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک نصیب آخر کے عتق کا مدعی ہو تو ہر ایک شریک دوسرے کے لیے حلف کرنا لازم ہوگا بعد ازان اون دونون کے نصیب کی رقیت مستقر ہو جائیگی اور جبکہ معتق مملوک حصۂ شریک کی قیمت کو ادا کرے تو آیا مملوک مذکور ادائے قیمت کے ساتھ آزاد ہو جائیگا یا ادائے قیمت کے بعد آزاد ہوگا اسمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ وہ بعد ادا آزاد ہوتا ہی اسلیے کہ وقوع عتق مین مملوک کا مسبوق بالملک ہونا ضرور ہی اور اگر اقتران کے قائل ہون (بایمعنی کہ عتق و ملک کا حصول معًا ہوتا ہی اور تحقق ملک کو وقوع عتق پر فقط سبق ذاتی ہوتا ہی) تو خوب ہی اور جبکہ کوئی وارث اپنے مورث پر ایسے کنیز یا غلام کے عتق کی شہادت دے جو کل ورثہ کا مملوک ہو تو فقط

اور اسیطرح قیمت پر بھی نہ لگائی جاویگی ۱۲

اور میت پر اسلیے نہ لگائی جائیگی کہ وہ وقت نفوذ تنگدست ہی کیونکہ اوسکا ترکہ ورثہ کی طرف منتقل ہو گیا ۱۲

دوسرے شریک کا حصہ ۱۲

آزاد کرنے والا ۱۲

یعنے سبق زمانی ۱۲

مضى العتق في نصيبه فان شهد آخر وكان مرضيين نفذ العتق في كله ولا مضى في نصيبهما ولم يكلف شراء الباقي

وامّا الملك فاذا ملك الرجل او المرأة احد الابوين وان علوا او احد الاولاد ذكرانا او اناثا وان نزلوا انعتق في الحال وكذا لو ملك الرجل احدى المحرمات عليه نسبا ولا ينعتق على المرأة سوى العمودين ولو ملك الرجل من جهة الرضاع

اوسکے نصیب مین عتق نافذ ہوگا اور اگر کوئی دوسرا وارث بھی مملوک مذکور کے عتق کی شہادت دے اور وہ دونون وارث مقبول الشہادت ہون تو مجموع مملوک مین عتق نافذ ہوگا اسلیے کہ شہادت عادلین مطلقاً ہے اور اگر مقبول الشہادت نہون تو فقط اونہین دونون کے نصیب مین نافذ ہوگا اور اون دونون مین سے کسی کو باقی مملوک کے خرید کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اسلیے کہ وہ خود معتق نہین ہے (لکن مملوک سے باقی شرکاء کے لیے سعی کرائی جائیگی) **تیسرا سبب** ملک ہے پس جبکہ کوئی مرد یا عورت احد الابوین مین سے کسی شخص کا مالک ہو تو وہ بمجرد ملک آزاد ہوجائیگا اگرچہ عالی (جیسے دادا و دادی اور نانا و نانی اور اونکے ماں باپ اور اجداد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد یا عورت اپنی اولاد مین سے کسی شخص کا مالک ہو (خواہ وہ اولاد ذکور ہو یا اناث) تب بھی فوراً آزاد ہوجائیگا اگرچہ پست (جیسے پوتا پوتی اور اونکی اولاد اور اولاد الاولاد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد اپنے محارم نسبیہ (جیسے عمہ و خالہ وغیرہ) مین سے کسی عورت کا مالک ہو تو وہ بھی آزاد ہوجائیگی اور عورت ایسے عمودین (آبا و اولاد) کے سوا اور کوئی عزیز آزاد نہین ہوتا اور اگر کوئی مرد جہت رضاع سے اوس شخص کا مالک ہو جو اوسپر از راہ نسب آزاد ہوجاتا ہے تو آیا وہ بھی اوسپر آزاد ہوجائیگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین لکن اون دونون مین اشہر یہ ہے کہ وہ بھی آزاد ہوجائیگا اور جسوقت کہ ملک کا تحقق ہوگا اوسیوقت عتق کا بھی ثبوت ہوگا (یعنے اون دونون کے حصول مین اقتران اور ملک کو عتق پر محض سبق ذاتی ہوگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا) اور جو شخص کہ بعد ملک آزاد ہوجاتا ہے اور اگر کوئی شخص اوس عزیز کے کسی جزء کا مالک ہو جسکا مجموع بعد ملک آزاد ہوجاتا ہے تو وہ جزء بھی آزاد ہوجائیگا (مثلاً اگر کوئی شخص نصف پدر یا مادر کو خرید کرے تو وہ نصف بھی اوسپر اوسیطرح آزاد ہوجائیگا جسطرح کہ مجموع پدر یا مادر کو خرید کرتا اور وہ آزاد ہوجاتا) اور جبکہ کوئی شخص اوس عزیز کے کسی جزء کا مالک ہو جو اوسپر آزاد ہوجاتا ہے تو اوسپر حصہ شریک کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ معسر (تنگدست) ہو اور اسیطرح

من ينعتق عليه بالنسب هل ينعتق عليه فيه روايتان أشهرهما العتق وتثبت العتق حين الملك ومن ينعتق كله بالملك ينعتق بعضه بملك ذلك البعض واذا ملك شقصا ممن ينعتق عليه لم يقوّم عليه ان كان معسرا

فصل جب کوئی شخص وفات پاوے
اور اوسکا وارث کسیکا غلام ہو اور
اوسکے سوا کوئی وارث نہو تو اوسکی قیمت اوسکے آقا کو
دیجائیگی اور اوس سے تحریر کر آزاد کیا جائیگا جیسا کہ کتاب المیراث میں مذکور ہوگا
کبھی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریر و دفع قیمت اوسکے آزاد ہو جانیکو کافی ہے یا اوسکے
یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ صیغہ عتق کے جاری کرنیکی بھی حاجت ہوگی کہ بظاہر مصنف علیہ الرحمہ کی یہ مراد نہیں ہے
سلئے کہ کتاب المیراث میں عنقریب مذکور ہوگا کہ غلام کی قیمت اوسکے آقا کو تحریر کیا جائیگا اور پھر آزاد کیا جائیگا بظاہر مراد یہ ہے کہ دفع قیمت
بھی مجملہ اسباب عتق ہے اگرچہ کسی دوسرے امر پر موقوف ہو کہ مختصر نافع میں بھی اس مطلب کو اسی قسم کی عبارت سے ادا فرمایا ہے و کذا الوکالت
وارث ناقابل وارث کہ غلام ہے دفعت قیمتہ الی مولاہ اور شارح علیہ الرحمہ نے عبارت مذکورہ کے بعد وعتق فرمایا ہے جس سے
بظاہر احتمال اول کی تائید ہوتی ہے اگرچہ عتق قہری سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ غلام مذکور کے آزاد کرنے میں اوسکے آقا کی رضا کا
اعتبار نکیا جائیگا اور دوسرے مقام پر مصنف نے تحریر فرمایا ہے ولو لم یکن
وارث سوی المملوک اجبر مولاہ علی اخذ قیمتہ فیعتق لیحوز المال جس سے معلوم ہوتا
کہ آقا کے غلام پر اخذ قیمت میں جبر کیا جائیگا اور اوسکی رضا کا اعتبار نہوگا
لیکن اس فرمانے قہری کے بعد صیغہ عتق کے جاری کرنیکا
اعتبار کلام مصنف سے ثابت
نہیں ہوتا ہے لیکن

تنقیق کا لحاظ ہے ... شارح علیہ الرحمہ ... وصریح اخبرین
... موقوف ہو ... وعلیہا ... من تیمیل الشرائط ... کا ... بن
اور اعتاق ... کا العبادات ... مثل عبارات ... علیہ ...
[illegible]
توقف عتقہ ... تعلق ... عبارت سے اس مطلب کا ... ہو جائے
حاصل الشرع وفات ... کی نظام عبارت ... دفع قیمت کے بعد ...
حاجت ہو کہ کلام مصنف ... صیغہ ... علیہ ... مباشرت ... ہیں
حاشیہ کی عبارت کتاب ... مفصل ... اول ... عتق
اور ... اعتاق ... **صفحہ ۱۰۵** ... بیان ... عتق
متعلقہ ... **حاشیہ** ... **اول** ... **سوم**

ولكن الوصلة بغير اختياره ولو ملكه باختياره وكان موسرا قال الشيخ يقوم عليه وفيه تردد فرعان الاول اذا اوصى لصبي او مجنون بمن ينعتق عليه فللولي ان يقبل ان لم يتوجه به ضرر على المولى عليه فان كان عليه ضرر لم يجز فيه القبول لانه عطية ... نفقته الثاني لو اوصى له ببعض من ينعتق عليه وكان معسرا جاز القبول ولو كان المولى عليه موسرا قيل لا يقبل لانه يلزمه افتكاكه والوجه القبول اذ الاشبه انه لا يقوم عليه

اگراوسکا بدونِ اختیار (جیسے بذریعۂ میراث پہونچا) مالک ہو تب بھی اوسپر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی اور اگر اوس جزو کا اپنے اختیار سے (جیسے اوسکا خرید کرنا) مالک ہوا اور موسر (خوشحال) ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے سبب کو اختیار کیا ہی جو مباشرت عتق کے مثل ہو اور ہمین تردد ہو اسلیے کہ صورتِ مذکورہ مین اوسنے ملک کو اختیار کیا ہی جسپر اوسکا درحقیقت مباشرِ عتق ہونا صادق نہین آتا اور اس مقام پر **دو فرعین** مذکور ہوتی ہین **اوّل** جب کوئی شخص کسی طفل یا مجنون کے لیے اوس مملوک کی وصیّت کرے جو اوسپر آزاد ہوجائے تو ولی کو اونکی طرف سے وصیّت کا قبول کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ قبول کرنے کی وجہ سے اونکا کوئی ضرر (جیسے انفاق کرنا) نہو اور اگر کوئی ضرر ہو تو قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ ایسی وصیت کے قبول کرنے مین طفل ومجنون کے لیے کوئی مصلحت وفائدہ نہین ہی جسطرح کہ کسی مریض وفقیر کے ساتھ وصیّت کرنے مین قبول کرنا جائز نہین ہوتا کہ وجوب نفقہ سے براءت رہے **دوم** اگر کوئی شخص طفل یا مجنون کے لیے ایسے مملوک کے کسی جزو کی وصیّت کرے جو اوسپر آزاد ہوجائے اور مولی علیہ (طفل یا مجنون) معسر (تنگدست) ہو تو اوسکے ولی کو وصیت مذکورہ کا قبول کرنا جائز ہوگا اور اگر موسر (خوشحال) ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ مولی علیہ پر مملوک مذکور کا قید رقیّت سے چھوڑانا واجب ہوگا جو باعثِ ضرر ہی لیکن جوازِ قبول بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ صورتِ مذکورہ مین علی الاشبہ مولی علیہ پر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی کیونکہ مملوک مذکور کا دخول مولی علیہ کی ملک مین اوسکے اختیار سے ہوا ہی **چوتھا سبب** عوارض ہین اور وہ پانچ ہین **اوّل** عمی (نابینائی) **دوم** جذام (کوڑھ) **سوم** اقعاد (زمین گیر ہونا) **چہارم** مملوک کا دار الحرب مین اپنے آقا سے قبل اسلام لانا **پنجم** مملوک وارث کی قیمت کا اوسکے آقا کے حوالہ کرنا اور آیا جس مملوک کا کہ اوسکے آقا نے مثلہ (آنکھ کا نکال ڈالنا یا ہاتھ یا پاؤن وغیرہ کا قطع کرنا جسکو تنکیل بھی کہتے ہین جسکی تشخیص کا عرف پر مدار ہی) کیا ہو وہ بھی آزاد ہوجائیگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن روایت مین منقول ہوا ہی کہ وہ بھی آزاد ہوجائیگا اور کبھی استیلاد

واما العوارض فهي العمى والجذام والاقعاد واسلام المملوك في دار الحرب سابقا على مولاه ...

(کنیز کا اپنے آقا سے حاملہ ہونا) بھی تدبیر و کتابت کی طرح سبب عتق ہوتا ہی بہذا فصول ثلثہ کا ایک ہی کتاب مین ذکر کیا جاتا ہی اسلیے کہ اونکا ثمرہ ازالہ رق ہی جو ان تینون مین مشترک ہی ۔

کتاب التدبیر والمکاتبۃ والاستیلاد پس اس کتاب مین تین فصلین ہین **پہلی فصل** تدبیر کے بیان مین تدبیر سے عتق مملوک کا وفات آقا پر معلّق کرنا مراد ہی اور آیا تدبیر مین عتق مملوک کا آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص (جیسے زوجِ کنیز یا مخدومِ مملوک) کی وفات پر معلّق کرنا بھی صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی

جسکی خدمت کرنے کے لیے مملوک کو عاریت وغیرہ دیا ہو ۱۲

لکن تعلیق مذکور کا صحیح اور جائز ہونا اظہر ہی جسکا مستند نقل ہی اور احوالِ مدبر پر مطلع ہونے کے لیے تین مقصدون کا بیان کرنا ضرور ہی **پہلا مقصد** عبارات صیغہ اور اون امور کے بیان مین جنسے کہ تدبیر حاصل ہوتی ہی پس جو لفظ کہ حصولِ تدبیر پر بصراحت دلالت کرتا ہی وہ فقط انت حرّ بعد وفاتی (تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) اور اذا متُّ فانت حرّ یا عتیق یا معتق (جبکہ مین وفات پاؤن تو تو آزاد ہی) ہی اور ادوات شرط (وہ حروف جو تعلیق پر دلالت کرتے ہین جیسے ان ۔ اذا ۔ متی ۔ مہما وغیرہ وغیرہ) کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہین ہی اور اسیطرح اون الفاظ کے اختلاف کا بھی اعتبار نہین ہی جنسے مملوک مدبر کی تعبیر کیجاتی ہی جیسے ہذا یا ہذہ یا انت یا ہو یا فلان وغیرہ اور اسیطرح اگر متی مت یا ای وقت یا ای حین وغیرہ کہے تب بھی کافی ہوگا اور کسی خاص لفظ کا اعتبار نکیا جائیگا اور تدبیر کی دو قسمین ہین **اوّل** مطلق (جسمین کوئی شرط نہو) جیسے اذا متُّ فانت حرّ **دوم** مقید (جسمین کوئی قید و شرط ہو اور اسیکو مشروط بھی کہتے ہین) جیسے اذا متّ فی سفری ہذا یا مرضی ہذا یا فی سنتی ہذہ یا فی شہری یا فی شہر کذا وغیرہ اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے انتَ مُدبَّرٌ کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو تدبیر منعقد نہوگی لیکن اگر عبارتِ مذکورہ کے بعد فاذا متّ فانت حرّ بھی کہے تو تدبیر صحیح ہوگی اور صیغۂ تدبیر کا اعتبار کیا جائیگا اور عبارتِ سابقہ کا کوئی اعتبار نہوگا اور اگر کوئی مملوک دو مالکون مین مشترک ہو اور وہ دونون اوس مملوک سے مخاطب ہو کر کہین اذا متنا فانت حرّ (جبکہ ہم دونون وفات پائین تو تو آزاد ہی) تو اون دونون مین سے

انصرف قول كل واحد منهما الى نصيبه وصح التدبير ولم يكن معلقا على الشرط ويعتق بموتهما ان خرج كل واحد من ثلث ماله نصيبه ولو خرج احدهما عتق نصيبه والآخر يبقى نصيبه او بعضه رقيقا ولو مات احدهما عتق من ثلثه نصيبه وبقي نصيب الآخر في الرق الى موته ويشترط في الصيغة المذكورة العقل لان الاول شرط الثاني فلا اعتبار لعبارة الساهي ولا الغالط ولا السكران ولا المكره

ہرایک کا قول وہی کے نصیب کیطرف منصرف ہوگا اور تدبیر صحیح ہوجائیگی و معلق علی الشرط نہوگی اور مملوکِ مذکور اون دونون کی وفات کے بعد آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ ہرایک کے نصیب کی وسکا ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو اور اگر اون دونون مین سے ایک کا ثلث متروکہ اوسکے نصیب کی گنجائش رکھتا ہو تو اوسیکا نصیب آزاد ہوگا اور دوسرے کا نصیب کلًا یا بعضًا بقید رقیت باقی رہیگا (یعنی جسقدر نصیب کی اوسکا ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اوسیقدر آزاد ہوگا اور باقی بقید رقیت باقی رہیگا) اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک وفات پائے تو فقط اوسی کا نصیب اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوجائیگا اور دوسرے کا نصیب اوسکے وفات پانے تک بقید رقیت باقی رہیگا اور صیغۂ مذکورہ مین دو شرطون کا اعتبار ضرور ہی پہلی شرط نیت کا متحقق ہونا پس عبارت ساہی (بھولے سے کلام کرنے والا) و غالط (غلطی سے کہنے والا) و سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوجائے) کے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسی طرح اوس مکرہ (مجبور) کی عبارت کا بھی اعتبار نکیا جائیگا جسکا قصد بوجہ اکراہ مرتفع ہوجائے اور آیا صحتِ تدبیر مین نیتِ قربت کا متحقق ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا شرط نہونا بوجہ نہین ہی دوسری شرط صیغۂ تدبیر کا قول مشہور کی بنا پر شرط (جسکا تحقق ضروری نہو جیسے مسافر کا واپس آنا) و صفت (جسکا تحقق ضروری ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) سے مجرّد (خالی) کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کہے ان قدم المسافر فانت حرّ بعد وفاتی (اگر مسافر واپس آئے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) تو تدبیر منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے اذا اهل شهر رمضان فانت حرّ بعد وفاتی (جبکہ ماہِ رمضان کا ہلال نمودار ہو تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) تب بھی منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے انت حرّ بعد وفاتے بسنة یا بشهر (تو میری وفات سے ایکسال یا ایک مہینہ کے بعد آزاد ہی) تب بھی تدبیر صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ان ادیت الی یا الی ولدی کذا فانت حرّ بعد وفاتی (اگر مجھکو یا میرے فرزند کو پانچسو روپیہ دے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) تب بھی مدبر یا کتابت

تعليق على الوفاة ... او شرط او صفة ... والذي لا قصد له ولو اشترط نية القربة تردد والوجه انه غير مشترط والثاني تجريدها عن الشرط والصفة في قول مشهور للاصحاب فلو قال ان قدم المسافر فانت حر بعد وفاتي او اذا اهل شهر رمضان مثلا لم ينعقد وكذا لو قال بعد وفاتي بسنة او شهر وكذا لو قال ان اديت الي او الى ولدي كذا فانت حر بعد وفاتي لم يكن مدبرا

صحیح ہوگی اور کنیز مدبّرہ (جسکی تدبیر کی گئی ہو) اپنے آقا کی رقیّت مین باقی رہتی ہو اور اوسکو کنیز مذکورہ سے وطی کرنے اور اوس مین استخدام (خدمت لینا) وغیرہ کے ساتھ تصرّف کرنے کا اختیار باقی رہتا ہو اور اگر کنیز مذکورہ اپنے آقا سے حاملہ ہو جائے تو اوسکی تدبیر باطل ہوگی اور اگر اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ وفات اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگی اور اگر ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسکا مابقی نصیب ولد سے آزاد کیا جائیگا (اور اگر نصیب ولد بھی قاصر ہو تو کنیز مذکورہ کو مابقی کے لیے سعی کرنا لازم ہوگا جسکا ذکر آئندہ آئیگا) اور اگر کنیز مدبّرہ کسی مملوک سے حاملہ ہو جائے تو کنیز مذکورہ کی طرح اوسکا مولود بھی مدبر ہوگا خواہ بوجہ عقد حاملہ ہو یا بوجہ زنا یا بشبہا اور اگر کنیز مذکورہ کا آقا اوسکی تدبیر مین رجوع کرے (یعنی تدبیر کو فسخ کرے) تو اوسکے مولود کی تدبیر مین رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ رجوع کرنا اوس تدبیر مین صحیح ہو جو بعینہٖ تدبیر حاصل ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ آقائے کنیز کو اوسکے مولود کی تدبیر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ جو ادلہ جواز رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتے ہین وہ عام ہین لکن قول اوّل مروی ہو اور اسیطرح اگر غلام مدبر سے کوئی ایسا مولود پیدا ہو جو اوسکے آقا کا مملوک ہو (مثلاً اوسکی کنیز سے پیدا ہو یا کسی دوسرے شخص کی کنیز سے پیدا ہوا اور آقائے مدبر نے رقیّت مولود کو شرط کر لیا ہو) تو اپنے باپ کیطرح وہ مولود بھی مدّبر ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز کی تدبیر کرے بعد ازان اوسکو فسخ کرے پھر وقت فسخ سے چھ مہینے بعد کنیز مذکورہ کے ولادت ہو تو اوسکا مولود مدبر نہوگا اسلیے کہ بعد فسخ اوسکے متجدّد ہونیکا بھی احتمال ہو ہان اگر چھ مہینے سے قبل ولادت ہو تو مولود بھی مدّبر ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین حمل مذکور کا بعد تدبیر موجود ہونا ثابت ہو اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کی تدبیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر آقائے کنیز کو اوسکا حاملہ ہونا معلوم ہو تو حمل بھی مدبر ہوگا و الّا اوسکی رقیّت مین باقی رہیگا جیسا کہ روایت وشا مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ وہ حمل مدّبر نہوگا (خواہ آقا کو وقت تدبیر اوسکا موجود ہونا معلوم ہوا ہو یا نہو) اسلیے کہ آقا نے اوسکی تدبیر کا

قصد نہین کیا تھا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو دوسرا مقصد مباشر (جو شخص تدبیر کو واقع کرے) کے بیان مین مباشر تدبیر کا بالغ اور عاقل اور قاصد اور مختار (غیر مجبور) اور جائز التصرّف (غیر محجور علیہ) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو پس اگر کوئی صبی تدبیر کریگا تو اوسکی تدبیر صحیح نہو گی لیکن روایت مین وارد ہوا ہو کہ طفل دہ سالہ و ممیّز کی تدبیر صحیح ہوگی اور مجنون و مکرَہ (مجبور) و سکران جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہوجائے) اور ساہی (بھولکے کلام کرنے والا) کی تدبیر صحیح ہو اور آیا کافر کا تدبیر کرنا صحیح ہو یا نہین اشبہ یہ ہو کہ صحیح ہو خواہ حربی ہو یا ذمّی اور اگر کوئی مسلم اپنے مملوک کی تدبیر کرنیکے بعد مرتد ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہو گی اسلیے کہ بوجہ ارتداد اوسکا مال اوسکی ملک سے خارج نہین ہوا پس اگر مرتد مذکور حالتِ ارتداد مین وفات پائے تو مملوک مدبر اوسکے ثلثِ متروکہ سے آزاد ہوگا یہ کلام اوس صورت مین تھا کہ جب ارتداد از فطرت نہو (بلکہ ارتداد از ملت ہو) اور اگر ارتداد از فطرت ہو تو مدّبر مذکور وفات مولی کے بعد آزاد نہوگا اسلیے کہ اوسکی ملک اوس سے خارج ہوگئی اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ ارتداد از فطرت بمنزلہ موت ہو لہذا مدّبر مذکور کے انعتاق کا قائل ہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص ارتداد از ملت کے بعد اپنے مملوک کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اوسکی ملک باقی ہو اور صحتِ تدبیر مین نیت قربت کا تحقق شرط نہین ہو اور اسمین تردد ہو کیونکہ وہ محجور علیہ ہو لہذا اوسکا تصرف صحیح ہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص ارتداد از فطرت کے بعد تدبیر کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اوسکا مال بوجہ ارتداد اوسکی ملک سے خارج ہوجاتا ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے تدبیر و مرتد کے جواز و صحت مین اطلاق کیا ہو اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ مرتد فطری کی ملک زائل ہوجاتی ہو اور اگر کوئی کافر اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان مملوکِ مذکور اسلام کو قبول کرے تو اوسکا کسی مسلمان کے ہاتھ قہراً فروخت کرنا واجب ہوگا خواہ آقائے مدبر اوسکی تدبیر کو فسخ کرے یا نکرے اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہوسکتا اور اگر آقائے مدّبر اوسکے فروخت کرنے اور تدبیر کے فسخ کرنے سے قبل وفات پائے تو مدبر مذکور اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا اور اگر ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسیقدر آزاد ہوگا جسکی وہ گنجائش رکھتا ہوگا اور باقی مملوک اوسکے وارث کیطرف

بحریہ ما یحتمل وکان الباقی للوارث ؛

مسائل الاولی فی الاحکام وهی المقصد الثالث العلومة ... ورجع بالاشارة ... صحة ... خرس ... رجوعه ولو دبر ثم ... بالاشارة وکذا تدبیر الاخرس ... بیع علیه وان کان کافرا استقر ملکه فان کان مسلما

منتقل ہوگا پس اگر وارثِ مذکور مسلم ہوگا تو مملوکِ مذکور پر اوسکی ملک مستقر ہو جائیگی اور اگر کافر ہوگا تو وہ مملوک کسی مسلم کے ہاتھ قہراً فروخت کیا جائیگا اور تدبیر اخرس (گونگا) اوسکے ایسا اشارہ کرنے سے صحیح ہوگی جو ایقاع تدبیر پر دلالت کرتا ہو اسلیے کہ اوسکا اشارہ جملہ تصرفات مین لفظ کے قائم مقام ہے اور اسیطرح اوسکو تدبیر کا اشارہ سے فسخ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر کوئی شخص حالت صحت مین اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان اخرس ہو جائے اور تدبیر کو باشارۂ مفہمہ (جو رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتا ہو) فسخ کرے تو صحیح ہوگا

تیسرا مقصد احکامِ تدبیر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** تدبیر مملوک صحتِ رجوع اور خروج از ثلث وغیرہ مین بمنزلۂ وصیت ہے (اور وصیت محضہ نہین ہے) پس تدبیر کا وصیت کی طرح فسخ کرنا جائز ہے خواہ قولاً فسخ کرے مثلاً کہے رجعت فی ھذا التدبیر (مینے اس تدبیر مین رجوع کیا) یا فعلاً جیسے مملوک مدبر کا کسی کے لیے ہبہ یا وقف کر دینا یا اوسکو آزاد کر دینا یا اوسکے ساتھ وصیت کرنا خواہ تدبیر مطلق ہو (وفات مین کوئی شرط نلگی ہو) یا مقید ہو (وفات مین سفر یا مرض وغیرہ کی شرط لگی ہو) اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک مدبر کو فروخت کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی (اگرچہ فسخ تدبیر کا قصد نکیا ہو) اسلیے کہ فروخت کرنے سے اوسکی ملک زائل ہو جاتی ہے جو بقائے تدبیر کے منافی ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر تدبیر مین رجوع کرنے کے بعد اوسکو فروخت کریگا تو اوسکے رقبہ کی بیع صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر اوسکے فروخت کرنے سے رجوع فی التدبیر کا قصد کریگا تب بھی بیع رقبہ صحیح ہوگی اور اگر قصد نکریگا تو عقد بیع فقط اوسکی خدمت مین نافذ ہوگا اور اوسکے رقبہ مین نافذ نہوگا اور وفاتِ آقا کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کا اسطرح انکار کرے کہ اوس سے تدبیر کا فسخ کرنا مقصود نہو تو یہ انکار داخل رجوع نہوگا (اسلیے کہ انشائے رجوع اور انکارِ اصل مین فرق بین موجود ہے علاوہ برین نسیان وغیرہ کا بھی احتمال ہے) اور اگر کوئی مملوک اپنے مدبر ہونیکا مدعی ہو اور اوسکا آقا انکار کے بعد حلف کرے تو اوسکی تدبیر نفس الامر مین باطل نہوگی (پس اگر ایسی حالت مین اوسکا آقا وفات پائے

* بشرطیکہ مملوک مذکور درحقیقت اپنے دعوے مین راستگو ہو ۱۲

الثانیة التدبیر بصفة الوصیة یجوز الرجوع فیه کقوله رجعت فی هذا التدبیر وفعلا کان یهب او یعتق او یقف او یوصی سواء کان مطلقا او مقیدا وکذا لو باعه بطل تدبیره وقیل ان رجع ... فی ... رقبته ... بیع خدمته ... وان لم ... نفذ البیع فی ... ولو انکر تدبیره لم یکن رجوعا ... مطلقا نفصل فی البیع خدمته دون رقبته ... ولو ادعی المملوک التدبیر ... المولی ... رجوعا ... ولو ادعی المملوک التدبیر ...

تو وہ فیما بینہ وبین اللہ آزاد ہو جائیگا **دوسرا مسئلہ** مملوک مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہو گا پس اگر مجموع مدبر کے آزاد ہونے کو اوسکا ثلث متروکہ کافی ہو فبہا والا اوسمین سے فقط اوسقدر حصہ آزاد ہو جائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو اور اگر مورث کے پاس مملوک مذکور کے سوا کوئی مال نہوگا تو اوسی کا ثلث آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے کبھی مملوکون کی تدبیر کرے اور جملہ ممالیک اوسکے ثلث ترکہ سے خارج ہون تو وہ سب آزاد ہو جائینگے والا اونمین سے بقدر ثلث آزاد کیے جائینگے پس اگر اونکی ترتیب معلوم ہو تو آزاد کرنے مین الاول فالاول سے ابتدا کیجائیگی تا اینکہ ثلث متروکہ ختم ہو اور اگر اونکی ترتیب مجہول ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اگر میت پر اوسقدر دین ہو جو مستوعب ترکہ ہو تو تدبیر باطل ہوگی اور وہ جملہ مدبر فروخت کیے جائینگے اور اگر اوسکا دین مستوعب ترکہ نہو تو اونمین سے بقدر دین فروخت کیے جائینگے اور باقی کا ثلث آزاد ہو گا اور دین میت کی علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) مطلقاً تقدیم کیجائیگی خواہ تدبیر سابق ہو یا اوس سے لاحق اور جسطرح کہ مجموع مدبر مین رجوع کرنا صحیح ہو اسیطرح بعض مدبر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہو **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص بعض غلام کی تدبیر کرے تو باقی غلام آزاد نہوگا (یعنے سرایت نہوگی) اور اگر شخص مذکور کا کوئی غیر شریک ہو گا تو اوسکو حصہ شریک کے خرید کرنے کی تکلیف نہیجائیگی (یعنے اوسکا ضامن نہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی شخص مجموع غلام کی تدبیر کرے بعد ازان بعض غلام مین رجوع کرے تب بھی یہی حکم ہو گا اور اسیطرح اگر کسی غلام کی دونون شریک تدبیر کرین بعد ازان اون دونون مین سے ایک شریک اپنے حصہ کو آزاد کردے تو اوسپر دوسرے شریک کے حصہ کی تقویم (قیمت لگانا) نکی جائیگی لیکن اس صورت مین تقویم کا قائل ہونا بیوجہ نہین ہے اسلیے کہ یہان پر سرایت کا کوئی مانع نہین ہو لہذا ادلہ سرایت کا عموم محل نزاع کو بھی شامل ہو گا اور اگر احد الشریکین تدبیر کرے بعد ازان آزاد کردے تو اوسپر شریک آخر کے حصہ کا قید رقیت سے چھوڑانا واجب ہو گا اور اگر حصۂ قن (مملوک محض) کا مالک اوسکو آزاد کرے تو اوسپر حصۂ مدبرہ کا چھوڑانا واجب نہوگا اسلیے کہ حصۂ مدبرہ

لم يجب عليه فك حصة المدبرة

کے واسطے جہت عتق (تدبیر) موجود ہے لہذا سرایت ہوگی اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ حصہ مدبر اپنے مالک کی ملک مین باقی ہے لہذا سرایت کا کوئی مانع نہین ہے چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی مملوک مدبر بھاگ جائے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اور مملوک مذکور اور اوسکی وہ اولاد جو بعد اباق (بھاگ جانا) کسی کنیزت پیدا ہوا وسکے آقا کی مملوک ہوگی اور مملوک مذکور کی وہ اولاد تدبیر پر باقی رہیگی جسکی ولادت قبل اباق ہوئی ہو اور اباق مملوک سے اوس اولاد کی تدبیر باطل نہوگی اور اگر کوئی مملوک مرتد ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی پس اگر دار الحرب سے ملحق ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اسلیے کہ یہ اباق ہے اور اگر آقا مملوک اوسکے قرار کرنے سے قبل وفات پائے تو آزاد ہوجائیگا پانچوان مسئلہ مملوک مدبر کا مال کسب اوسکے آقا کی ملک ہوگا اسلیے کہ وہ بقید رقیت باقی ہے اور اگر وفات آقا کے بعد مدبر و وارث اوس مال مین اختلاف کرین جو اوسکے پاس موجود ہو پس مدبر کہے کہ مین نے اس مال کو اوسکی وفات کے بعد حاصل کیا ہے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم تقدم ہے اور اگر مدبر و وارث مین سے ہر ایک شخص اپنے مدعی پر بینہ قائم کرے تو بینہ وارث کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ وہ بینہ خارج ہے جو بینۂ داخل پر مقدم ہے چھٹا مسئلہ اگر مدبر پر نفس کے علاوہ کوئی جنایت واقع ہو تو ارش کا استحقاق اوسکے آقا کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مملوک ہے اور اگر قتل کردیا جائے تو بوجہ فوات محل کے اوسکی تدبیر بھی باطل ہوجائیگی اور اوسکی قیمت کا استحقاق اوسکے آقا کو حاصل ہوگا اور اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو اوسکے مدبر ہونے کی حالت مین قرار پائیگی اسلیے کہ بوجہ تدبیر اوسکی قیمت مین تفاوت ہوجاتا ہے ساتوان مسئلہ جبکہ مدبر کسی شخص پر جنایت کرے تو ارش جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو ارش جنایت کے عوض اوسکا چھوڑانا جائز ہوگا اور آقا کو بوجہ جنایت اوسکے فروخت کرنے کا بھی اختیار ہوگا پس اگر آقا اوسکو چھوڑالیوے تو وہ اپنی تدبیر پر باقی رہیگا اور اگر اوسکو فروخت کرے اور جنایت مستغرق ہو تو اوس قیمت کا مستحق ارش مالک ہوگا اور اگر مستغرق نہو تو مملوک مذکور مین سے اوسقدر حصہ فروخت کیا جائیگا جو بقدر جنایت ہو اور باقی حصہ تدبیر پر باقی رہیگا اور آقا کو مملوک مدبر کی

ولو لاه ان يبيع ولان خدمته ولو لاه ان يبيعه يرجع فى التدبير نص بيعه وعلى ما قلنا ه لو باع رقبته ابتداء صح وكان ذلك نقضا للتدبير وعلى رواية اذا قصد نقض التدبير كان التدبير باقيا ويعتق بموت المولى ولا سبيل عليه ولو مات المولى قبل افتكاكه العتق ولا يثبت الارش فى تركته بالجناية لخروجه عن الملك الثامنة المدبر اذا ابق يبطل التدبير ولو جعل خدمته لغيره حيوة المخدوم بعد موته لا يبطل التدبير بالاباق

منفعتِ خدمت کا فروخت کرنا بھی جائز ہے اور اسیطرح آقا کو مملوک مذکور کا رجوع فی التدبیر کے بعد فروخت کرنا (تنہا خدمت کو فروخت کرے یا مع رقبہ ۱۲) بھی صحیح ہے اور اگر رقبہ مدبّر کو ابتداءً فروخت کرے تب بھی جائز ہوگا اور بیع مذکور سے اوسکی تدبیر باطل ہوگی (اگرچہ فسخ تدبیر کا قصد نکیا ہو) جیسا کہ ہم سابقًا بیان کر چکے ہین اور ایک روایت کی بنا پر اگر اوسکی تدبیر کے باطل کرنیکا قصد کریگا تو تدبیر باقی رہیگی اور وفاتِ آقا کے بعد آزاد ہوجائیگا اور اوسپر کوئی سبیل باقی نرہیگی اور اگر مدبّر جانی (جنایت کرنیوالا) کے چھوڑانے یا فروخت کرنے سے قبل اوسکا آقا وفات پائے تو آزاد ہوجائیگا اور ترکۂ آقا مین ارش جنایت ثابت نہوگی اسلیے کہ اخذ ارش کے قبل قید رقیت سے اوسکا خروج ہوگیا (اور ارش جنایت اوسکے ذمہ سے متعلق ہوگی ۱۲ منہ) **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مملوکِ مدبر فرار کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی خدمت کو کسی غیر کے لیے تاحیاتِ مخدوم مقرر کرے اور اوسکی حریّت کو اوس غیر کی وفات پر معلّق کرے تو مملوکِ مذکور کی تدبیر اوسکے فرار کرنے کیوجہ سے باطل نہوگی اور اس مقام پر چار فرعین مذکور ہوتی ہین **اوّل** جبکہ مملوکِ مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد کسی مال کو حاصل کرے پس اگر مملوکِ مذکور آقا کے ثلثِ ترکہ سے خارج ہو تو وہ کل مال اوسی کی ملک ہوگا والّا اوسکو مالِ مذکور مین سے اوسقدر مال کا استحقاق ہوگا جسقدر کہ وہ آزاد ہوا اور باقی مال کا ورثہ کو استحقاق ہوگا **دوّم** جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرنے کے بعد وفات پائے اور اوسکے متروکہ مین اوسقدر مال غائب ہو جو مملوک مذکور کی قیمت کا ضعف ہو تو ثلثِ مملوک فی الحال آزاد ہوجائیگا اور مال غائب مین سے جسقدر مال کہ ورثہ کو حاصل ہوتا جائیگا (اوسیوقت ۱۲) اوسی نسبت سے مملوک مذکور بھی آزاد ہوتا جائیگا اور اگر وہ مال تلف ہوجائے تو ثلث مملوک مین عتق کو استقرار رہیگا **سوم** جبکہ کسی مملوک سے کتابت کیجائے بعد ازان اوسکی تدبیر کیجائے تو دونون صحیح ہونگے پس اگر مال کتابت کو ادا کریگا تو بوجہ کتابت آزاد ہوجائیگا اور اگر مال کتابت کی ادائی مین یہانتک تاخیر ہو کہ اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ تدبیر آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ اوسکے ثلثِ متروکہ سے خارج ہو والّا ثلث مملوک آزاد ہوگا اور مال کتابت مین سے بنسبت حریت

الفروع اربعة الاول اذا استفاد المدبر مالا بعد موت مولاه فان خرج المدبر من الثلث فالكل له والا فله من الكسب بنسبته والباقى للورثة الثانى اذا كان له مال غائب يجز من المدبر ثلثه ويحصل من المال الغائب بنسبته وان تلف استقر العتق فى ثلثه الثالث اذا كوتب ثم دبر صح فان ادى مال الكتابة عتق بالكتابة وان تاخر حتى مات المولى عتق بالتدبير ان خرج من الثلث والا عتق ثلثه وسقط من مال الكتابة بنسبته

ساقط ہو جائیگا اور باقی مکاتب رہیگا لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرنے کے بعد اوس سے کتابت کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی اور سمین اشکال ہو لکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان اوس سے کسی مال پر باین غرض مقاطعہ کرے کہ اوسکے عتق مین تعجیل ہو تو اس سے مملوک مذکور کی تدبیر قطعًا باطل نہوگی

چہارم اگر کوئی شخص اپنی کنیز کے حمل کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ آدمی مملوک ہو اور مادر حمل کیطرف سرایت نکریگی اور اگر اوسکی تدبیر کو فسخ کریگا تو صحیح ہوگا پس اگر وقت تدبیر سے چھ مہینے کے قبل حمل مذکور کی ولادت ہو تو تدبیر صحیح ہیگی اسلیے کہ وہ وقت تدبیر متحقق تھا اور اگر چھ ماہ سے زائد کے بعد ولادت ہو تو محکوم بتدبیر نہوگا اسلیے کہ وقت تدبیر حمل کے متوہم ہونے (موجود نہونے) اور بعد تدبیر اوسکے متجدد (حادث) ہونیکا احتمال ہو

دوسری فصل

کتابت کے بیان مین کتابت عرف فقہا مین وہ عقد مستقل ہو جو مابین آقا و مملوک واقع ہوتا ہو اور احکام مخصوصہ اوسپر مترتب ہوتے ہین جسکا ثمرہ حصول عتق بعوض ہو اور اس کتاب مین تین مطلب ہین

پہلا مطلب

ارکان کتابت کے بیان مین اور وہ چار ہین

رکن اول

صیغہ وغیرہ کے بیان مین عقد کتابت کا ابتداءً (بدون سوال) واقع کرنا مستحب ہو بشرطیکہ مملوک مین امانت (دینداری) اور اکتساب (مال) کا تحقق معلوم ہو اور سوال مملوک (غلام یا کنیز) کے بعد واقع کرنا مستحب موکد ہو اور اگر دونون امر (امانت و اکتساب) معدوم ہون تو مباح ہو اور اسیطرح اگر احد الامرین (امانت یا اکتساب مین سے ایک امر) معدوم ہو تب بھی اوسکا واقع کرنا مباح ہوگا اور عقد کتابت عتق بصفت نہین ہو اور اسیطرح بیع عبد من نفسہ (غلام کا اپنے نفس کو خود خرید کرنا) بھی نہین ہو بلکہ وہ معاملہ مستقلہ ہو جو شبہ بیع سے بعید ہو پس اگر کوئی غلام اپنے نفس کو بثمن موجل (وہ قیمت جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) فروخت کرے تو کتابت صحیح نہوگی اور اگر یہ عقد داخل بیع ہوتا تو بیع سلم کیطرح صورت مذکورہ مین بھی صحیح ہوتا اور کتابت کے ساتھ خیار مجلس بھی ثابت نہین ہوتا اور عقد کتابت کا بدون اجل واقع کرنا علی الاشبہ صحیح نہین ہو اور اوسکے حکم کا ثبوت ایجاب و قبول کیطرف احتیاج رکھتا ہو اور عقد مکاتبت مین

مال بتعجیل لو قاطعہ بغرض ثم اما لو اشکال ونبہ للتدبیر کان نقضا لکتابتہ اما الوجود مکاتبا وکان له

لم یکن ابطالا للتدبیر قطعًا الرابع اذا دبر حمل امته صح ولا یسری الی امه ولو رجع فی تدبیره صح فان اتت به لاقل من ستة اشهر من حین التدبیر صح التدبیر فیه لتحققه وقت التدبیر وان کان لاکثر لم یحکم بتدبیره لاحتمال تجدده وتوهم الحمل

کتاب المکاتبة والنظر فی ارکانها واحکامها ولواحقها اما الارکان فالصیغة والموجب والمکاتب والعوض والکتابة مستحبة ابتداءً مع الامانة والاکتساب وتتاکد بسؤال المملوک ولو عدم الامران کانت مباحة وکذا لو عدم احدهما ولیست عتقًا بصفة ولا بیعًا للعبد من نفسه بل هی معاملة مستقلة بعیدة عن شبه البیع فلو باعه نفسه بثمن معلوم مؤجل لم یصح ولا یثبت مع الکتابة خیار المجلس ولا یصح من دون الاجل علی الاشبه وثبوت حکمها یفتقر الی الایجاب والقبول

ویکفی فی المکاتبة ان یقول کاتبتک علی کذا مع تعیین الاجل والعوض وهل یفتقر الی قوله فاذا ادیت فانت حر مع نیة ذلک قیل نعم وقیل یکتفی بالنیة مع العقد فاذا ادی عتق سواء نطق بالضمیمة او اغفلها

آقا کا تعیین اجل و عوض کے ساتھ اپنے مملوک سے کاتبتک (مین نے تجھسے کتابت کی) کہنا کافی ہے اور آیا لفظ مذکور کے ساتھ ضمیمہ فاذا ادیت فانت حر (پس جبکہ تو عوض معین کو ادا کردے تو آزاد ہے) کی حاجت ہوگی یا نہین (درصورتیکہ ایجاب مکاتبت مین اسکی نیت کرچکا ہو) بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حاجت ہوگی اسلیئے کہ لفظ مذکور مین مکاتبت شرعیہ کے علاوہ اور معانی (جیسے مراسلہ) کا بھی احتمال ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ضمیمہ کی حاجت نہوگی بلکہ لفظ مذکور کے ساتھ مکاتبۂ شرعیہ کا قصد کرلینا کافی ہوگا پس جبکہ مال کتابت کو مملوک ادا کردیگا تو آزاد ہوجائیگا خواہ اوسکے آقا نے ضمیمۂ مذکورہ کا تلفظ کیا ہو یا نکیا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول کے موافق ہے اسلیئے کہ اصل عدم اشتراط ہے اور غایات مترتبہ کا ذکر کرنا لازم نہین ہے اور انشائے مکاتبت اوسپر خود دلالت کرتی ہے اور کتابت کی **دو قسمین** ہین مشروطہ اور مطلقہ **مطلقہ** سے وہ کتابت مراد ہے جس مین فقط عوض اور اجل کے ذکر اور نیت پر اقتصار کیا جائے اور **مشروطہ** سے وہ کتابت مراد ہے جس مین امور مذکورہ کے علاوہ عبارت فان عجزت فانت رد فی الرق (پس اگر تو مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز آئیگا تو رقیت کیطرف عود کریگا) وغیرہ (جو الفاظ عبارت مذکورہ کے معنی پر دلالت کرین) کا بھی تلفظ کیا جائے پس صورت مین جبکہ مملوک عاجز ہوجائیگا تو آقا کو اوسکا رقیت مین رد کرنا صحیح ہوگا اور جو مال آقا نے مملوک سے اخذ کیا ہوگا اوسکا واپس کرنا لازم نہوگا اور حد عجز (یعنی کتابت مشروطہ مین مملوک کے ادائے مال سے عاجز ہونے کی علامت) یہ ہے کہ ایک نجم (وہ مال جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو) کو اوسکے محل سے تا نجم آخر مؤخر کرے یا اوسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ اپنے نفس کے چھوڑانے پر قادر نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی نجم کا اوسکے محل سے مؤخر کردینا علامت عجز ہے اور یہی قول روایت مین بھی منقول ہوا ہے اور جبکہ مملوک کا عجز ظاہر ہو تو آقا کو اوسپر صبر کرنا مستحب ہے اور کتابت طرفین سے عقد لازم (جسکے فسخ کرنے کا اختیار نہو) ہے خواہ مطلقہ ہو یا مشروطہ اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ اگر کتابت مطلقہ ہے تو طرفین سے اور اگر مشروطہ ہے تو فقط جہت آقا سے لازم ہوگی اور جہت عبد سے جائز (جسکے فسخ کرنیکا اختیار ہو) ہوگی

حواشی: اور غلام کا قبلت کہنا کافی ہوگا ۱۲ — لفظ مذکور ۱۲ — علامت دائم الفقد ۱۲ — اگر چہ اوس نجم کو تا نجم آخر مؤخر نکرے بلکہ فقط وقت معین سے تاخیر کرے ہر چند کہ ادائے مال پر قادر ہو ۱۲

والکتابة قسمان مشروطة ومطلقة فالمطلقة ان یقتصر علی العقد وذکر الاجل والعوض والنیة والمشروطة ان یقول مع ذلک فان عجزت فانت رد فی الرق فمتی عجز کان للمولی رده رقا ولا یعید علیه ما اخذ وحد العجز ان یؤخر نجما الی نجم او یعلم من حاله العجز عن فک نفسه وقیل ان یؤخر نجما عن محله وهو مروی ویستحب للمولی مع العجز الصبر علیه والکتابة عقد لازم مطلقة کانت او مشروطة وقیل ان کانت مشروطة فهی جائزة من جهة العبد

لان له ان يعجز نفسه والاول اشبه ولا نسلم ان للعبد ان يعجز نفسه بل يجب عليه السعي ولو امتنع يجبر وقال الشيخ لا يجبر وفيه اشكال من حيث اقتضى عقد الكتابة وجوب السعي فجاز الاجبار لكن لو عجز كان للمولى الفسخ ولو اتفقا على التقايل صح وكذا لو ابراه من مال الكتابة وينعتق بالابراء ولا تبطل بموت المولى وللوارث المطالبة بالمال وينعتق بالاداء الى الوارث

اسلیے کہ اوسکو اپنے نفس کا اکتساب مال سے عاجز کرنا جائز ہی اور قول اوّل اشبہ اور اصُول مذہب کے موافق ہی اور عبد کو اپنے نفس کے عاجز کر دینے کا جواز ہمارے نزدیک مسلم نہین ہی بلکہ اوسپر سعی کرنا واجب ہوگا اور صورت امتناع مین اوسپر جبر کرنا صحیح ہوگا اور شیخ علیہ الرّحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکا مجبُور کرنا صحیح نہوگا اور اس مین اشکال ہی اسلیے کہ عقد کتابت وجوب سعی کو مقتضی ہی پس جواز اجبار (مجبُور کرنا) اشبہ ہی ہان اگر اکتساب سے عاجز ہو جائے تو آقا کو فسخ کتابت کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر وہ دونون (آقا و مملوک) تقایل کتابت (کسی عقد کا رضائے باہمی کے ساتھ فسخ کرنا) پر اتفاق کرین تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر آقا نے مکاتب اوسکا مال کتابت سے ابرا (اسقاط مافی الذمہ) کر دے تب بھی صحیح ہوگا اور بعد ابرا آزاد ہو جائیگا اسلیے کہ اسقاط حق بمنزلہ وصول ہی اور عقد کتابت بھی باقی عقود لازمہ کیطرح وفات آقا سے باطل نہوگا اور ورثہ کو مال کتابت کا مطالبہ صحیح ہوگا اور جبکہ مال کتابت کو ورثہ کے حوالہ کر دے تو آزاد ہو جائیگا

رکن دوّم موجِب (کتابت کا ایجاب کرنیوالا) کے بیان مین اور موجِب کا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت کتابت مین شرط ہی اور آیا اوسکا مسلم ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردّد ہی اور عدم اشتراط بہتر ہی اسلیے کہ عقد کتابت وخل عتق نہین ہی لہذا کتابت کافر کی صحت کا کوئی مانع نہین ہی پس اگر کوئی کافر ذمّی (یہود و نصاریٰ) اپنے مملوک ذمی سے شراب یا خوک پر کتابت کرے اور قبضہ طرفین متحقق ہو جائے تو اون دونون پر اوسکے التزام کا حکم کیا جائیگا اور اگر کتابت کے بعد وہ دونون اسلام لے آئین تو باطل نہوگی اور اگر قبل تقابض (طرفین کا قبضہ کرنا) اسلام لائین تو مکاتب پر مال کتابت کی قیمت کا اپنے آقا کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور ولی یتیم کو اوسکے مملوک سے کتابت کرنا جائز ہی بشرطیکہ یتیم کے لیے اسمین کوئی مصلحت و فائدہ متصوّر ہو اور بعض علماء نے اسکو منع فرمایا ہی اسلیے کہ عقد کتابت از قبیل تبرع ہی کیونکہ مملوک کا مال بھی ملک مین اوسکا تابع ہی اور اگر کوئی شخص مرتد ہو جانے کے بعد مملوک مسلم سے کتابت کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ مرتد مذکور نے ارتداد از فطرت کیا ہی تو اوسکی ملک زائل ہو گئی اور اگر

في الموجب ويعتبر فيه البلوغ وكمال العقل والاختيار وجواز التصرف وهل يعتبر الاسلام فيه تردد والاشبه عدم الاشتراط ولو كاتب الذمي مملوكه على خمر او خنزير وتقابضا حكم عليهما بالالتزام وان اسلما لم يبطل وان كان قبل التقابض كان عليه القيمة ويجوز للولي ان يكاتب مملوك اليتيم مع اعتبار الغبطة وفيه قول بالمنع ولو ارتد ثم كاتب لم يصح لان ماله لغيره الخ

ارتداد از ملت کیا ہو تو مملوک مسلم اوسکے قبضہ میں نہیں رہ سکتا بلکہ اوسکا کسی مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا
لازم ہوگا رکن سوم مملوک (وہ غلام یا کنیز جس سے کتابت کیجائے) کے بیان میں اور مملوک کا بالغ اور
کامل العقل ہونا صحتِ کتابت میں شرط ہے اسلیے کہ احدہما (بالغ اور کامل میں سے ایک) کے لیے اہلیت قبول
حاصل نہیں ہے اور اگر کوئی مملوک کافر ہو تو آیا اوس سے کتابت کرنا جائز ہوگا یا نہیں اس میں تردد ہے
اظہر عدم جواز ہے اسلیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فکاتبوھم ان علمتم فیہم خیرا
(اپنے غلام و کنیز سے کتابت کرو اگر تمکو اونمین خیر کا تحقق معلوم ہو) اور خیر کی تفسیر دیانت کے ساتھ
وارد ہوئی ہے جسکا انتفاء کافر میں معلوم ہے اور آیا صحتِ کتابت میں تعیین اجل (مدت) بھی شرط ہے یا نہیں
اسمین بین العلماء اختلاف ہے پس بعض اصحاب نے کتابتِ حالّہ (جس میں ادائے مال کے لیے کوئی مدت معین نہو)
اور موجلہ (جس میں ادائے مال کے لیے کوئی مدت معین ہو) دونوں کی اجازت دی ہے اسلیے کہ ادلہ
جواز عام ہیں اور اصل عدم اشتراط ہے اور بعض اصحاب نے تعیین اجل کو شرط کیا ہے اور یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ
جو مال مملوک کے پاس موجود ہے اوس سے معاملہ کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ آقا کی ملک ہے اور جو مال کہ موجود
نہیں ہے وہ متوقع الحصول ہے پس کسی مدت کا مقرر کرنا متعین ہوا تاکہ جہالت برطرف ہو اور تکلیف
بغیر مقدور سے امن حاصل ہو اور اجل واحد کا مقرر کرنا کافی ہے اور اوسکے لیے جانب کثرت میں
کوئی حد معین نہیں ہے بشرطیکہ معلوم ہو اور مال کتابت کی ادائی کے وقت کا معلوم ہونا بھی شرط ہے
پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کاتبتک علی ان تودی الیّ کذا فی سنۃ (تجھسے بایں شرط کتابت کی
کہ تو سال بھر میں پانچسو روپیہ ادا کرے) کہے اور سال کو ادائے مال کا ظرف قرار دے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ
وقتِ ادا مجہول رہتا ہے اور نجوم (وہ اموال جنکے ادا کرنیکے لیے کوئی مدت مقرر کیجائے) کا مساوی و مختلف
ہونا جائز ہے اور آیا ادائے مال کی مدت کا متصل بعقد ہونا بھی شرط ہے یا نہیں اسمین تردد ہے اور اگر
کوئی شخص عوض میں مابین خدمت و مال جمع کرے اور کہے کاتبتک علی خدمۃ شہر ودینار بعد الشہر

(مین نے تجھسے ایک مہینہ کی خدمت اور دوس دینار پر کتابت کی جسکا ادا کرنا مہینہ کے بعد لازم ہی) تو صحیح ہوگا بشرطیکہ دینار کی جنس معلوم ہو اور دینار کا کسی دوسری اجل تک موخر کرنا لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص کتابت مشروطہ مین ایک مہینہ کی خدمت اور دینار کو یا کتابت مطلقہ مین تنہا ایک مہینہ کی خدمت کو عوض قرار دے اور غلام مکاتب خدمت کے مہینہ مین بیمار ہو جائے تو کتابت باطل ہو جائیگی اسلیے کہ عوض کا حصول دشوار ہوگیا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کاتبتك علی خدمة شهر بعد هذا الشهر (مین نے تجھسے اس مہینہ کے بعد ایک مہینہ کی خدمت پر کتابت کی) تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ کتابت اوس قول کی بنا پر باطل ہوگی جسمین عقد کتابت سے مدت کے متصل ہونیکو شرط کیا ہی اور اسمین تردد ہی اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کتابت کرے بعد ازان اوسکو ایک مدت تک محبوس رکھے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ آقا پر مملوک کا اوسقدر مدت تک مہلت دینا واجب ہوگا جسقدر مدت تک کہ اوسکو محبوس کیا تھا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ واجب نہوگا بلکہ اوسپر مدت حبس کی اجرت لازم ہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ صورت غصب مین منافع مکاتب کی اوسیطرح ضمانت لازم ہوتی ہی جسطرح کہ مملوک محض کے منافع کی لازم ہوتی ہی رکن چہارم عوض کے بیان مین عوض مین چار امرون کا متحقق ہونا صحت کتابت کے لیے شرط ہی اوّل اوسکا دین ہونا دوم اوسکا موجل (جسکی ادائی کے لیے کوئی مدت مقرر ہو) ہونا سوم اوسکی مقدار اور صفت کا معلوم ہونا چہارم اوسکے تملک (ملک مین لانا) کا آقا کے لیے صحیح ہونا پس عقد کتابت کا کسی عین مال پر واقع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر عوض کی مقدار یا اوسکا وصف مجہول ہو تب بھی کتابت صحیح نہوگی پس عوض کے جن اوصاف کیوجہ سے قیمت مین تفاوت ہوتا ہی اونکا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو جائے پس اگر عوض کتابت از قبیل اثمان (طلا و نقرہ) ہو تو اوسکے اوصاف کا اسطرح ضبط کرنا لازم ہوگا جسطرح کہ نسیہ (اودھار) مین ضبط کیا جاتا ہی اور اگر عوض مذکور از قبیل متاع ہوگا تو اوسکے اوصاف کا

الصفقة في السلم ويجوز ان يكاتبه بما هو ثمن شاء ويكره ان تجاوز قيمته في نفع على المكاتبة منفعة كالخياطة والبناء بعد وصفه بما يرفع الجهالة واذا جمع بين كتابة وبيع او اجارة او غير ذلك من عقود المعاوضات في عقد واحد يكون مكاتبة بحصته من البدل ويجوز للشريكين ان يكاتبا عبدا لهما صفقة سواء اتفقت او اختلفت بحصتهما او تساوت او اختلف ولا يجوز ان يدفع الى احد الشريكين دون صاحبه ولو دفع شيئا كان لهما ولو اذن احدهما لصاحبه جاز ولو كاتب ثلاثة اعبد في عقد واحد وكان كل واحد منهم مكاتبا بحصته من المسمى وتعتبر القيمة وقت العقد وايهم ادى حصته عتق ولا يتوقف على غيره ومن عجز رد الى الرق وضمان ما عليه الصاحبه بالشرط والكتابة

اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا جسطرح کہ بیع سلم مین بیان کیا جاتا ہی اور عوض کتابت کے لیے جانب کثرت مین کوئی حد معین نہین ہی پس جو مقدار چاہے اوسکو عوض قرار دے لیکن اوسقدر عوض کا مقرر کرنا مکروہ ہی جو قیمت مملوک سے متجاوز ہو اور عقد کتابت کا منفعت (جیسے خدمت کرنا یا کسی مکان کا بنانا) پر واقع کرنا بھی جائز ہی لیکن اوسکے اوصاف کا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو اور جبکہ کوئی شخص ایک ہی عقد مین کتابت و بیع و اجارہ وغیرہ کو جمع کرے تو ہر ایک عقد صحیح ہوگا اور عوض مبذول کا جو حصہ ثمن مملوک قرار پائیگا اوسی کے مقابل عقد کتابت واقع ہوگا اور اسیطرح دو شریکون کا ایک ہی مملوک سے عقد واحد مین کتابت کرنا بھی جائز ہی خواہ اون دونون کے حصے متفق ہون یا مختلف خواہ دونون عوض مساوی ہون یا متفاوت اور مملوک مذکور کو عوض کتابت کا احد الشریکین (دونون شریکون مین سے ایک) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر کچھ عوض دے گا تو دونون شریکون کا مال ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک دوسرے کو اجازت دے تو جائز ہوگا اور اگر ایک شخص اپنے تین غلامون سے ایک ہی عقد مین کتابت کرے تو صحیح ہوگی اور ہر ایک غلام اوس حصہ کے ساتھ مکاتب ہوگا جو عوض مسمّی (معیّن) مین سے اوسکی قیمت قرار پائیگی (پس اگر اونمین سے ایک غلام کی سو اور دوسرے کی دوسو اور تیسرے کی تین سو روپیہ قیمت ہو تو غلام اوّل پر عوض مسمّی کا سدس اور دوم پر اوسکا ثلث اور سوم پر اوسکا نصف لازم ہوگا) اور ہر ایک غلام کی وس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو وقتِ عقد مشخص ہوگی اسلیے کہ تسلط آقا کے زوال کا یہی وقت ہی اور اونمین سے جو غلام اپنے حصہ کو ادا کریگا وہی آزاد ہوگا اور اوسکا عتق دوسرے غلام کے حصہ کی ادائی پر موقوف نہوگا اور جو غلام اپنے حصہ کے ادا کرنے سے عاجز ہوگا وہی قید رقیت مین باقی رہیگا اور دوسرا باقی نرہیگا اور اگر اونمین سے ہر ایک غلام دوسرے کی کفالت یا اوسکے حصہ کی ضمانت کو شرط کرلے تو شرط اور کتابت دونون صحیح ہونگی اور اگر کوئی مملوک عوض کتابت کو اجلِ معیّن کے قبل

یعنے مملوک کی اوس قیمت سے زیادہ ہو جو وقت مکاتبت متحقق ہو ۱۲

اگرچہ عوض متحد ہو ۱۲

چھٹا حصہ ۱۲

تیسرا حصہ ۱۲

واما الاحکام فتشتمل علی مسائل الاول اذا مات المکاتب وکان مشروطا بطلت الکتابۃ وکان ما ترکہ لمولاہ واولادہ رق

ولو دفع المکاتب ما علیہ قبل الاجل کان المولی بالخیار ولو عجز المکاتب المطلق کان علی الامام ان فکہ من سہم الرقاب والکتابۃ الفاسدۃ لا یتعلق بہا حکم بل تقع لاغیۃ

حوالہ کرنا چاہے تو اوسکے آقا کو اوسپر قبضہ کرنے اور تا اجل معین تاخیر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مکاتب مطلق عوض کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام پر اوسکا سہم الرقاب سے چھوڑانا لازم ہوگا اور مکاتبۂ فاسدہ سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا بلکہ وہ ہمارے نزدیک از قبیل لغو وفضول ہے

دوسرا مطلب احکام کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہے **پہلا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط وفات پائے تو اوسکی کتابت باطل ہوجائیگی اور اوسکا ترکہ آقا کی ملک ہوگا اور اوسکی اولاد قید رقیت مین باقی رہیگی اور اگر مکاتب مطلق وفات پائے تو عوض کتابت مین سے جسقدر مال ادا کیا ہوگا اوسکا اوسیقدر حصہ آزاد ہوگا اور باقی بقید رقیت باقی رہیگا اور آقا کو اوسکے متروکہ مین سے اوسقدر حصہ کا استحقاق ہوگا جو اوسکے حصۂ رقیت کے مقابل قرار پائیگا اور اوسکے ورثہ کو اوسقدر حصہ کا استحقاق ہوگا جو حصۂ حریت کے مقابل قرار پائیگا اور وارث مکاتب (جو رقیت وحریت مین اوسکا تابع ہے) پر نصیب حریت مین سے بقیۂ مال کتابت کا اوسکے آقا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال نہوگا تو اولاد پر (یعنے اولاد مکاتب) اوس عوض کا ادا کرنا لازم ہوگا جو اوسکے باپ پر باقی ہے اور ادائے عوض کے بعد اوسکی اولاد آزاد ہوجائیگی اور آیا آقا کو مال کتابت کے ادا کرنے پر اوسکی اولاد کا مجبور کرنا صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اسمقام پر بعض روایات مین (یعنے اوسکی ادائی مین سعی کرنے پر) وارد ہوا ہے کہ بقیۂ مال کتابت اصل ترکہ سے ادا کیا جائیگا اور اولاد آزاد ہوجائیگی اور مال کتابت کی ادائی کے بعد جو ترکہ باقی رہیگا وہ اوسکی اولاد کا مال ہوگا اور قول اول اشہر ہے اور جبکہ غلام مکاتب کا کوئی حصہ آزاد ہوجائے بعد ازان کوئی شخص اوسکے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو اوسکے لیے کل وصیت مین سے بقدر حریت صحیح ہوگی اور زائد باطل اور اگر کسی مکاتب پر کوئی حد واجب ہو تو بقدر حریت حد احرار اور بقدر رقیت (یعنی غلامی) حد عبید اوسپر جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مکاتبہ سے زنا کرے تو کنیز مذکورہ کے جسقدر حصہ کا کہ وہ مالک ہوگا حد کا اوسیقدر حصہ ساقط ہوجائیگا اور باقی حد اوسپر جاری کیجائیگی

دوسرا مسئلہ مکاتب کو بدون اجازت آقا اپنے مال مین فروخت یا ہبہ یا آزاد کرنے یا قرض دینے کے ساتھ

وان لم یکن مشروطا تحرر منہ بقدر ما اداہ وکان الباقی رقا وکان لمولاہ من ترکتہ بقدر ما فیہ من رق ولورثتہ بقدر ما فیہ من حریۃ ویؤدی الوارث من نصیب الحریۃ ما بقی من مال الکتابۃ وان لم یکن مال سعی الاولاد فیما بقی علی ابیہم ومع الاداء ینعتق الاولاد وہل للمولی اجبارہم علی الاداء فیہ تردد وفیہ روایۃ اخری یقضی اداء الکتابۃ من اصل الترکۃ وتحرر الاولاد وما یبقی فلہم والاول اشہر ولو اوصی لہ وقد تحرر منہ شیء صح لہ من الوصیۃ بقدر ما فیہ من الحریۃ وبطل ما زاد ولو وجب علیہ حد اقیم علیہ من حد الاحرار بنسبۃ ما فیہ من الحریۃ ومن حد العبید بنسبۃ الرقیۃ ولو زنی المولی بمکاتبتہ سقط عنہ من الحد بمقدار مالہ فیہا من الرق وحد بالباقی الثانیۃ لیس للمکاتب

تصرف کرنا صحیح نہین ہے اور اسیطرح آقا کو بھی مال مکاتب مین اون تصرفات کے علاوہ جو متعلق باستیفائے حق ہین (جیسے حلول اجل کے بعد اوسکا اخذ کرنا یا باجازت مکاتب اوسکی حفاظت کرنا) کوئی تصرف کرنا جائز نہین ہے اور آقا کو اپنی کنیز مکاتبہ سے مطلقًا وطی کرنا جائز نہین ہے خواہ بملک وطی کرنا چاہے یا بالعقد اسلیے کہ حلت وطی مین اتحاد سبب درکار ہے جو کنیز مکاتبہ مین مفقود ہے اور اگر مکاتبہ اوسکی اطاعت کریگی تو اوسپر بھی حد جاری کیجائیگی [یعنی تعزیر ۱۲] اور اسیطرح آقا کو اپنے مکاتب کی کنیز سے وطی کرنا بھی جائز نہین ہے اور اگر وطی بالشبہ واقع ہوگی تو اوسپر مہر کا [یعنی ۱۲] دینا لازم ہوگا اور جو مال کہ مکاتب کو مال کتابت کے ادا کرنے سے قبل یا بعد حاصل ہوگا وہ اوسیکی ملک ہوگا اسلیے کہ اوسکے آقا کا تسلط بوجہ کتابت زائل ہوچکا اور کنیز مکاتبہ کو بدون اجازت آقا نکاح کرنا جائز نہین ہے اور اگر بدون اجازت مبادرت کریگی تو اوسکا عقد اجازت آقا یا ادائے مال پر موقوف رہیگا خواہ کنیز مذکورہ مکاتبہ مشروطہ ہو یا مطلقہ اور اسیطرح غلام مکاتب کو بدون اجازت آقا اوس کنیز سے وطی کرنا بھی صحیح نہین ہے جسکو وہ خود خرید کرے اگرچہ مکاتب مطلق ہو **تیسرا مسئلہ** جن امور کو کہ آقا اپنے مملوک سے عقد کتابت مین شرط کرلے اونپر وفا کرنا لازم ہوگا تاوقتیکہ مخالف کتاب (قرآن مجید) یا سنت (حدیث شریف) یا مقتضائے عقد کے منافی نہون **چوتھا مسئلہ** جبکہ کسی کنیز حاملہ سے کتابت کیجائے تو اوسکا حمل داخل کتابت نہوگا اور اگر [والا عقد و شرط دونون باطل ہونگے ۱۲] کسی مملوک کے ساتھ بعد کتابت حاملہ ہوگی تو اوسکی اولاد پر بھی اوسی کا حکم جاری ہوگا پس بحساب مکاتبہ اوسکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور اگر زن مکاتبہ باجازت آقا کسی حر سے عقد کرے تو اوسکی اولاد بھی داخل احرار ہوگی اور اگر کوئی مکاتبہ اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے تو اوسکی کتابت باطل نہوگی پس اگر اوسکا آقا وفات پائے اور مکاتبہ مذکورہ پر کتابت کا کچھ مال باقی ہو تو اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوگی اور اگر مولود نہوگا تو وارث کے لیے مال کتابت کے بہم پہونچانے مین خود سعی کریگی **پانچوان مسئلہ** مکاتب شرط اپنے آقا کی رقیت مین باقی رہتا ہے اور اوسکا فطرہ بھی آقا پر لازم ہوتا ہے اور اگر کوئی مملوک مکاتب مطلق ہو [اگرچہ اکثر عوض کو ادا بھی کرچکا ہے ۱۲] تو اوسکا فطرہ آقا پر لازم نہوگا اور جبکہ مکاتب پر کوئی کفارہ واجب ہو تو اوسکا صوم کے ساتھ ادا کرنا متعین ہوگا [مطلق ہو یا مشروط ۱۲] [روزہ ۱۲]

نصیب ولدها وان لم یکن لها ولد سعت فی مال الکتابة للوارث **الخامسة** المشروط رق وفطرته علی مولاه

اسلیے کہ اوسکو تصرف کی اجازت نہین ہے اور اگر عتق مملوک کے ساتھ کفارہ کو ادا کریگا تو کافی ہوگا اور اسیطرح اگر اطعام مساکین کے ساتھ ادا کریگا تب بھی کافی ہوگا اور اگر آقا اوسکو عتق یا اطعام کے ساتھ کفارہ کے ادا کرنے کی اجازت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس صورت مین بھی کافی ہوگا اسلیے کہ اوسنے کفارہ کو ایسی شی کے ساتھ ادا کیا ہے جسکے ساتھ اوسکا ادا کرنا واجب تھا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی مملوک اپنے نفس کے نصف کا مالک ہوجائے تو اوسکے مال کسوب مین وہ اور اوسکا آقا دونون شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے کوئی شخص طالب مہایات (آقا و مملوک کا زمانہ کو باہم اسلیے تقسیم کرلینا کہ جسکے زمان مخصوص مین مملوک کا جو کسب حاصل ہو اوسکا وہی مالک ہو) ہو تو ممتنع (مہایات سے انکار کرنیوالا) پر جبر کیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جبر کرنا صحیح نہوگا اور یہی قول اشبہ ہے **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت کرنے کے بعد وفات پائے اور کوئی وارث مال کتابت مین سے اپنے نصیب کو ساقط یا اپنے حصہ کو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور مکاتب مذکور مین سے اوسکا حصہ آزاد ہوجائیگا اور اوسپر باقی غلام کی تقویم نکیجائیگی **آٹھوان مسئلہ** جو شخص کہ اپنے غلام کے ساتھ کتابت کرے اوسپر مال زکوۃ مین سے اوسکی اعانت لازم ہوگی بشرطیکہ زکوۃ اوسپر واجب ہو اور اوسکے لیے جانب قلت وکثرت مین کوئی حد معین نہین ہے اور اگر زکوۃ واجب نہو تو تبرعاً عطا کرنا مستحب ہوگا **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے دو غلامون سے کتابت کرے اور اونمین سے ایک غلام مال کتابت کو ادا کرے اور آقا پر مشتبہ ہوجائے تو بغرض تذکر (یاد کرلینا) اوسپر صبر کیا جائیگا (یعنے آقا کو تاحیات مہلت دیجائیگی) پس اگر آقا وفات پائے تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اگر وہ دونون غلام علم آقا کے مدعی ہون تو آقا کا قول مع قسم مقبول ہوگا بعد ازان اگر آقا مرجائے تو اون دونون مین استخراج مکاتب کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا **دسوان مسئلہ** مال کتابت کا فروخت کرنا جائز ہے پس جبکہ مکاتب مال کتابت کو ادا کردیگا آزاد ہوجائیگا اور اگر مکاتب مشروط (مطلقہ ہو یا مشروطہ ۱۲ ح) مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اوسکا آقا عقد کتابت کو فسخ کرے تو مکاتب کو رد کرے آقا کی

رقیت مین عود کریگا اور آقا کو مکاتب مشروط کا صورت عجز مین فسخ کتابت کے بعد فروخت کرنا جائز ہے اور مکاتب مطلق کا درصورت عجز فروخت کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ اوسکی کتابت کا فسخ کرنا صحیح نہین ہے گیارھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب اپنی دختر کا عقد کرکے وفات پائے اور زن مذکورہ اوسکی مالک ہو تو اون دونون کا نکاح باطل ہوجائیگا اسلیے کہ نکاح کے ساتھ ملک مجتمع نہین ہوسکتی بارھوان مسئلہ جبکہ مابین آقا و مکاتب مال کتابت کی مقدار مین اختلاف ہو (مثلاً آقا دو ہزار کا اور مکاتب ایک ہزار درہم کا مدعی ہو) تو آقا کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب مقدار قلیل کے عوض اپنے خروج از رقیت کا مدعی ہے اور اصل عدم خروج اور بقائے رقیت ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون مقدار مدت مین اختلاف کرین (مثلاً آقا ایک سال کا اور مکاتب دو سال کا مدعی ہو) تب بھی آقا کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب زیادتی مدت کا مدعی ہے اور اصل عدم زیادت ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون مابین نجوم (اقساط) اختلاف کرین (مثلاً آقا ایک سال مین تین قسطون کا فی قسط چار مہینے کے حساب سے اور مکاتب دو سال مین دو قسطون کا فی قسط ایک سال کے حساب سے مدعی ہو) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنے آقا ہی کا قول مع قسم معتبر ہوگا) اسلیے کہ اوسکا قول اصل کے موافق ہے اور اگر قائل ہوت کہ صورت مذکورہ مین اوس شخص کا قول مقبول ہوگا جو زیادتی مال و مدت کا منکر ہو (یعنے مکاتب کا قول مال مین اور آقا کا قول مدت و نجوم مین معتبر سمجھا جائے) تو خوب ہے اسلیے کہ اصل عدم زیادت ہے تیرھوان مسئلہ جبکہ کوئی مکاتب مال کتابت کو اپنے آقا کے حوالہ کرے اور محکوم بحریت ہوجائے بعد ازان عوض مذکور کا معیوب ہونا ظاہر ہو اور آقا راضی ہوجائے تو اسمین کوئی بحث نہین ہے اور اگر آقا اوس عوض کو واپس کرے تو حکم حریت باطل ہوجائیگا اسلیے کہ حکم مذکور حصول عوض کے ساتھ مشروط تھا اور اگر عوض مذکور مین عیب سابق کے علاوہ کوئی دوسرا عیب حادث ہوجائے تو وہ عیب اول کیوجہ سے واپس کرنیکا مانع نہوگا اسلیے کہ استحقاق رد حاصل ہوچکا تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مانع ہوگا اور قول بعید ہے

چودھوان مسئلہ جبکہ مکاتب پر مال کتابت کے ساتھ اور دیون بھی مجتمع ہوجائین اور اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو جملہ دیون کے لیے کافی ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر مملوک مذکور مجبور علیہ ہوجائے اور مکاتب مطلق ہو تو اوسکے مال مین جملہ قرضخواہ اور آقا حصہ رسد شریک ہونگے اور اگر مکاتب مشروط ہو تو مال کتابت پر دین کی تقدیم کیجائیگی اسلیے کہ اوسکی تقدیم مین دونون حقوق (حق آقا و دیگر قرضخواہ) کا تحفظ متصور ہی اور اگر مملوک مذکور اپنے مال کے تقسیم ہونے سے قبل وفات پائے اور مکاتب مشروط ہو تو کتابت باطل ہوجائیگی اور اوسکا مال فقط دیون مین صرف کیا جائیگا اور اگر دیون سے قاصر ہو تو اوسکے قرضخواہون پر حصہ رسد تقسیم کردیا جائیگا اور آقا اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ دین کا فقط اسی مال سے تعلق تھا **پندرھوان مسئلہ** آقا کو بعض غلام سے کتابت کرنا جائز ہی بشرطیکہ باقی غلام حر یا اوسکا رقیق (مملوک) ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسکو منع فرمایا ہی اسلیے کہ مکاتب کو اصلی تصرف مین استقلال باقی رہیگا جو لازم کتابت ہی اور اگر باقی غلام آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی ملک ہو اور وہ اجازت دے تب بھی بعض مملوک سے کتابت کرنا جائز ہوگا اور اگر اجازت نہ دے تو کتابت باطل ہوگی اسلیے کہ وہ ضرر شریک کو متضمن ہی علاوہ برین کتابت کا ثمرہ اکتساب ہی اور بصورت شرکت مین غلام مذکور کو تصرف کرنے پر تمکن (قدرت) حاصل نہوگا **تیسرا مطلب** لواحق کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہی **پہلا مقصد** اسمین تصرفات مکاتب کے لواحق کا بیان کیا جاتا ہی اور ہم قبل ازین بیان کرچکے ہین کہ مکاتب کو اپنے مال مین بدون اجازت آقا ایسا تصرف کرنا جائز نہین ہی جو منافی اکتساب ہو جیسے ہبہ یا بیع بالمحابات (کسی مال کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) یا اقراض (قرض دینا) یا اعتاق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ اور حصول اجازت کے بعد جسطرح کہ مملوک مذکور کو اپنے مال کا کسی اجنبی کے لیے ہبہ کرنا صحیح ہی اسیطرح اوسکو اپنے آقا کے لیے ہبہ کرنا بھی صحیح ہی اور اسمقام پر چند مسئلے اور ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** عقد کتابت سے عتق مملوک کا بعوض مال حاصل کرنا مراد ہی اور یہ غرض اوسوقت تمام ہوسکتی ہی جبکہ مملوک مذکور اپنے تصرفات مین منجملہ وجوہ اکتساب کسی خاص وجہ کا

پابند نکیا جائے بنا٫ً علیہ اوسکو اپنے مال کا مطلقاً فروخت کرنا صحیح ہوگا خواہ اپنے آقا کے ہاتھ فروخت کرے یا کسی اجنبی کے ہاتھ اور اسیطرح کسی مال کے خرید کرنیمین بھی اوسکو اختیار ہوگا خواہ اپنے آقا سے خرید کرے یا کسی دوسرے شخص سے اور اوسپر اپنے معاوضات مین غبطہ اور مصلحت کا لحاظ واجب ہوگا پس اوسکو اپنے مال کا ثمن حال (جس قیمت کی ادائی مین کوئی مدت معین نہو) فروخت کرنا لازم ہوگا ہان اگر کوئی مشتری ثمن مثل سے زائد کے بدل پر راضی ہوجائے تو ثمن مثل کا معجل (حال) اور قدر زائد کا موجل (متوخر) کرنا صحیح ہوگا لکن جسوقت کہ خود مملوک کسی مال کو بعوض دین خرید کرے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اوسکو بیع سلف بھی جائز ہی اور اوسکو رہن کرنا بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ کبھی مال مرہون کے تلف ہوجانے سے ضرر حاصل ہوتا ہی اور اسیطرح اوسکو اپنے مال کا بطور قراض (مضاربت جسکی تفصیل معاملات مین مذکور ہوئی) کسیکے حوالہ کرنا بھی صحیح نہین ہی دوسرا مسئلہ جبکہ مکاتب کا اوسکے آقا پر کوئی مال ہو اور مال کتابت کی اقساط مین سے کسی قسط کا زمانہ حال ہوجاوے (مدت ختم ہوجائے) اور وہ دونون مال جنس و وصف مین مساوی ہون تو آقا و مملوک کو باہم مقاصہ (ہر ایک کا اپنے مال کے مقابل دوسرے کے مال کو ساقط کرنا) کرنا صحیح ہوگا اور اگر ایک شخص کا مال فاضل (زائد) ہو تو اوسکو دوسرے شخص سے قدر فاضل کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ دونون مال جنس و وصف مین مختلف ہون تو مقاصہ کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ وہ دونون راضی نہون اور اسیطرح اگر آقا و مملوک کے علاوہ دو شخص باہم مدیون ہون تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر وہ دونون باہم راضی ہوجائین تو ہر ایک شخص بری الذمہ ہوجائیگا اگرچہ اونمین سے کوئی شخص اپنے مال پر قبضہ نکرے اور بعد ازان اوسکو مال آخر کے عوض مین واپس کرے خواہ دونون مال نقد (طلا و نقرہ) ہون یا متاع وغیرہ اور بعض علماء نے اسمقام پر اسطرح تفصیل فرمائی ہی کہ اگر وہ دونون دین نقد ہون تو ایک پر قبضہ کرنا اور اوسکا دوسرے کے دین کی ادائی مین دفع کرنا صحیح ہوگا اور اگر دونون دین متاع ہون تو دونون پر قبضہ کرنا ضرور ہوگا اور اگر ایک دین نقد اور دوسرا

(interlinear gloss above "(مدت ختم ہوجائے)": مطلق ہو یا مشروط ۱۲)

متاع ہو تو متاع پر قبضہ کرنا اور اوسکو بعوض نقد دفع کرنا صحیح ہوگا اور اسکا عکس لینی نقد پر قبضہ کرنا اور اوسکو بعوض متاع دفع کرنا) صحیح نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب بدون اجازت آقا اپنے باپ کو خرید کرے تو صحیح نہوگا اور اگر اجازت دے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر پدر مکاتب کا آقا مکاتب کے لیے اوسکے باپ کی وصیت کرے اور وصیت مذکورہ کے قبول کرنے مین مکاتب کا کوئی ضرر نہو (مثلاً اوسکا باپ اپنے مصارف کے لیے خود اکتساب کرتا ہو اور مکاتب کی طرف احتیاج نرکھتا ہو) تو وصیت صحیح ہوگی پس اگر وصیت مذکورہ کو مکاتب قبول کرے اور مال کتابت کو ادا کرے تو مکاتب آزاد ہو جائیگا اور اوسکے ساتھ اوسکا باپ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر مکاتب مذکور عاجز ہو اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو آقا کو اون دونون کا استرقاق صحیح ہوگا جسطرح کہ اوسکو مکاتب کے باقی ممالیک کا استرقاق صحیح ہے اور پدر مکاتب کے استرقاق کی صحت مین تردد ہے اسلیے کہ اوسمین شائبہ حریت حاصل ہو چکا ہے کیونکہ وہ ملک پسر مین داخل ہو چکا ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ مکاتب کا غلام کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش چھوڑنا صحیح نہوگا ہاں اگر مکاتب کو اوسکے چھوڑنے مین کوئی نفع ہو (مثلاً اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم ہو) تو صحیح ہوگا اور اگر کوئی مکاتب کسی وجہ سے اپنے باپ کا مالک ہو بعد ازان اوسکا باپ کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو بعوض ارش اوسکا چھوڑنا مطلقاً جائز نہوگا اگرچہ اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم بھی ہو اسلیے کہ اس صورت مین مکاتب اپنے اوس مال کا نقصان کرتا ہو جس مین کہ اوسکو تصرف کرنا صحیح ہے اور اوس مال (پدر مکاتب) کو باقی رکھتا ہو جس سے کہ وہ منتفع نہین ہو سکتا اسلیے کہ مکاتب کو اپنے باپ مین کوئی تصرف مالکانہ جائز نہین اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکے باقی رکھنے مین حصول غبطہ کی بھی صورتین مفروض ہو سکتی ہین مثلاً اوسکا کسب زائد ہو یا اوسکو مکاتب نے باجازت آقا خرید کیا ہو اور درصورت عجز اوسکی قیمت سے مال کتابت کو ادا کر سکتا ہو **دوسرا مقصد** اون احکام کے بیان مین جو مکاتب کے جنایت کرنے یا اوس پر جنایت ہونے سے متعلق ہین اور اسمین دو قسمین ہین **قسم اول** اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب مشروط سے متعلق ہین اور وہ سات ہین

الثالثة اذا اشترى اباه بغير اذن مولاه لم يصح وان اذن له فيها صح وكذا لو اوصى له به ولو بغير ... قوله ضرر بان يكون مكتسبا يستحق بكسبه واذا قبله فان ادى مال الكتابة عتق المكاتب وعتق الآخر معه ... استرقهما وفي الاب تردد ... الرابعة اذا جنى عبد المكاتب لم يكن له ان يفكه بالارش الا مع الغبطة ... ولو كان ابوه ... لم يجز له افتكاكه ... لانه لا يتصرف فيه ولا ينتفع به ... وفي ابيه تردد

المقصد الثاني في جناية المكاتب والجناية عليه وفيه قسمان الاول في المشروط ومسائله سبع

المسئلة الاولی

پہلا مسئلہ جبکہ مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہ عمد کوئی جنایت کرے پس اگر وہ جنایت نفس ہو (یعنے آقا کو قتل کر ڈالے) تو قصاص لینے کا استحقاق وارث کو حاصل ہوگا پس اگر وارث اوس سے قصاص لے تو مکاتب مذکور پر وہی حکم جاری کیا جائیگا جو وفات پانیکے بعد جاری کیا جاتا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی اور مکاتب مذکور کا مال اور اولاد وارث آقا کیطرف منتقل ہوگی) اور اگر وہ جنایت طرف (کسی عضو کا قطع کرنا یا اوسکا زخمی کرنا) ہو تو قصاص لینے کا استحقاق خود آقا کو حاصل ہوگا پس اگر آقا اوس سے قصاص لے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہ خطا کوئی جنایت کرے تو وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آزاد ہونیکے بعد دیت کو ادا کریگا اور مکاتب مذکور کو اس صورت مین اپنے نفس کا بعوض ارش (دیت) رہا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو دونون حقوق (حق کتابت وحق دیت) کے ادا کرنے کو کافی ہو تو ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر دونون حقوق کے ادا کرنے کو کافی نہو تو ارش جنایت کو آقا کے حوالہ کریگا اور مال کتابت کے ادا کرنے مین سعی کریگا اور اگر اوسکا عجز ظاہر ہو تو اوسکے آقا کو کتابت کا فسخ کرنا صحیح ہوگا (یعنے ارش جنایت کی مال کتابت پر تقدیم ہوگی ۱۲) اور اگر مکاتب مذکور کے پاس اصلا مال نہو اور عاجز ہوا اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو ارش جنایت ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ آقا کے لیے ذمۂ مملوک پر کوئی مال ثابت نہین ہو سکتا اور مال کتابت اوسکے فسخ کر دینے سے ساقط ہو جائیگا

دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی مکاتب مشروط کسی اجنبی پر از راہ عمد جنایت کرے اور مجنی علیہ (جسپر جنایت کیجائے) اپنے حق سے درگذر کرے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر وہ جنایت نفس ہو اور وارث قصاص لے تو حکم وفات اوسپر جاری ہوگا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی) اور اگر کسی اجنبی پر از راہ خطا جنایت کرے تو مکاتب مذکور کو اپنے نفس کا ارش جنایت کے عوض چھوڑا لینا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے اور اگر مکاتب کے پاس کوئی مال نہوگا تو اجنبی کو (جو مجنی علیہ ہے) اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر آقا اوسکو بعوض دیت رہا کرے تو اجنبی کو اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا پس آقا اوسکو دیت دیکر چھوڑا لے تو

کتابت بحالها باقی رہیگی **تیسرا مسئلہ** اگر مکاتب کا غلام کسی پر از راہِ خطا جنایت کرے اور ارش کی مقدار غلامِ مذکور کی قیمت سے کم ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش رہا کرنا جائز ہوگا اور اگر زائد ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش رہا کرنا جائز نہوگا جسطرح کہ اوسکو کسی مال کا ثمن مثل سے زائد کے ساتھ خرید کرنا جائز نہین ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط ایک جماعت پر از راہِ عمد جنایت کرے تو اوس جماعت کو قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر از راہِ خطا جنایت کرے تو اونکی ارش جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو ارش جنایت کو کافی ہو تو اوسکو اپنے رقبہ کا رہا کرنا جائز ہوگا اور اگر اوسکے پاس کچھ مال نہو تو جماعتِ مذکورہ اوسکی قیمت مین حصہ رسد شریک ہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ مکاتب کا باپ موجود ہو اور اوسکا رقیق ہو بعد ازان وہ (پدر مکاتب) مکاتب کے کسی غلام کو قتل کر ڈالے تو مکاتب کو قصاص لینا صحیح نہوگا جسطرح کہ اوس سے قتل والدین قصاص لینا صحیح نہین ہے اور اگر مکاتب کے پاس کئی غلام ہون اور انمین سے ہر ایک غلام دوسرے پر ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو تو مکاتب کو حسماً لمادّۃ التوثّب (مادہ فساد و ظلم کے زائل کرنے کی غرض سے) قصاص لینا جائز ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط کو کوئی شخص قتل کر ڈالے تو اوسپر وہی حکم جاری ہوگا جو اوسکے باجل معہود وفات پانے کیصورت مین جاری ہوا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی اور اوسکا مال اور اولاد ملک آقا کی طرف منتقل ہوگی) اور اگر مکاتب مذکور کی کسی طرف (عضو) پر از راہِ عمد جنایت کیجائے اور جنایت کنندہ اوسکا آقا ہو تو قصاص نہوگا اور آقا پر ارش جنایت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر جنایت کنندہ کوئی اجنبی حر (آزاد) ہو تب بھی قصاص نہوگا اور اگر جنایت کنندہ کوئی مملوک ہو تو قصاص ثابت ہوگا اور جس مقام پر کہ ارش ثابت ہوگی اوسکا استحقاق مکاتب کو حاصل ہوگا اسلیے کہ ارش مذکور اوسکے کسب کا حکم رکھتی ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ آقا کا غلام اوسکے مکاتب مشروط پر از راہِ عمد جنایت کرے اور مکاتب مذکور غلام جانی (جنایت کنندہ) سے قصاص لینے کا ارادہ کرے تو آقا کو

اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اور اگر از راہ خطا جنایت کرے اور مکاتب مذکور اوس سے ارش لینے کا قصد کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ ارش کا لینا بمنزلہ اکتساب ہی جس سے منع کرنا آقا کو صحیح نہین ہی اور اگر ابراء (حق کا ساقط کرنا) کا ارادہ کرے تو اوسکی صحت آقا کی رضا پر موقوف ہوگی **قسم دوم** اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب مطلق سے متعلق ہین پس جبکہ مکاتب مطلق عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کرے تو مکاتب مذکور کا اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جو ادا کردہ مال کے مقابل قرار پائیگا پس اگر مکاتب مذکور کا کوئی حصہ آزاد ہوجائے بعد ازان کسی حر پر از راہ عمد جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب مذکور کسی مملوک پر جنایت کرے تو اوس سے قصاص نہ لیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا کچھ حصہ آزاد ہوچکا ہو اور ارش جنایت کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسپر لازم ہوگی اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور اگر کوئی مکاتب مطلق کسی ایسے مکاتب مطلق پر جنایت کرے جو حصہ حریت مین اوسکا مساوی ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب جانی (جنایت کرنیوالا) مین حصہ حریت زائد ہو تو قصاص نہ لیا جائیگا اور اگر ناقص ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر از راہ خطا جنایت کرے تو ارش کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل ہوگی وہ عاقلہ (قاتل کے اقربائے پدری جیسے اخوت و اعمام اور اون دونون کی اولاد اگرچہ فی الحال وارث نہون) سے اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل ہوگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو مکاتب مذکور کے نصیب رقیت کا ارش جنایت کی اوس مقدار سے رہا کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے مقابل قرار پائے خواہ وہ جنایت کسی حر پر ہوئی ہو یا کسی غلام پر اور اگر مکاتب مطلق پر کوئی حر جنایت کرے تو قصاص نہوگا اور اوسپر ارش جنایت لازم ہوگی اور اگر جنایت کنندہ مملوک ہو تو اوس سے قصاص لیا جائے گا

تیسرا مقصد اسمین مکاتب کے اون احکام کا بیان کیا جاتا ہی جو وصایا (جمع وصیت) سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** آقا کو رقیت مکاتب کے ساتھ وصیت کرنا (مثلاً کہے کہ میرے فلان

ولو كان خطاء فاراد الارش لم يملك منعه لانه بمنزلة الاكتساب ولو اراد الابراء توقف على رضا السيد واما المطلق فاذا ادى من مكاتبته شيئا تحرر منه بحسابه فان جنى هذا المكاتب وقد تحرر منه على حر عمدا اقتص منه ولو جنى على مملوك لم يقتص منه لما فيه من الحرية ولزمه من ارش الجناية بقدر ما فيه من الحرية وتعلق برقبته منها بقدر رقيته ولو جنى على مكاتب مساو له اقتص منه وان كانت حرية الجاني ازيد لم يقتص وان نقص اقتص منه ولو كان الجناية خطاء تعلق بالعاقلة بقدر الحرية وبرقبته بقدر الرقية وللمولى ان يفدى نصيب الرقية بنصيبها من ارش الجناية سواء كانت الجناية على حر او عبد ولو جنى عليه حر فلا قصاص وعليه الارش وان كان رقا اقتص منه

المقصد الثالث في احكام المكاتب في الوصايا لا تصح الوصية برقبة المكاتب +

فقال كاتبته وفسخت والعجز توفيان جاز لكن فإن عجز به ... الوصية واضافت بعده ...

غلام مکاتب کو میری وفات کے بعد زید کے حوالہ کر دینا) صحیح نہین ہی جسطرح کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہین ہی ہان اگر وصیت مذکورہ کو اوسکے عود فی الرقیت کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے ان عجز وفسخت کتابته فقد اوصیت لك به (اگر میرا فلان غلام مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو فسخ کر دون تو مین نے تیرے لیے اوسکی وصیت کی) تو جائز ہوگی اور آقا کو مال کتابت کے ساتھ وصیت کرنا بھی جائز ہی اور اگر دونون (مال کتابت اور رقیت مکاتب) وصیتون مین ایک (مثلاً کہے مال الکتابة لزید بعد موتی وان عجز وفسخت کتابته فرقبته له بعد موتی (میری وفات کے بعد مال کتابت کا زید مالک ہی اور اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو باطل کر دون تو اوسکا رقبہ زید کی ملک ہی) یا دو شخصون (مثلاً کہے مال الکتابة لزید بعد موتی وان عجز وفسخت کتابته فرقبته لعمرو بعد موتی) کے لیے جمع کرے تب بھی جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت فاسدہ (جس سے مانعم الباطلہ مراد ہی اور دونون کی تفسیر قبل ازین حاشیہ مین بیان ہو چکی ہی) واقع کرے بعد ازان کسی کے لیے اوسکی وصیت کرے تو جائز ہوگی اسلیے کہ ہمارے نزدیک اوسپر کوئی اثر مترتب نہین ہوتا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور اگر صورت مذکورہ مین اوس مال کے ساتھ وصیت کرے جو مملوک مذکور کے ذمہ پر ثابت ہو تو صحیح نہوگی اسلیے کہ جب کتابت ہی فاسد ہوئی تو اوسکے ذمہ پر کوئی مال نہوا لہذا یہ وصیت بھی لغو قرار پائیگی اور اگر صورت مذکورہ مین آقا کہے فان قبضت منه فقد اوصیت لك به (پس اگر مین اس مملوک سے کسی مال پر قبضہ کرون تو تیرے لیے اوس مال کی وصیت کی) تو وصیت صحیح ہوگی اسلیے کہ اس وصیت مین مال موصی بہ (جسکی وصیت کی گئی ہو) سے کسب مملوک مراد ہوگا اور مال کتابت مراد نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ غلام مکاتب پر منجملہ عوض کتابت کچھ مال باقی ہو اور اوسکا آقا کسی کے لیے مال باقی کے اکثر کو وضع کرے تو مال باقی کے نصف اور اوسقدر زیادتی کی وصیت قرار دیجائیگی جسکی وجہ سے باعتبار عرف اکثریت کا تحقق ہو جائے اور مقدار زیادتی کی تعیین کا ورثہ کو اختیار ہوگا اور اگر آقا کہے ضعوا عنه اکثر ما بقی علیه ومثله

اوصیت لك به وبعوده الوصیة بعمال الکتابة ... الوصیتین لواحد ... الرقیة ... فاسدة ... جاز ... فقال فان ... منه فقد اوصیت لك به ...

... اکثر ما بقی علیه ... یوضع عنه النصف وزیادة ... والعین ...

فهو وصية بالجميع وبطلت في الزائد ولو قال ضعوا عنه ما شاء فان شاء وابقى شيئا صح وان شاء الجميع قيل يبطل ويبقى منه شيء لقرينة حال اللفظ الرابعة اذا قال ضعوا عنه اوسط نجومه فان كان فيها اوسط عددا او قدرا انصرف اليه وان اجتمع الامران كان للورثة الخيار في تعيين ايهما شاؤا وقيل باستعمال القرعة وهو حسن وان لم يكن اوسط جمع بين نجمين ليتحقق الاوسط فيؤخذ من الاربعة الثاني والثالث ومن الستة الثالث والرابع الخامسة اذا اعتق مكاتبه في مرضه او ابرأه من مال الكتابة فان برئ لزم العتق والابراء وان مات خرج من ثلثه وقيل من اصل التركة فان كان الثلث بقدر الاكثر من قيمته ومال الكتابة عتق وان كان احدهما اكثر اعتبر الاقل

(میرے غلام مکاتب پر فلان شخص کے لیے مال کے اکثر اور مثل اکثر کو وضع کرو) تو یہ قول مجموع مال کی وصیت قرار دیا جائیگا اور زائد مین وصیت باطل ہوگی کیونکہ اوسکے لیے کوئی محل نہین ہی اور اگر کہے ضعوا عنه ما شاء (میرے غلام مکاتب سے اوس مقدار کو فلان شخص کے لیے وضع کرو جسکو وہ اختیار کرے) پس اگر مکاتب مذکور کسی مقدار کو اختیار کرے اور کچھ مقدار کو باقی رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر کل مال کو اختیار کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا بلکہ کچھ مال کا باقی رکھنا ضرور ہوگا اسلیے کہ حال لفظ کا قرینہ اسی کو مقتضی ہی کیونکہ اس مقام پر باعتبار عرف من تبعیضیہ مقدر ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ آقا کہے ضعوا عنه اوسط نجومه (میرے غلام مکاتب پر سے اوسط نجوم کو وضع کرو) پس اگر مال کتابت کے نجوم مین کوئی نجم باعتبار عدد (مثلاً فی ماہ ایک دینار کے حساب سے تین قسطین مقرر ہون) یا باعتبار قدر (مثلاً چار قسطین اسطرح معین ہون کہ پہلی دو قسطون مین فی قسط دو دینار اور تیسری قسط مین تین دینار اور چوتھی قسط مین چار دینار مقرر ہون) موجود ہو تو لفظ اوسط اوسیکی طرف منصرف ہوگا (پس صورت اولی مین ایک دینار کے ساتھ اور ثانیہ مین تین دینار کے ساتھ وصیت قرار دیجائیگی) اور اگر دونون امر (اوسط عدد و قدر) مجتمع ہوجائین تو ورثہ کو اون دونون مین سے ایک امر کے معین کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس صورت مین استعمال قرعہ کے قائل ہون تو خوب ہی اور اگر نجوم مین کوئی اوسط باعتبار قدر یا عدد موجود نہو تو دو نجمون مین جمع کیجائیگی تاکہ اوسط کا تحقق ہو پس چار مین سے دوم و سوم اور چھ مین سے سوم و چہارم کا اخذ کرنا لازم ہوگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب کو اپنے مرض کی حالت مین آزاد کرے یا مال کتابت سے اوسکا ابراء کرے بعد ازان اوسکو شفا حاصل ہوجائے تو عتق و ابراء دونون لازم ہونگے اور اگر اوسی مرض مین وفات پائے تو تصرف مذکور اوسکے ثلث متروکہ مین نافذ ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اصل ترکہ مین نافذ ہوگا پس اگر مقدار ترکہ اوس مال کے مساوی ہو جو قیمت مکاتب اور مال کتابت مین سے اکثر ہو تو مکاتب مذکور آزاد ہوجائیگا اور اگر اون دونون مین سے ایک اکثر ہو تو اقل کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر

فان خرج الاقل من الثلث عتق والغی الاکثر وان قصر الثلث عن الاقل عتق منه ما یحتمله الثلث وبطلت الوصیّة فی الزائد وسعی فی باقی الکتابة وان عجز کان للورثة ان یسترقوا منه بقدر ما بقی علیه

السادسة اذا اوصی بعتق المکاتب فمات ولیس له سواه ولم یحل مال الکتابة یعتق ثلثه معجلا ولا ینتظر بعتق الثلث حلول الکتابة لانه اذا ادی حصل للورثة المال وان عجز استرقوا ثلثیه ویبقی ثلثاه مکاتبا یعتق عند اداء ما علیه

السابعة اذا کاتب المریض عبده اعتبر من الثلث لانه معاملة علی ماله بماله فجری مجری الهبة وفیه قول اخر انه من الاصل بناء علی القول بان المنجزات من الاصل فعلی الاول ان خرج من الثلث نفذت الکتابة فیه اجمع وینعتق عند الاداء وان لم یکن سواه صحت فی ثلثه وبطلت فی الباقی

الفصل الثالث فی الاستیلاد وهو یستدعی بیان امرین الاول فی کیفیة الاستیلاد وهو یتحقق بعلوق امته منه فی ملکه ولو اولد امة غیره مملوکا

ثلث ترکہ سے اقل کا خروج ممکن ہو تو مکاتب آزاد ہوجائیگا اور اکثر کا اعتبار ساقط ہوگا اور اگر ثلث متروکہ اقل سے قاصر ہو تو مکاتب مذکور کا وہ حصّہ آزاد ہوگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اور زائد مین وصیّت باطل ہوگی و رباقی کتابت کے بہم پہونچانے مین سعی کریگا اور اگر مکاتب مذکور اوسکے بہم پہونچانے سے عاجز ہو تو ورثہ کو اوسمین سے اوس حصّہ کے استرقاق کا اختیار حاصل ہوگا جو مال باقی کے مقابل ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ آقا اپنے غلام مکاتب کے آزاد کرنے کی وصیت کرے بعدازان وفات پائے اور اوسکے پاس مکاتب مذکور کے علاوہ اور کوئی مال نہو اور مال کتابت کی مدّت منقضی نہوئی ہو تو ثلث مکاتب فوراً آزاد کیا جائیگا اسلیے کہ انفاذ وصیت مین تعجیل کرنا واجب ہو اور اوسکے دو ثلث مکاتب رہینگے جو باقی مال کی ادائی کے بعد آزاد ہوجائینگے او رعتق ثلث مین حلول کتابت کا انتظار کیا جائیگا اسلیے کہ مکاتب کو جسوقت مال کتابت کو ادا کریگا تو ورثہ کے لیے دو ثلث مال حاصل ہوجائیگا اور اگر عاجز ہوگا تو انکو اوسکے دو ثلث کا استرقاق جائز ہوگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی مریض اپنے غلام سے کتابت کرے تو اوسکا اعتبار ثلث متروکہ مین کیا جائیگا اسلیے کہ یہ مریض کا وہ معاملہ ہے جو اوسنے اپنے ایک مال یعنی دوسرے مال کے ساتھ کیا ہو پس عقد کتابت ہبہ کے قائم مقام ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عقد کتابت کا اصل مال سے اعتبار کیا جائیگا اور اس قول کا مبنیٰ یہ ہو کہ منجزات مریض اصل متروکہ سے خارج ہوتے ہین پس مذہب اوّل کی بنا پر اگر کتابت کا ثلث متروکہ سے خروج ممکن ہوا تو مجموع غلام مین کتابت نافذ ہوگی اور ادائے مال کے بعد آزاد ہوجائیگا اور اگر مریض کے پاس غلام مذکور کے علاوہ کوئی اور مال نہوگا تو فقط ثلث غلام مین کتابت نافذ اور باقی مین باطل ہوگی

تیسری فصل

استیلاد (کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہونا) کے بیان مین اور وہ دو امرون کے بیان کو مقتضی ہے **پہلا امر** کیفیت استیلاد کے بیان مین و تحقیق استیلاد مین کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہو ضرور ہو اور اگر کوئی شخص کنیز غیر سے دخول کرے اور اوسکا مولود آقائے کنیز کا مملوک ہو

(مثلاً مولود مذکور بواسطۂ زنا حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقاے کنیز نے رقیت مولود کی شرط کرلی ہو) بعد ازان کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے (مثلاً آقاے کنیز سے اوسکو خرید کرلے) تو اوس کنیز پر امّ ولد کے احکام جاری نکیے جائینگے اور اگر اوسکا مولود حر ہو (مثلاً بواسطۂ وطی بالشبہہ حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقاے کنیز نے رقیّت مولود کی شرط نکی ہو) بعد ازان کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوس کنیز پر امّ ولد کے احکام جاری کیے جائینگے اور روایت ابن مارد مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو) وارد ہوا ہو کہ اوسپر امّ ولد کے احکام جاری نہونگے اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مرہونہ سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو امّہات اولاد کے حکم مین داخل ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی کافر ذمّی اپنی کنیز سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو اوسپر بھی امّ ولد کا حکم جاری ہوگا (اگرچہ باذن مرتہن دخول نکیا ہو ۱۲) پس اگر کنیز مذکورہ اسلام لے آئے تو کسی مسلمان کے ہاتھ اوسکا قہراً فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہوسکتا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اون دونون (کافر ذمی اور کنیز مسلمہ) مین تفرقہ کردیا جائیگا (یعنی کافر کا تسلّط اوس سے برطرف کیا جائیگا) اور کنیز مذکورہ کسی ثقہ عورت کے پاس چھوڑ دیجائیگی اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو **دوسرا امر** اون احکام کے بیان مین جو امّ ولد سے متعلّق ہین اور اوسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** امّ ولد اپنے آقا کی مملوک رہتی ہو اور وفات آقا کے سبب سے آزاد نہین ہوتی بلکہ اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوتی ہو لکن آقا کو اوسوقت تک اوسکا فروخت کرنا جائز نہین ہو جبتک کہ اوسکا مولود زندہ ہو ہان اگر کنیز مذکورہ کی ثمن رقبہ آقا کے ذمّہ پر دین ہو اور اوسکے علاوہ دین مذکور کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہو تو اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور اگر حیات آقا مین اوسکا مولود مرجائے تو محض رقیّت کیطرف عود کریگی اور اوسمین بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنا جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ امّ ولد کا آقا وفات پائے اور اوسکا مولود زندہ ہو تو کنیز مذکورہ

اپنے مولود کے نصیب مین داخل کیجائیگی اور اوسپر قہراً آزاد ہوجائیگی اور اگر آقا کے پاس اوسکے علاوہ کوئی مال نہو تو کنیز مذکورہ کا اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جو نصیب مولود کے مقابل قرار پائیگا اور باقی کے بہم پہونچانے مین سعی کریگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر اوسکا مولود موسر (خوشحال) ہو تو اوسپر کنیز مذکورہ کی تقویم کیجائیگی (یعنی مولود پر باقی ورثہ کے حصون کا ادا کرنا لازم ہوگا) اور یہ روایت متروک ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی ام ولد کے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ کنیز مذکورہ اپنے مولود کے حصہ سے آزاد کیجائیگی بعد ازان مال وصیت اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مال وصیت سے آزاد کیجائیگی اور اگر کوئی حصہ کنیز کا باقی رہیگا تو نصیب مولود سے آزاد کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ ام ولد کسی شخص پر از راہِ خطا جنایت کرے تو وہ (یعنی جنایت) اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو اوسکا رہا کرنا جائز ہوگا لکن آقا کو جس مقدار کے ساتھ اوسکا رہا کرنا چاہیے اوسمین بین العلماء اختلاف ہی پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ کنیز مذکورہ کی قیمت اور ارش جنایت مین سے جو شی کم ہو اوسیکے ساتھ رہا کرائیگا اسلیے کہ ارش جنایت کم ہوئی تو مجنی علیہ (جسپر جنایت کیجائے) کو اوس سے زائد کا استحقاق نہین ہو سکتا اور اگر قیمتِ کنیز کم ہوئی تو جانی (جنایت کرنیوالا) اپنے نفس سے زائد کی جنایت نہین کر سکتا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ فقط ارش جنایت کے ساتھ رہا کرنا معین ہوگا اگرچہ قیمت سے زائد ہو اور یہی قول اشبہ ہی اور مولی کو کنیز مذکورہ کا مجنی علیہ کے حوالہ کر دینا بھی صحیح ہی اور روایت مسمع بن عبد الملک مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ ام ولد کی جنایت کا حقوق ناس (مردم) مین اوسکے آقا سے تعلق ہوگا اور اگر کوئی ام ولد ایک جماعت پر جنایت کرے تو آقا کو کنیز مذکورہ کا بعوض فدیہ (وہ مال جو ارش جنایت و قیمت کنیز مین سے کم ہو یا فقط ارش جنایت علی اختلاف القولین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا) چھوڑانا یا اوسمین سے اوسقدر حصہ کا مجنی علیہم (جنپر جنایت کی گئی ہی) یا اونکے

موسرا وهي مجبورة الثالثة اذا اوصى لام ولده ... ولدها وقيل تعتق من نصيب ولدها وتعطى الوصية وقيل تعتق من الوصية فان فضل منها شيء اعتق من نصيب ولدها وهو اشبه

الرابعة اذا جنت ام الولد خطأ تعلقت الجناية برقبتها وللمولى فكها باقل الامرين من ارش الجناية وقيمتها وقيل بارش الجناية وهو الاشبه وان شاء دفعها

ولدها ان كان موسرا ... تقوم على ولدها في رواية ... منها سعت في البا... عتق نصيب ولدها ... سواها ولو لم يخلف ... نصيب ولدها جعلت في نصيبه

الى المجني عليه وفي رواية مسمع عن ابي عبد الله عليه السلام جنايتها في حقوق الناس على سيدها ولو جنت على جماعة ... فان فكها ... بنصيبها ...

ورثہ کے حوالہ کرنا صحیح ہوگا جو ارش جنایت کے مقابل قرار پائے **پانچوان مسئلہ** محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اوس زن نصرانیہ کے حال مین نقل کیا ہی جو ایک شخص کے پاس اسلام لائی اور آقا سے اوسکے ایک مولود پیدا ہوا بعد ازان آقا نے وفات پائی پھر زن مذکورہ نے بعتق سرایت آزاد ہونیکے بعد ایک مرد نصرانی سے نکاح کر لیا اور خود بھی مذہب نصرانی کو اختیار کیا بعد ازان مرد نصرانی سے اوسکے کچھ اولاد پیدا ہوئی اور ایک مولود کے ساتھ حاملہ ہوئی کہ زن مذکورہ کی جو اولاد مرد نصرانی سے پیدا ہوئی ہی اوس مولود کی مملوک ہوگی جو اوسکے آقائے اوّل سے پیدا ہوا تھا بعد ازان زن مذکورہ کا تا وضع حمل محبوس رکھنا اور وضع حمل کے بعد اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ زن مذکورہ پر وہ احکام جاری کیے جائینگے جو مرتدہ ملیہ (وہ عورت جسنے ارتداد از ملت اسلام کو اختیار کیا ہو) سے متعلق ہوتے ہین اور روایت مذکورہ شاذ ہی

کتاب الاقرار

اقرار سے عرف فقہا مین کسی شخص کا اپنے نفس پر حق سابق کے ثبوت کی خبر دینا مراد ہی اور اوس مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان اقرار کے بیان مین اور وہ چار ہین **پہلا رکن** صیغہ اقرار کے بیان مین اور اوس مین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** صیغہ صریحہ کے بیان مین اور جو عبارت کہ تحقق اقرار مین صریح ہی اوس سے وہ لفظ مراد ہی جو کسی حق واجب کے اخبار (خبر دینا) کو متضمن ہو جیسے لک عندی کذا (میرے پاس تیرے پانچسو درہم ہین) یا لک علی کذا (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین) یا لک فی ذمتی کذا (میرے ذمہ پر تیرے پانچسو درہم ہین) اور اسی طرح جو عبارت الفاظ مذکورہ کے معانی پر دلالت کرے سب کافی ہوگی اور تحقق اقرار مین عبارت عربیہ کے ساتھ تلفظ کرنیکا اعتبار نہین ہی پس عربی زبان کے علاوہ بھی ہر زبان مین اقرار صحیح ہی خواہ حالت اضطرار ہو یا اختیار اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے لک علی کذا ان شئتُ (مجھپر تیرے لیے پانچسو درہم ہین اگر مین چاہون) یا لک علی کذا ان شئتَ (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین اگر تو چاہے) تو تحقق اقرار مین کافی نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے لک علیّ کذا ان قدم زید

او ورثته ... الخامسة روى محمد بن قيس عن ابي جعفر عليه السلام في وليدة نصرانية اسلمت عند رجل وولدت منه غلاما ومات فاعتقت وتزوجت نصرانيا وتنصرت وولدت فقال ولدها لابنها من سيدها وتحبس حتى تضع فاذا ولدت فاقتلها وفي النهاية تفعل بها ما يفعل بالمرتدة والرواية شاذة

كتاب الاقرار والنظر في الاركان ... فالاول في الصيغة وهي اللفظ المتضمن للاخبار عن حق واجب كقوله لك علي او عندي او في ذمتي كذا وما اشبهه ... بالعربية ... اضطرارا واختيارا ولو قال لك علي كذا ان شئت او ان شئت لم يكن اقرارا وكذا لو قال ان قدم زيد

(تیرے لیے مجھپر فلان مال ہی اگر زید سفر سے واپس آئے) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے لک علی کذا
ان رضی فلان (مجھپر تیرے لیے دو سو درہم ہین اگر فلان شخص راضی ہو) یا لک علی کذا ان شہد فلان
(تیرے لیے مجھپر دو سو درہم ہین اگر فلان شخص شہادت دے) تب بھی اقرار نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے
ان شہد لک فلان فہو صادق (اگر زید تیرے لیے فلان مال کی شہادت دے تو وہ
راست گو ہی) تو اس صورت مین قائل مذکور کو فی الحال اقرار مال کا الزام دیا جائیگا اسلیے کہ اوسکے نزدیک
زید کی راستگوئی ثابت ہوئی تو حق واجب ہوگا اگرچہ شہادت نہ دے کیونکہ شہادت اور عدم شہادت کو
ثبوت یا عدم ثبوت حق مین کوئی دخل نہین ہی اور اقرار موزون (وہ مال جو تولا جاتا ہو) کا اطلاق
میزان بلد کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اقرار کیل (وہ مال جسکا پیمانہ سے ضبط کیا جائے) کا اطلاق
بھی کیال بلد ہی کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اطلاق نقدین (طلا و نقرہ) بھی بلد اقرار کے نقد غالب کیطرف
منصرف ہوگا اور اگر کسی بلد مین دو نقد غالب ہون یا دو وزن مختلف ہون اور از راہ استعمال
وہ دونون مساوی ہون تو ایک کی تعیین مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر کوئی شخص
کہے له علی درہم و درہم (فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم اور ایک درہم ہی)
تو اوسپر دو درہمون کا مقر له (جسکے لیے اقرار کیا ہی) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ معطوف اور معطوف علیہ
اصل مین مغایرت ہی پس تاکید پر محمول نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے له علی درہم ثم درہم
(فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم پھر ایک درہم ہی) تب بھی اوسپر دو درہم لازم ہونگے اور
اسیطرح اگر کہے له علی درہم فدرہم (زید کا میرے ذمہ ایک درہم پس ایک درہم ہی) تب بھی
یہی حکم ہوگا اسلیے کہ ان دونون صورتون مین بھی صورت سابقہ کیطرح تغائر پر بنا کیجائیگی اور
احتمال خلاف خلاف ظاہر ہی لیکن اگر کوئی شخص کہے له علی درہم فوق درہم (زید کے لیے میرے پاس
درہم فوق درہم ہی) یا له علی درہم مع درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم مع درہم ہی)

فدرہم اما لو قال فوق درہم او مع درہم +

یالہ علی درھم قبل درھم یا بعد درھم کہے توان جملہ صورتون مین اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اسلیے کہ شاید اوسنے الفاظ مذکورہ سے لہ علیّ درھم مع درھم لی (یعنی زید کے لیے میرے پاس ایک درہم میرے درہم کے ساتھ ہی) کا قصد کیا ہو پس قدر متیقّن (ایک درہم) پر اقتصار کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علیّ درھم فی عشرۃ (اوسکا میرے پاس دس درہمون مین ایک درہم ہی) کہے اور ضرب کا ارادہ نکرے تب بھی اوسپر ایک ہی درہم لازم ہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق یا ارادہ ظرفیت مین قدر متیقن یہی ہی اور اگر کوئی شخص کہے غصبتہ ثوبًا فی مندیل (مین نے اوسکا کپڑا رومال مین غصب کیا) یا غصبتہ حنطۃ فی سفینۃ (مین نے اوسکے گندم کو کشتی مین غصب کیا) یا غصبتہ ثیابًا فی عیبۃ (مین نے اوسکے کپڑے جامہ دان مین غصب کیے) تو اشیائے مذکورہ کا ظرف داخل اقرار نہوگا اسلیے کہ شاید اوسنے ان جملہ صورتون مین اپنے ظرف کا قصد کیا ہو اور اگر کوئی شخص لہ عندی عبد علیہ عمامۃ (زید کا میرے پاس ایک غلام ہی جسکے سر پر عمامہ ہی) کہے تو اس صورت مین غلام و عمامہ دونون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ غلام کو اہلیت امساک حاصل ہی اور اگر لہ عندی دابّۃ علیھا سرج (زید کا میرے پاس ایک گھوڑا ہی جسکے اوپر زین ہی) کہے تو فقط دابّہ کا اقرار ہوگا اور اوسکے ساتھ سرج کا اقرار نہوگا اسلیے کہ دابّہ کو اہلیت امساک حاصل نہین ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی قفیز حنطۃ بل قفیز شعیر (زید کا میرے پاس پیمانہ گندم بلکہ پیمانہ جو ہی) تو اوسپر دونون قفیز لازم ہونگے اور اسیطرح اگر کہے لہ علی ھذا الثوب بل ھذا الثوب تب بھی اوسپر دونون کپڑے لازم ہونگے لکن اگر کوئی شخص کہے لہ عندی قفیز بل قفیزان (زید کا میرے پاس ایک قفیز بلکہ دو قفیز ہین) تو اوسپر فقط دو قفیز لازم ہونگے کیونکہ قائل نے عبارت مذکورہ سے بظاہر اقل کو داخل اکثر کرنے کا قصد کیا ہی لہذا اوسپر تین قفیز واجب نہونگے) اور اگر کوئی شخص لہ علی درھم بل درھم (فلان شخص کا مجھپر ایک درہم بلکہ ایک درہم ہی) کہے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اسلیے قائل نے بظاہر درہم دوّم سے درہم اوّل ہی کا اعادہ کیا ہی اور اگر کوئی شخص اپنے ذمہ پر کسی میت کے

أو قبله درهم أو بعده درهم لزمه درهم واحد لاحتمال أن يكون أراد معه درهم لي فيقتصر على المتيقن ولو قال درهم في عشرة ولم يرد الضرب ولو قال غصبته ثوبا في منديل أو حنطة في سفينة أو ثيابا في عيبة لم يدخل الظرف في الإقرار ولو قال له عبد عليه عمامة كان إقرارا بهما لأن له أهلية الإمساك وليس كذلك ولو قال دابة عليها سرج ولو قال له قفيز حنطة بل قفيز شعير لزمه القفيزان وكذا لو قال له هذا الثوب بل هذا الثوب ولو قال له قفيز بل قفيزان لزمه القفيزان حسب ولو قال له درهم بل درهم لزمه واحد

مال کا اقرار کرے اور بیان کرے کہ زید کے علاوہ اوسکا کوئی وارث نہین ہو تو شخص مذکور پر ایک درہم کا
حوالہ زید کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف اذا جاء راس الشہر (زید کے مجھپر ہزار درہم
ہین جبکہ اول ماہ آجائے) تو اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اوسیطرح اگر کہے اذا جاء راس الشہر فلہ
علی الف (جبکہ اول ماہ آجائے تو مجھپر زید کے ہزار درہم ہین) تب بھی اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اور
بعض علمار نے ان دونون عبارتون مین اسطرح فرق کیا ہو کہ جب مال کو مقدم کریگا تو اوسپر ہزار درہم
لازم ہونگے اسلیے کہ لہ علی الف کہنے سے اقرار کا تحقق ہوجاتا ہو پس اسکے بعد جو تعلیق وارد ہوگی
وہ اس اقرار کے ابطال کو مستلزم ہوگی لہذا اوسکا کوئی اعتبار نکیا جائیگا اور یہ فرق کچھ نہین ہو کیونکہ
تقدیم یا تاخیر سے معنی شرط مین تغیر نہین ہوتا اور مجموع عبارت ایک ہی کلام ہو بنا؍ علیہ دونون صورتون مین
اقرار موجل کے قبیل سے ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے بعتک اباک (مین نے تیرے باپ کو
تیرے ہاتھ فروخت کیا ہی) اور غلام مذکور عدم شرار (خرید کرنا) پر حلف کرے تو اوسپر قیمت لازم نہوگی
اور مملوک آزاد ہوجائیگا اسلیے کہ آقا نے مملوک مذکور کو اوسکے بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہو
جو اوسکے آزاد ہوجانیکو مستلزم ہو اور اگر کوئی شخص کہے ملکت ھذہ الدار من فلان
(مین اس مکان کا زید سے مالک ہوا ہون) تو اس کلام مین زید کے لیے مکان کا اقرار ہوگا اور اسیطرح
اگر کہے غصبت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان کو زید سے غصب کیا ہی) تب بھی
یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے قبضت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان پر زید سے
قبضہ کیا ہی) تب بھی مکان مذکور کا زید کے لیے اقرار ہوگا اسلیے کہ جملہ عبارتون سے ملک زید کے
متعلق ہونیکا دعوی مفہوم ہوتا ہے اور اصل بقاء ملک ہو جبتک کہ کوئی سبب ناقل موجود نہو ہان اگر
کوئی شخص تملکت ھذہ الدار علی یدی فلان کہے تو محتمل اقرار ہوگا اسلیے کہ اس عبارت مین
معنی اعانت کا بھی احتمال ہو (یعنی مین اس مکان کا باعانت زید مالک ہوا) اور اگر کوئی شخص کہے

کان لفلان علی الف لزمه الاقرار لانه اخبار عن تقدم استحقاق فلا یقبل دعوی السقوط
الثانی فی المبهم وفیه مسائل الاولی اذا قال له علی مال الزم التفسیر فان فسر بما یتمول قبل ولو قل ولو فسر بما لم تجر العادة بتموله
کقشر الجوز او اللوز لم یقبل وکذا لو فسر المسلم بما لا یملکه وینتفع به کالخمر والخنزیر وجلد المیتة لم یقبل وکذا لو فسر بما لا ینتفع به او لا یملکه کالسرجین النجس والکلب العقور اما لو فسر بکلب الصید او الماشیة او کلب الزرع قبل ولو فسر برد السلام لم یقبل لانه لا تجر العادة بالاخبار عن ثبوته فی الذمة
الثانیة اذا قال له علی شیء ففسر بجلد المیتة او السرجین النجس قیل یقبل لانه شیء ولو قیل لا یقبل کان حسنا لانه لا یثبت فی الذمة ولو قال مال جلیل او عظیم او خطیر او نفیس قبل تفسیره

کان لفلانٍ علیّ الفٌ (میرے ذمہ پر زید کے ہزار درہم تھے) تو اوسکو ہزار درہم کا اقرار لازم ہوگا اس عبارت میں استحقاق زید کے تقدم سے خبر دی ہے پس بدون بینہ اوسکے سقوط کا دعویٰ مسموع نہوگا

دوسرا مقصد اقرار مبہم کے بیان میں اور اسمین کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے لہ علیّ مالٌ (زید کا میرے پاس مال ہے) تو اوسکو تفسیر کا الزام دیا جائیگا پس اگر ایسی شے کے ساتھ تفسیر کرے جو متمول ہو تو اوسکی تفسیر مقبول ہوگی اگرچہ قلیل ہو اور اگر ایسی شے کے ساتھ تفسیر کرے جسکے تمول پر عادت جاری نہیں ہوئی (جیسے اخروٹ یا بادام کا چھلکا) تو مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف اوسپر مال کا صدق نہیں ہوتا اور اسیطرح اگر کوئی مسلم دوسرے مسلم کے لیے ایسی شے کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کہ وہ مالک نہیں ہو سکتا اور نہ اوس سے کوئی نفع حاصل کر سکتا ہو (جیسے شراب اور خوک اور جلد میتہ) تب بھی اوسکی تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف وشرع اوسپر مال کا صدق نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر ایسی شے کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کوئی نفع نہو یا اوسکا کوئی شخص مالک نہو سکتا ہو (جیسے سرگین نجس اور کلب عقور) تب بھی مقبول نہوگی لیکن اگر کوئی شخص مال کی سگ شکاری یا سگ ماشیہ یا سگ زراعت کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول ہوگی اسلیے کہ سگہائے مذکورہ داخل مال ہیں اور اونسے منفعت محللہ کا حصول ممکن ہے اور اگر کوئی شخص مال کی رد سلام کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول نہوگی اسلیے کہ رد سلام کے ثابت فی الذمہ ہونے کی خبر دینے پر عادت جاری نہیں ہوئی (علاوہ بریں رد سلام باعتبار عرف ولغت داخل مال نہیں ہے) دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے لہ علیّ شیءٌ (زید کے مجھپر ایک شے ہے) بعد ازاں جلد میتہ یا سرگین نجس کے ساتھ اوسکی تفسیر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ دونوں چیزیں (جلد میتہ و سرگین نجس) داخل شے ہیں اور اگر مقبول نہونیکے قائل ہوں تو خوب ہو اسلیے کہ اون دونوں میں سے کوئی شے ثابت فی الذمہ نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص لہ علیّ مالٌ عظیمٌ (اوسکا مجھپر مال عظیم ہے) یا لہ علیّ مالٌ خطیرٌ یا مال نفیس کہے بعد ازاں اوسکی تفسیر کرے تو مقبول ہو

جمع اقرار ۱۲
یعنے باعتبار عرف اوسپر مال صادق آتا ہے ۱۲
سگ ہرزہ گرد ۱۲

اگرچہ مال قلیل ہی کے ساتھ تفسیر کرے اسلیے کہ مال کی عظمت منزلت وغیرہ ایسے امور ہین جو باختلاف اشخاص
مختلف ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص لہ علی مال کثیر (زید کا میرے ذمہ پر مال کثیر ہی) کہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ کثیر سے اسی درہم مراد لیے جائینگے اور اس قول کا مستند روایت نذر ہی جسمین کثرت کی تفسیر اسی درہم
کے ساتھ وارد ہوئی ہی اور بعض اصحاب نے روایت مذکورہ کو موضع ورود کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی
اور یہ خوب ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علی مال عظیم جدا (زید کا میرے ذمہ پر ایسا مال ہی
جو نہایت عظیم ہی) کہے تو اسکا بھی یہی حکم ہوگا جو فقط لہ علی مال عظیم کہنے کی صورت مین مذکور ہوا
اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اگرچہ عظمت مال امر اضافی ہی جیسا کہ مذکور ہوا لکن لفظ جدا مبالغہ پر دلالت کرتا ہی
جو فقط عظیم مین حاصل نہین ہی لہذا اون دونون کا ایک حکم ہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی
مال اکثر من مال عمرو (زید کا میرے ذمہ پر اوسقدر مال ہی جو عمرو کے مال سے زائد ہی) تو اوسپر اوسقدر
مال لازم ہوگا جو مال عمرو سے کچھ زائد ہو اور تفسیر زیادتی مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر
مقر مذکور بیان کرے کہ مجھکو مال عمرو کا دس درہم ہونا مظنون تھا تو بنائے اقرار مین اوسکا قول
مقبول ہوگا اگرچہ مال عمرو کا دس درہم سے زائد ہونا ثابت ہو اسلیے کہ انسان اپنے وہم کی بنا پر
خبر دیتا ہی اور کبھی ایک شخص کا مال دوسرے پر مخفی رہتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی سے مخاطب ہوکر غصبتک شیئا
(مینے تیری ایک شی غصب کی ہی) کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے شیئا سے تیرے نفس کا قصد کیا تھا
تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ حر پر غصب صادق نہین آتا علاوہ برین غصب کے دونون مفعولون کا
متغائر ہونا ضرور ہی تیسرا مسئلہ جمع منکر کا صیغہ (جیسے لہ علی دراہم یا لہ علی دنانیر
جمع درہم ۔ جمع دینار ۱۲
تین عدد پر (جو معظم اصولیین کے نزدیک اقل جمع ہی) محمول کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص لہ علی
ثلاثۃ آلاف (زید کے میرے ذمہ پر تین ہزار ہین) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو بیان جنس مین
اوسیکی طرف رجوع کیجائیگی بشرطیکہ ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا تملک (ملک مین لانا) صحیح ہو

چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علیّ الف و درهم (زید کے لیے میرے ذمہ پر ہزار اور ایک درہم ہے) تو ایک درہم اوسپر ثابت ہوگا اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہے له علیّ الف و درهمان (اوسکے میرے ذمہ پر ایک ہزار اور دو درہم ہین) تب بھی دو درہم اوسپر لازم ہونگے اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہے له علیّ مائة و درهم یا له علیّ عشرة و درهم تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص کہے له علیّ مائة و خمسون درهما (اوسکے لیے مجھپر ایکسو اور پچاس درہم ہین) تو اس صورت مین لفظ مائة اور خمسین دونون سے درہم ہی مراد ہونگے بخلاف مائة و درهم کے کہ وہان پر حرف عطف موجود ہے جو مغائرت کو مقتضی ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص له علیّ الف و ثلثة دراهم کہے تب بھی الف و ثلاثة دونون سے درہم ہی مراد لیے جائینگے اور اسیطرح اگر کہے له علیّ الف و مائة درهم یا کہے له علیّ الف و ثلثة و ثلثون درهما تو ان دونون صورتون مین بھی مجموع الف وغیرہ سے درہم ہی مراد ہونگے اور اگر کوئی شخص کہے له علیّ درهم و الف (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایک درہم اور ہزار ہین) تو اس صورت مین لفظ الف مجهول المعنی رہیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علیّ کذا (اوسکے لیے مجھپر اسقدر ہے) تو لفظ کذا کی تفسیر کرنیکا مقر کو ختیار ہوگا جسطرح که له علیّ شیء کہنے کی صورت مین تفسیر شی کا اوسکو ختیار ہوتا ہے پس جو تفسیر کہ لفظ شی مین مقبول ہے وہی لفظ کذا مین بھی مقبول ہوگی اور اگر کذا کی تفسیر مین لفظ درہم کو منصب[علی انه ممیز کذا ۱۲] یا برفع[علی انه بدل من کذا ۱۲] بیان کرے تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو بیس درہم مراد لیے جائینگے اسلیے کہ اعداد مفردہ مین جس اقل عدد کا ممیز منصوب ہوتا ہے وہ عشرون (بیس) ہے اور اس مطلب کا اوسوقت مراد لینا ممکن ہے جب قصد مقر پر اطلاع ہو کہ اوسنے لفظ کذا کو اوس عدد مفرد سے کنایہ کیا ہے جسکا ممیز منصوب ہو (جیسے عشرون و ثلثون تا تسعون) کہ اس صورت مین اقل عدد (عشرون) کا مراد ہونا معین ہو جائیگا کیونکہ قدر متیقن یہی ہے اور اگر لفظ درہم کو مجرور ذکر کرے تو بعض درہم کے اقرار کا احتمال ہوگا اور

تفسیر بعض مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صورت جزمین سو درہم کا اقرار ہوگا
اسلیے کہ اعداد مفردہ مین جب اقل عدد کا ممیز مجرور رہتا ہو وہ مأة (سو) ہی تاکہ کسر درہم لازم نہ آئے
(بلکہ درہم کامل باقی رہے) اور مین نہین جانتا کہ اس شرط (درہم کا صحیح وکامل ہونا) کا منشا کیا ہی اور اگر شرط مذکور
تسلیم بھی کیجائے تو ایک درہم کامل کا مراد ہونا معین ہوگا اسلیے کہ وہ قدر متیقن ہی اور اگر کوئی شخص
له علیّ کذا کذا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایسا ایسا ہی) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو تفسیر کذا کذا مین
اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر عبارت مذکورہ کے بعد لفظ درہم کو بھی بنصب یا برفع بیان کرے
تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو گیارہ درہم
مراد لیے جائینگے اسلیے کہ اعداد مرکبہ مع الغیر مین جب اقل عدد کا ممیز منصوب ہوتا ہی وہ احد عشر
(گیارہ) ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص له علیّ کذا کذا درہما کہے اور لفظ درہم کو منصوب یا مرفوع
واقع کرے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو
اوسپر اکیس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ جن دو عددون مین کہ ایک عدد کا دوسرے عدد پر عطف
کیا گیا ہی وہ احد وعشرون (اکیس) ہی اور قدر متیقن پر اقتصار کرنا بیوجہ نہین ہی تاوقتیکہ مقر کا ارادہ
معلوم نہو چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے ھذہ الدار لاحد ھذین (یہ مکان ان دونون مین
ایک کا مال ہی) تو اوسکو بیان کرنیکا الزام دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ایک کو معین کریگا
تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مکان مذکور کا دوسرا شخص دعوی کریگا تو وہ دونون شخص باہم خصم
قرار دیے جائینگے اور عدم بینہ کی صورت مین مقر له (جسکے لیے مکان کا اقرار کیا گیا ہی) کی تقدیم کیجائیگی
اسلیے کہ وہ ذوالید ہی اور اگر دوسرا شخص (وہ مدعی جسکے لیے مقر نے اقرار نہین کیا) مقر (اقرار کنندہ)
کے علم کا دعوی کریگا تو اوسکو مقر کا قسم دنیا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہی اور اگر مقر مذکور اوسی مکان کا
مدعی کے لیے اقرار کریگا تو اوسکے لیے مکان مذکور کے مثل یا قیمت کا ضامن ہوگا اور مقر له سے مکان مذکور کا

تفسیر البعض وقیل یلزمه مائة درهم مراعاة لجانب الکسر ولست ادری من این نشأ هذا الشرط ولو قال کذا کذا او کذا فان اقتصر فالیه التفسیر وان اتبعه بالدرهم نصبا او رفعا لزمه درهم وقیل ان نصب لزمه احد عشر درهما ولو قال کذا وکذا درهما لزمه نصبا او رفعا وقیل ان نصب لزمه احد وعشرون درهما ولا یقتصر علی الیقین الا مع العلم بالقصد
السادسة اذا قال هذه الدار لاحد هذین لزمه البیان فان عین قبل ولو ادعاها الآخر کانا خصمین ولو ادعی علی المقر العلم کان له احلافه ولو اقر للآخر لزمه الضمان

انتزاع صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکا حق مقر کے اقرار اوّل کے موافق ثابت ہوچکا ہو اور اگر اون دونون
مین سے ایک کی تعیین نکرے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرے تو مکان مذکور اون دونون کے حوالہ
کیا جائیگا اور وہ دونون خصم قرار دیئے جائینگے بعد ازان حاکم شرع اپنی تحقیق کے موافق
عمل کریگا اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص علم مقر کا دعوی کرے تو نفی علم مین اوسکا (یعنے مقر کا)
قول مع قسم مقبول ہوگا **ساتوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص کہے ہذا الثوب
او ہذا العبد لزید (یہ کپڑا یا یہ غلام زید کا مال ہی) اور اون دونون (کپڑا اور غلام)
مین سے ایک کو معیّن کرے تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ ذو الید (قابض) ہی اور
اگر مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) انکار کرے تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور حاکم شرع کو
مال مقر بہ (جسکا اقرار کیا جائے) کے منتزع کر لینے یا اوسی کے پاس باقی رکھنے کا
اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص کہے لزید علیّ الفٌ (زید کے لیے مجھپر
ہزار درہم ہین) بعد ازان ہزار درہم زید کے حوالہ کرے اور کہے کہ یہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار
کیا ہی میرے پاس ودیعت (امانت) تھے اور مقر لہ انکار کرے اور مدّعی ہو کہ یہ ہزار درہم ودیعت تھے
اور انکے علاوہ تیرے ذمہ پر میرے ہزار دینار ہین تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا لفظ علیّ کا مدلول
ثبوت ما فی الذمہ مین منحصر نہین ہی بلکہ عین مال کو بھی شامل ہو خصوصاً جبکہ مال ودیعت کا
بوجہ تعدّی ضامن ہوگیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الفٌ (تیرے لیے
میرے ذمہ پر ہزار درہم ہین) بعد ازان اونکو لے آئے اور بیان کرے کہ وہ ہزار درہم جن کا
مین نے اقرار کیا ہو مال ودیعت تھا اور یہ ہزار درہم جو مین لایا ہون اوسکا بدل ہی تب بھی مقر ہی کا قول
مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ لفظ ذمتی اگرچہ مال ودیعت پر صادق نہین آتا لکن اوسکے بدل پر صادق
آتا ہو لہذا رفع منافات کے لیے اسقدر کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الفٌ بعد ازان ہزار درہم

وان قال لا ادری لمن هو لم یدفعه الیهما او علم ذلک ولو کان الخصمان ادعیا او احدهما علمه کان القول قوله مع یمینه
السابعة اذا قال هذا الثوب او هذا العبد لزید فان عین قبل منه وان انکر المقر له کان القول قول المقر مع یمینه وللحاکم انتزاع ما اقر به وله اقراره فی یده
الثامنة اذا قال له علیّ الف ثم دفعها الیه وقال هذه التی کنت اقررت بها کانت ودیعة

اوسکے حوالہ کرے اور مدعی ہو کہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار کیا ہی میرے پاس ودیعت تھے تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ ما فی الذمہ مثل ودیعت نہین ہو سکتا اور یہ مسئلہ پہلے اور دوسرے مسئلہ کی مثل نہین ہی بلکہ ان تینون مسئلون مین فرق بین موجود ہی جیسا کہ بیان ہوا اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف بعد ازان ہزار درہم مقرلہ کے حوالہ کرے اور بیان کرے کہ یہ ہزار درہم مال ودیعت ہی جسکا باقی ہونا مجھکو مظنون تھا اور اونکا اقرار کرنے کے قبل بدون تعدی وتفریط تلف ہونا ظاہر ہوا تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکے اقرار اول کی تکذیب کرتا ہی کیونکہ لفظ علی مال مذکور کے مضمون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور اونکا قبل اقرار بدون تعدی وتفریط تلف ہو جانا اوسکی عدم ضمانت کو مقتضی ہی لکن اگر بعد اقرار اونکے تلف ہونے کا دعوی کرے تو مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ دعوی اوسکے اقرار اول کی تکذیب نہین کرتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے لہ فی ہذہ الدار مائۃ (زید کے لیے اس مکان مین سو ہین) تو تفسیر کیفیت مین اوسکی طرف رجوع کیجایگی اور اگر مقرلہ اوسکی تفسیر مین سے کسی امر کا انکار کرے تو قول مقر مع قسم مقبول ہوگا مثلاً اگر مقر بیان کرے کہ لفظ مائۃ سے مکان مذکور کا وہ جزو مراد ہی جسکی قیمت سو درہم ہی تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مقرلہ اسکا انکار کریگا تو مقر کو قسم دیجایگی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث مین سو درہم ہین) یا کہے لہ من میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث سے سو درہم ہین) تو یہ قول داخل اقرار ہوگا سوا اسکے کہ اوسکے باپ کا زید کے لیے اپنے ترکہ مین سے سو درہم کی وصیت کر دینا یا زید کا اوسکے ترکہ مین سے بذریعہ دین سو درہمون کا مستحق ہونا محتمل ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراثی من ابی مائۃ (زید کے لیے میری اوس میراث مین جو مجھکو میرے باپ سے حاصل ہوئی ہی سو درہم ہین) یا کہے لہ من میراثی من ابی مائۃ (زید کے لیے میری اوس میراث سے جو مجھکو میرے باپ کی حاصل ہوئی ہی سو درہم ہین) تو ان دونون صورتون مین اقرار نہوگا بلکہ وعدہ ہبہ وغیرہ کے قبیل سے ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے

له من هذه الدار كذا (زيد كے ليے اس مكان مين سے فلان مقدار مال كا استحقاق ہو) تو اقرار صحيح ہوگا اسليے كہ اوسكے قبول سے كوئى مانع نہين ہو اور اگر كہے له من داري كذا (زيد كے ليے ميرے مكان مين سے فلان مقدار كا استحقاق ہو) تو اقرار نہوگا اسليے كہ اضافت الى نفسہ سے مكان مذكور كا اوسكى ملك مين داخل ہونا معلوم ہوتا ہو اور زيد كے ليے اوسكى ملك كا اقرار كرنا اوسكے منافى ہو لہذا مقبول نہوگا اور اسطرح اگر كہے له في مالي الف (زيد كے ليے ميرے مال مين ہزار درہم ہين) تب بھي مقبول نہوگا جسكى وجہ ابھي مذكور ہوئى اور بعض علماء نے له في داري مين اسطرح فرق كيا ہو كہ بعض مال كو بھي صادق آتا ہو لہذا صورت اولى مين اقرار صحيح ہوگا اور تفسير بعض مين مقر كى طرف رجوع كيجائيگى اور بعض مكان پر مكان صادق نہين آتا لہذا صورت ثانيہ مين اقرار صحيح نہوگا اور اگر ان مسائل مين لفظ بحق واجب يا بسبب صحيح وغيرہ كا بھي اضافہ كردے تو جملہ صورتون مين اقرار صحيح ہوگا اسليے كہ يہ الفاظ اضافت كے باوجود ملابست مستعمل ہونے پر قرينہ ہونگے تيسرا مقصد اوس اقرار كے بيان مين جو جواب سے مستفاد ہو پس اگر كوئى شخص كسى سے مخاطب ہوكر كہے لي عليك الف (ميرے تجھپر ہزار درہم ہين) اور وہ جواب مين كہے رددتها (مين نے اونكو واپس كرديا ہو) يا قبضتها (تو اونپر قبضہ كرچكا ہو) تو يہ كلام داخل اقرار ہوگا اسليے كہ اونكا رد كرنا فرع ثبوت ہو پس ونكا ثبوت اوسكے قول سے ہوجاتا ہو اور دعوائے رد بدون بينہ مقبول نہوگا كيونكہ اصل عدم رد ہو اور اگر جواب مين كہے زنها (تو اونكا وزن كرلے) تو اقرار نہوگا اسليے كہ اسمين احتمال استہزاء و تخريہ كا غلبہ حاصل ہو اور باعتبار اوسكے اقرار صادق نہين آتا اور اگر جواب مين كہے نعم يا اجل يا بلى تو اقرار ہوگا اسليے كہ جب حروف مذكورہ كسى چيز مثبت كے بعد واقع ہوتے ہين تو اوسكى تصديق پر دلالت كرتے ہين اور اگر جواب مين كہے انا مقر به (مين اوسكا معترف ہون) تو اقرار لازم ہوگا اور اگر جواب مين فقط مقر كہے اور اسى پر اقتصار كرے تو لازم نہوگا اسليے كہ اسمين احتمال خلاف باقى رہتا ہو كيونكہ اسمين

مال مقربہ کا ذکر نہین ہی پس ہو سکتا ہو کہ اوسنے بطلان دعویٰ مراد لیا ہو یعنے مجھکو تیرے دعوے کے
باطل ہونیکا اقرار ہی اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے اشتریت منی (تونے فلان مال کو مجھسے خرید کیا ہی)
یا کہے استوھبت منّی (تونے مجھسے فلان مال کو بذریعہ ہبہ لیا ہی) اور وہ جواب مین نعم
(ہان) کہے تو شرار (خرید کرنا) و ہبہ کا اقرار ہوگا اور لوازم شرا، (جیسے قیمت کا مطالبہ کرنا)
و ہبہ (جیسے رجوع کا جائز ہونا) مترتب ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے الیس لی علیک کذا
(آیا تجھپر میرا فلان مال نہین ہی) اور وہ جواب مین بلی (ہان) کہے تو اقرار ہوگا اسلیے کہ کلمہ بلی لغت
کی بنا پر ابطال نفی و اثبات منفی مین مستعمل ہوتا ہی اور اگر جواب مین نعم (ہان) کہیگا تو اقرار نہوگا اسلیے کہ
کلمہ نعم اثبات نفی اور ابطال منفی کے لیے آتا ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ باعتبار عرف (جو لغت پر مقدم ہی)
دونون حرفون (بلی و نعم) کا استعمال اثبات منفی مین شائع ہی بلکہ بعض اہل عربیت نے تصریح کی ہی کہ
لغت مین بھی لفظ نعم کلمہ بلی کیطرح تقریر منفی اور ابطال نفی کے لیے آتا ہی **چوتھا مقصد صیغ استثناء**
کے بیان مین اور اوسکے تین قاعدے مذکور ہوتے ہین **پہلا قاعدہ** جو استثنا کہ کلام مثبت مین
واقع ہوتا ہی (جیسے لہ علیّ عشرۃ الّا درھما) وہ نفی حکم کو مفید ہوتا ہی اور جو استثنا کہ
کلام منفی مین واقع ہوتا ہی (جیسے ما لہ عندی عشرۃ الّا درھم) وہ اثبات حکم کا فائدہ دیتا ہی
دوسرا قاعدہ ہم جنس سے استثنا کرنا اتفاقاً جائز ہی (جیسے لہ علیّ عشرۃ دراھم الّا درھما)
اور اسی طرح غیر جنس سے بھی استثنا کرنا جائز ہی (جیسے لہ علیّ الف دراھم الّا دینارا) اور اسمین
تردد ہی **تیسرا قاعدہ** صحت استثنا مین کسی بقیہ کا بعد استثنا باقی رکھنا کافی ہی خواہ قلیل ہو (جیسے لہ علی
عشرۃ الّا تسعۃ) یا کثیر ہو (جیسے لہ علی عشرۃ الّا واحدا) **قاعدہ اولی پر تفریع** (پہلا قاعدہ ۱۲)
جبکہ کوئی شخص کہے لہ علیّ عشرۃ الّا درھما (فلان شخص کے میرے ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) تو
تو و درہمون کا اقرار اور ایک درہم کی نفی ہوگی اور اگر لہ علیّ عشرۃ الّا درھم کہے تو دس

درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین الا درہم صفت عشرۃ واقع ہوگی اور استثنا نہوگا و الا لفظ درہم کو نصب یا رفع ہوتا اور اگر کوئی شخص کہے ماله عندی شیٔ الا درھم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا کچھ نہین ہی) تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور اسیطرح اگر کہے ماله عندی عشرة الا درھم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا دس درہم نہین ہین) تب بھی ایک درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے ماله عندی عشرة الا درھما تو کسی شی کا بھی اقرار نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین حرف نفی (لفظ ما) کا مجموع له عندی عشرة الا درھما پر داخل ہونا بھی محتمل ہی پس گویا کہ قائل نے اولا له عندی عشرة الا درھما کے ساتھ جو کلام مثبت ہی تلفظ کیا جسکا مآل له عندی تسعة ہوا بعد ازان تسعه پر حرف نفی کو داخل کیا اور اوسکی بھی نفی ہوگئی اور کچھ باقی نرہا بخلاف اول کے کہ وہان یہ احتمال جاری نہین ہو سکتا کیونکہ اگر حرف نفی کو مجموع پر داخل کرتے ہین تو رفع درہم کی کوئی وجہ نہین رہتی اسلیے کہ کلام مثبت مین مستثنی کا منصوب ہونا ضرور ہی اور اگر کوئی شخص کہے له عندی خمسة الا اثنین الا واحدا (زید کے لیے میرے پاس دو اور ایک کے سوا پانچ درہم ہین) تو دو درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے له علی عشرة الا خمسة الا ثلثة (زید کے لیے میرے پاس تین کم پانچ درہمون کے سوا دس درہم ہین) تو آٹھ درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ له علی عشرة کلام مثبت ہی اور خمسة نفی ہوکر پس ساقط رہے اور ثلثه مثبت ہو لہذا خمسہ باقیہ کے ساتھ منضم کیے گئے اور مجموع آٹھ درہم ہوے اور جبکہ استثنا اخیر بقدر اول ہو تو وہ دونون مستثنی منه (جس سے استثنا کیا جاوے) کی طرف راجع ہونگے جیسے له عشرة الا واحدا الا واحدا (زید کے لیے ایک درہم اور ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) پس وہ دونون استثنا جملہ اولی سے ساقط کیے جائینگے اور اگر کوئی شخص کہے لفلان هذا الثوب الا ثلثه یا کہے لفلان هذه الدار الا البیت یا کہے لفلان هذا الخاتم الا الفص تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک استثنا کے اعیان بھی اسیطرح صحیح ہی جسطرح کہ استثنائے اعداد صحیح ہی

حواشی بین السطور: یعنے وہ عشرة جو غیر درہم ہونے کے ساتھ مخصوص ہین ١٢ — برفع ١٢ — بنصب ١٢ — استثنا ١٢ — زید کے لیے ثلث کے سوا یہ کپڑا ہی ١٢ — فلان شخص کے لیے حجرہ کے سوا یہ مکان ہی ١٢ — فلان شخص کے لیے نگین کے سوا یہ انگشتری ہی ١٢

ولو قال ماله عندی شیٔ الا درهم او درهما کان اقرارا بدرهم ولو قال ماله عندی عشرة الا درهم کان اقرارا بدرهم او درهما لم یکن اقرارا بشیٔ ولو قال له خمسة الا اثنین الا واحدا کان اقرارا باثنین ولو قال له عشرة الا خمسة الا ثلثة کان اقرارا بثمانیة ولو کان الاستثناء الاخیر بقدر الاول رجعا جمیعا الی المستثنی منه کقوله له عشرة الا واحدا الا واحدا فیسقطان من الجملة الاولی ولو قال لفلان هذا الثوب الا ثلثه او هذه الدار الا هذا البیت او الخاتم الا هذا الفص صح وکان استثناء

بل اظہر وکذا لو قال هذه الدار لفلان والبیت لی او الخاتم له والفص لی اذا وصل الکلام ولو قال هذه العبید لزید الا واحدا کلف البیان فان عیّن صح ولو انکر المقر له کان القول قول المقر مع یمینه وکذا لو مات ... وعیّن البیت

کیونکہ ان دونون (اعیان و اعداد) مین بحیثیت استثنا کوئی فارق نہین ہی بلکہ یہان استثنا کا تحقق نسبت عدد کے اظہر ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ھذہ الدار لفلان و البیت لی (یہ مکان زید کا ہی اور حجرہ میرا ہی) یا کہے ھذا الخاتم لزید و الفص لی (یہ انگشتری زید کی ہی اور نگینہ میرا ہی) تب بھی صحیح ہوگا بشرطیکہ کلام مذکور مین اتصال ہو اور اگر کوئی شخص کہے ھذہ العبید لزید الا واحدا (یہ بلہ غلام ایک غلام کے سوا زید کا مال ہی) تو صحیح ہوگا اور مقر کو بیان کی تکلیف دیجائیگی پس اگر معین کریگا تو صحیح ہوگا اور اگر مقر لہ انکار کریگا تو قول مقر مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہی اور اسیطرح اگر ایک غلام مر جائے اور وہ غلام میت ہی کو معین کرے تب بھی اوسکا قول مقبول ہوگا اور صورت نزاع مین مقر کا قول مع قسم معتبر ہوگا قاعدۂ ثانیہ پر تفریع جبکہ کوئی شخص کہے لہ علی الف الا درھما (زید کے لیے مجہپر ایک درہم کے سوا ہزار ہین) پس اگر ہم غیر جنس سے استثنا کرنے کو منع کرین تو صورت مذکورہ مین نوسو ننانوے درہم کا اقرار ہوگا اور اگر اوسکو تجویز کرین تو تفسیر الف مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر اوسکی تفسیر من الجنس (یعنے دراہم) کو بیان کرے تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر غیر جنس (جیسے اخروٹ یا بادام) کو بیان کرے اور اوسمین سے قیمت درہم کا وضع کرنا ممکن ہو (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت چار درہم فرض کیجائے) تو صحیح ہوگا اور اگر درہم مین اوسکا استیعاب ہوجائے اور کچھ باقی نرہے (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت ایک درہم قرار پائے) تو تفسیر صحیح نہوگی اور آیا استثنا باطل ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ باطل ہوگا کیونکہ اوسنے اقرار کے بعد ایسے امر کو بیان کیا ہی جس سے اوسکا بطلان لازم آتا ہی بنا برعلیہ اوسکا اقرار صحیح اور مبطل اقرار باطل ہوگا اور سپر اوس مال کا حوالہ مقر کرنا لازم ہوگا جسکو کہ تفسیر الف مین بیان کیا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکا اقرار اول باطل نہوگا اور اوسکو تفسیر الف مین ایسے امر کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی جس سے قیمت درہم کے وضع کرنے کے بعد

بما يبقى منه بقية بعد اخراج قيمته الدرهم ولو قال الف درهم الا ثوبا فان اعتبر الجنس بطل الاستثناء وان لم يعتبر كلف المقر بيان قيمة الثوب فان بقي بعد قيمته شيء من الالف صح والا جاء الوجهان من البطلان والتكليف ولو كانا مجهولين كان قال له الف الا شيئا كلف تفسيرهما فان فسرهما بما يبقى وان فسر بغير الجنس كان النظر فيهما كما قلناه

التفريع على الثالث لو قال له درهم الا درهما بطل الاستثناء ولو قال درهم ودرهم الا درهما فان قلنا الاستثناء يرجع الى الجملتين كان اقرارا بدرهم وان قلنا يرجع الى الجملة الاخيرة وهو الصحيح كان اقرارا بدرهمين وبطل الاستثناء

النظر الثاني في المقر ويعتبر فيه البلوغ وكمال العقل والحرية والاختيار وجواز التصرف ولا يعتبر عدالته فلا يقبل اقرار الصبي ولو كان باذن وليه

کچھ مال باقی رہے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف درہم الا ثوبا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایک کپڑے کے سوا ہزار درہم ہین) اور ہمجنس ہونے کا اعتبار کیا جائے تو استثنا باطل ہوگا اور اگر اوسکا اعتبار نکیا جائے تو مقر کو قیمت ثوب (کپڑا) کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی پس اگر قیمت ثوب کے بعد ہزار درہمون مین سے کچھ مال باقی رہیگا تو صحیح ہوگا و الا وہ دونون وجہین جو ابھی مذکور ہوئین (اول یہ کہ استثنا باطل ہوگا دوم یہ کہ مقر کو قیمت ثوب مین اوس مقدار کے بیان کی تکلیف دیجائیگی جسکے بعد ہزار درہمون مین سے کچھ باقی رہے) یہان جاری ہونگی اور اگر مستثنی اور مستثنی منہ دونون مجہول ہون جیسے لہ علی الف الا شیئا (زید کے لیے میرے ذمہ ایک شی کے سوا ہزار ہین) تو مقر کو اون دونون کے بیان کی تکلیف دیجائیگی اور اون دونون مین وہی بحث کیجائیگی جو قبل ازین مذکور ہوئی پس اگر دونون کی ہمجنس کے ساتھ تفسیر کرے (مثلاً کہے کہ الف سے ہزار درہم اور عشرہ سے دس درہم مراد ہین) تو اسمین کوئی کلام نہوگا اور اگر مختلف بیان کرے (مثلاً کہے کہ الف سے ہزار اخروٹ مراد ہین اور شی سے ایک درہم مراد ہی) تو ہمجنس سے استثنا کے جواز و عدم جواز پر بنا کیجائیگی

قاعدہ ثالثہ پر تفریع اگر کوئی شخص لہ علی درہم الا درہما (زید کے لیے مجھپر ایک درہم کے سوا ایک درہم ہی) کہے تو یہ استثنا مقبول نہوگا اسلیے کہ استیعاب مستثنی منہ اور انکار بعد اقرار لازم آتا ہی اور اگر کہے لہ علی درہم و درہم الا درہما پس اگر قائل ہون کہ استثنا دونون جملون کیطرف راجع ہوتا ہی تو ایک درہم کا اقرار ہوگا جسکی وجہ واضح ہی اور اگر قائل ہون کہ فقط جملہ اخیرہ کیطرف رجوع کرتا ہی تو دو درہمون کا اقرار ہوگا اور استثنا باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین استیعاب مستثنی منہ لازم آتا ہی اور یہی مذہب صحیح ہی **دوسرا رکن مقر کے بیان مین** مقر کا مکلف (بالغ و عاقل) اور حر (آزاد) اور صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت اقرار مین شرط ہی اور اوسکی صحت مین اوسکے عادل ہونے کا اعتبار نہین ہی پس اقرار طفل مقبول نہوگا اگرچہ اوسکے ولی کی

اجازت سے واقع ہو لیکن اگر کوئی طفل غیر بالغ اوس شی کا اقرار کرے جسکا بجا لانا اوسکو صحیح نہ (جیسے وصیّت کرنا) تو مقبول ہوگا اور اگر مجنون اقرار کرے تو صحیح نہوگا اور اسی طرح سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) اور مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) کا اقرار بھی صحیح نہین ہے اور جو شخص کہ بوجہ سفاہت محجور علیہ (تصرّف کرنے سے ممنوع) ہو اور کسی مال کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا ہان اگر مال کے علاوہ کسی شی کا اقرار کریگا تو مقبول ہوگا جیسے طلاق دینا یا خلع کرنا اور اگر کوئی محجور علیہ سرقہ کا (دزدی) اقرار کرے تو فقط اجرائے حد مین مقبول ہوگا اور مال مین مقبول نہوگا اسلیے کہ یہ تصرف مالی ہے اور اگر کوئی مملوک (غلام یا کنیز) کسیکے لیے مال کا اقرار کرے تو تا بقائے رقیت مقبول نہوگا ہان آزاد ہونے کے بعد اوس سے مال مقربہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی مملوک کسی حد یا ایسی جنایت کا اقرار کرے جو موجب ارش (دیت) یا قصاص ہو تب بھی مقبول نہوگا اسلیے کہ خود مملوک اپنے آقا کا مال ہے پس اوسکا جو اقرار ہوگا وہ ضرر آقا پر مشتمل ہوگا اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کی طرف سے تجارت کرنے مین ماذون (اجازت یافتہ) ہو اور ایسے امر کا اقرار کرے جو متعلق بہ تجارت ہو (جیسے قرض لینا) تو مقبول ہوگا اسلیے کہ مملوک مذکور اس صورت مین مالک تصرف ہے لهذا اقرار بھی مالک ہوگا اور مقربہ کا اوس مال مین سے اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے پاس موجود ہے اور اگر اوس سے زائد ہوگا تو اوسکا آقا ضامن نہوگا بلکہ قدر زائد کا مملوک مذکور سے اوسکے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کوئی مفلس (جس شخص کو حاکم شرع نے بوجہ دیون اوسکے مال مین تصرف کرنے سے ممانعت کی ہو) کسی دین سابق کا اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور آیا مقرلہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہے) اوسکے باقی غرما (قرضخواہان) کا شریک کیا جائیگا یا اپنے حق کو فاضل سے اخذ کریگا اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکے مال سے حق غرما متعلق ہو چکا ہے لهذا مال مقربہ کا فاضل سے اخذ کرنا چاہیے اور چونکہ اوسکا اقرار بمنزلہ بیّنہ ہے لهذا شریک غرما ہونیکا بھی احتمال ہے اور مریض کی وصیت اوسکے ثلث متروکہ مین مقبول ہے اگرچہ ورثہ

اما الولي فيه … بالغ ان يتعلق … اقرار المجنون … وكذا السكران والمكره و المحجور عليه للسفه فان اقر بمال لم يقبل ويقبل فيما عداه كالخلع والطلاق ولو اقر بسرقة قبل في الحد لا في المال ولا يقبل اقرار المملوك بمال ولا جناية توجب مالا او قصاصا … ولو اقر بمال تبع به اذا اعتق ولو كان ماذونا … في التجارة … نفذ لانه يملك التصرف … ما اقر به … ان كان اكثر … اعتق … ويقبل اقرار المفلس

اقرار المملوک

وهل يشارك المقرله الغرماء او ياخذ حقه من الفاضل فيه تردد ويقبل وصيّة المريض في الثلث وان

اجازت نہ دین ورسیطرح اگر کوئی مریض اقرار کرے تو علی اظہر القولین وسکے ثلث ترکہ مین مقبول ہوگا
خواہ وارث کے لیے اقرار کرے یا کسی اجنبی کے لیے بشرطیکہ محل تہمت ہو اور اگر کوئی شخص کسی امر مبہم کا
اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور مقر پر اوسکا بیان کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو اوسوقت تک
اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ بیان نکرے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی
صورت انکار مین مقر سے کہا جائےگا کہ اگر تو بیان نکریگا تو ناکل قسم (قسم کا ردکرنیوالا) کا حکم تجھپر جاری کیا جائیگا
(یعنے مقر لہ کیطرف قسم راجع کردیجائیگی) پس اگر اپنے انکار پر اصرار کریگا تو مقر لہ کو قسم دیجائیگی اور اگر کوئی
طفل اپنے بالغ ہونیکا اقرار (یعنے اوسکا دعوی) کرے تو اوسوقت تک مقبول نہوگا جبتک کہ اوسکا
سن ایسی مدت تک نہ پہونچے جس مین اوسکے بالغ ہونے کا احتمال حاصل ہو رکن ثالث مقر لہ (جسکے لیے
اقرار کیا جائے) کے بیان مین اور مقر لہ کو اہلیت تملک (مالک ہونے کی قابلیت) کا حاصل ہونا نفوذ اقرار
مین شرط ہی پس اگر کوئی شخص کسی بہیمہ (چوپایہ) کے لیے اقرار کریگا تو مقبول نہوگا لکن اگر کہے علی کذا بسببہا
(زید کے لیے مجھپر فلان چوپایہ کے سبب سے پانچسو درہم ہین) تو صحیح ہوگا اور یہ اقرار مالک بہیمہ کے لیے
واقع ہوگا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ کبھی بہیمہ کے سبب سے وہ امور واجب ہوتے ہین جنکا استحقاق
مالک بہیمہ کو نہین ہوتا جیسے ارش جنایت کا (جو بہیمہ سے واقع ہوئی ہو) سائق یا راکب بہیمہ پر متحقق ہوتا
اور اگر کوئی شخص کسی غلام کے لیے اقرار کرے تو صحیح ہوگا اور مال مقر بہ (جس مال کے ساتھ اقرار کیا گیا ہی)
کا آقائے غلام کو استحقاق ہوگا اسلیے کہ غلام مین اہلیت تصرف حاصل ہی اور اگر کوئی شخص کسی حمل کے لیے
اقرار کرے تو صحیح ہوگا خواہ اطلاق کرے (سبب کو بیان نکرے) یا کوئی ایسا سبب بیان کرے جسکا
احتمال ہو جیسے ارث یا وصیت اور اگر اقرار مذکور کو کسی ایسے سبب کیطرف منسوب کرے جسکا بطلان
معلوم ہو (مثلاً کہے کہ فلان جاریہ کے حمل کا مجھپر اوس جنایت کے سبب سے اسقدر مال ہی جو مجھسے اوسپر
صادر ہوئی ہو یا کہے کہ فلان حمل کے لیے مجھپر اوس مال کی قیمت لازم ہی جسکو مین نے اوس سے خرید کیا ہی)

تب بھی اوسکا صحیح ہونا بوجہ نہین ہی اسلیے کہ اوّل اقرار کے مقبول ہونے سے کوئی مانع نہین ہی اور ضمیمہ مذکورہ چونکہ مبطل اقرار ہی لہذا مسموع نہوگا جسطرح کہ دیگر مقامات پر مذکور ہوا اور حمل مذکور مال مقربہ کا اپنے زندہ موجود ہونے کے بعد مالک ہوگا اور اگر حمل مذکور حالت موت مین ساقط ہوجائے تو مقر کو تفسیر کی تکلیف دیجائیگی پس اگر مال مقربہ کی تفسیر مین میراث کو بیان کرے تو وہ باقی ورثہ کیطرف رجوع کریگا اور اگر وصیت کو بیان کرے تو ورثہ موصی (وصیت کرنیوالا) کیطرف رجوع کریگا اور اگر اجمال کرے تو اوس سے بیان کا مطالبہ کیا جائیگا اور جو مال بیان کریگا اوسکا استحقاق حمل مذکور کو وقت اقرار سے چھ مہینے کے اندر اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوگا اور اگر اقصائے حمل کے بعد پیدا ہو تو اوسکا استحقاق باطل ہوجائیگا اور اگر حمل مذکور ما بین اقل و اکثر مدت (یعنے چھ اور نو مہینے کے اثنا مین) پیدا ہو اور اوسکی ماں کے لیے کوئی شوہر یا مالک نہو یا ہو لیکن اوسکا وطی کرنا ممکن نہو تو مال مقربہ کا اوسکو استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوسکا وقت اقرار حالت حمل مین موجود ہونا محقق ہوگیا اور اوسکی ماں کے لیے شوہر یا آقا ہو اور اوسکا زن مذکورہ سے وطی کرنا ممکن ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ حمل کے لیے مال مقربہ کا حکم نکیا جائیگا سوا طیکہ اس صورت مین وقت اقرار اوسکے موجود ہونیکا یقین نہین ہوسکتا اور اگر قائل یہ ہو کہ حمل مذکور کو مال مقربہ کا استحقاق ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ غالب عادت کی بنا پر نو مہینے سے کم مین ولادت نہین ہوتی اور اگر حمل مذکور دو لڑکے (یا دو لڑکیان) ہون تو مال مقربہ مین وہ دونون مساوی شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے ایک مولود مردہ پیدا ہوگا تو مال مقربہ کا دوسرے مولود کو (جو زندہ ہی) استحقاق ہوگا اسلیے کہ مولود مردہ معدوم کا حکم رکھتا ہی اور جبکہ کوئی شخص کسی مولود کا اقرار کرے تو مادر مولود کی زوجیت کا اقرار نہوگا اگرچہ حریت و عفت کے ساتھ مشہور ہو اسلیے کہ وطی بالشبہ کا بھی احتمال ہی دوسرا

مطلب لواحق اقرار کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین

پہلا مقصد اقرار بعد اقرار کے بیان مین جبکہ کسی شخص کے قبضہ مین کوئی مکان ہو اور مقتضائے قبضہ

سلہ مخفی نرہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے

اس کتاب کے دو امرون مین نظر کرنے پر بنا کی تھی **اوّل** ارکان اقرار

دوم لواحق اقرار بعد ازان عدد ارکان چار قرار دیئے تھے جسکی تفصیل یہ ہے

صیغہ۔ مقر۔ مقر لہ۔ مقر بہ بنا بر علیہ مصنف علیہ الرحمہ کو امر اوّل مین چار رکنون کو

بیان کرنا ضرور تھا اور امر دوم مین لواحق اور اوسکے اقسام وغیرہ کا بیان مناسب تھا لیکن

مصنف علیہ الرحمہ نے رکن اوّل کی الاوّل سے ابتدا فرمائی جسکا ظاہر یہی تھا

کہ اس سے رکن اوّل مراد ہو بعد ازان رکن دوم کی جگہ پر النظر الثانی فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثانی

مناسب تھا اور رکن سوم کے مقام پر النظر الثالث فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثالث لکھنا چاہیئے تھا اسلئے کہ

مصنف رح نے رکن کیجگہ نظر اوّل وثانی وغیرہ استعمال فرمایا لیکن اس بنا پر رکن چہارم کیجگہ نظر رابع بیان کرتے اور اوسمین

مقر بہ کا ذکر فرماتے کیونکہ رکن رابع یہی ہو لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے رکن رابع یعنی مقر بہ کے لیے کوئی عنوان مثل باقی ارکان کے علیحدہ

مقرر نہین کیا بلکہ اوسکو بھی مباحث مین ضمناً بیان کیا ہو اور نظر رابع مین لواحق اقرار کا بیان کیا ہو حالانکہ لواحق کا نظر دوم مین

بیان کرنا مناسب تھا جیسا کہ صدر کتاب سے معلوم ہو چکا تھا بنا بر رعایت ترتیب صدر کتاب کے عنوان

ملحوظ رکھا گیا ہو اور اصل کتاب کی بنا دو مطلبون پر کی ہو **اوّل** ارکان **دوم** لواحق اسیلئے ترجمہ مین

بجائے نظر رابع دوسرا مطلب لکھا گیا ہو اور رکن چہارم ساقط کر دیا ہو اسلیئے کہ مصنف نے

اوسکا ذکر ہی نہین کیا اور جو عنوان کہ ترجمہ مین ملحوظ رکھا گیا ہو اوسکو خود مصنف علیہ الرحمہ نے مختصر نافع مین

ملحوظ فرمایا ہو پس ابتدا سے کتاب دو امرون پر قرار دی ہو **ارکان۔ لواحق** بعد ازان امر اوّل مین

چار رکن ضمناً بیان فرمائے ہین اور امر دوم مین لواحق کو بیان کیا ہو اور اوسکی تین قسمین کی ہین جسکا حال

مخفی نہین ہو مع ذالک فالامر سہل اذ لا ثمرۃ علمیۃ فی غالب ذالک اذ لیس

فی ذالک تبدیل و تغییر و انما ھو تقدیم و تاخیر

اوسکا بظاہر مالک ہو اور کہے ہذہ لفلان بل لفلان (یہ مکان زید کا بلکہ عمرو کا مال ہے) تو مکان مذکور اول (زید) کا مال قرار دیا جائیگا اور مقر ثانی (عمرو) کے لیے اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اسلیے کہ مقر ثانی و مکان مین حائل اور اوسکے قبضہ و تسلط سے مانع ہوا ہے پس صورت مذکورہ مین مقر پر متلف (تلف کرنیوالا) کا حکم (مال تلف شدہ کی قیمت کا دلانا) جاری کیا جائے گا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے غصبتہا من فلان بل من فلان (مین نے اس مکان کو زید سے بلکہ عمرو سے غصب کیا ہے) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنی اصل مکان کا زید کے اور اوسکی قیمت کا عمرو کے حوالہ کرنا لازم ہوگا) اسلیے کہ غصب کرنا قبضہ مغصوب منہ پر دلالت کرتا ہے جو بظاہر اوسکے مالک ہونے کو مقتضی ہے اور مقر کا اوس سے عدول کرنا مسموع نہوگا اور دوسرے مغصوب منہ کو مکان کی قیمت دلوائی جائیگی جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی لیکن اگر کوئی شخص کہے غصبتہا من فلان وہی لفلان (مین نے اس مکان کو زید سے غصب کیا ہے اور وہ دراصل عمرو کا مال ہے) تو اوسپر مکان مذکور کا مغصوب منہ (زید) کے سپرد کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ غصب کرنا ملک مغصوب منہ کو (جس سے غصب کیا گیا ہے ۱۲) مقتضی ہے بعد ازان مقر لہ (عمرو) کے لیے اوسکا ضامن نہوگا کیونکہ شاید عبارت وہی لفلان سے مکان مذکور کا مقر لہ کیطرف (جسکے لیے مکان وغیرہ کا اقرار کیا ہو ۱۲) بواسطہ ارث وغیرہ رجوع کرنا مقصود ہو اور مکان مذکور پر مقر لہ (عمرو) کی ملک کا حکم نکیا جائیگا کیونکہ وہ دعوی ثانی اقرار اول کے منافی و ملک مالک کے زائل ہونے کو مقتضی ہے جسطرح کہ کسی مکان پر زید کا قبضہ فرض کیا جائے بعد ازان کوئی شخص خارج (اجنبی) مکان مذکور کا عمرو کے لیے اقرار کرے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ہذہ لزید غصبتہا من عمرو (یہ مکان زید کا مال ہے جسکو مین نے عمرو سے غصب کیا ہے) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی غلام پر اسطرح قبضہ رکھتا ہو جو بظاہر اوسکے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہو بعد ازان غلام مذکور کا کسی دوسرے شخص کے لیے اقرار کرے اور مقر لہ اپنے مالک ہونیکا انکار کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ وہ غلام محکوم بحریت ہوگا اسلیے کہ مقر اور مقر لہ مین سے ہر ایک شخص اوسکی ملکیت کا انکار کرتا ہے لہذا اوسکا کوئی مالک نہوگا کیونکہ اصل حریت ہے اور اگر قائل ہو کہ غلام مذکور

اوس غلام کے احکام جاری کیے جائین جسکا مالک مجہول ہو تو خوب ہو اسلیے کہ وہ بظاہر محکوم بر قیت تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا تاوقتیکہ کوئی ایسا سبب متحقق نہو جو اوسکی حریت کو مقتضی ہو اور مجہولیت مالک اون اسباب مین داخل نہین ہو جو حریت کو مقتضی ہین اور اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ فلان غلام کو اوسکے آقا نے آزاد کر دیا ہو اور بعد اقرار اوسکے خرید کرنے کا قصد کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ اوسکا خرید کرنا صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ یہ معاملہ از قبیل استنقاذ (رہا کرنا) ہو اور داخل شراء نہین ہو تو خوب ہو پس غلام مذکور پر احکام حریت جاری کیے جائینگے اسلیے کہ بوجہ شراء اوس سے ملک اول کے جملہ لواحق ساقط ہو گئے اور اگر غلام مذکور مر جائے تو مشتری کو اوسکے ترکہ مین سے مقدار قیمت کا من باب المقاصہ (کسی مال کا بعوض مال اخذ کرنا) اخذ کر لینا جائز ہوگا اسلیے کہ اگر مشتری صادق ہو تو حق ولا اوسکے آقا کو حاصل ہوگا بشرطیکہ آقا کے سوا غلام مذکور کا کوئی وارث نہو اور اگر کاذب ہو تو جو متروکہ کہ غلام مذکور نے چھوڑا ہو اوسمین سے مشتری کو مقدار قیمت کا یقیناً استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال غلام مذکور کے آزاد ہونے یا نہونے کی تحقیق پر موقوف رہیگا دوسرا مقصد ہین اون امور کے احکام کا ذکر کیا جاتا ہو جنکا بعد اقرار وارد ہونا بظاہر ابطال اقرار کا مقتضی ہوتا ہو اور اسمین کئی مسائل ہین پہلا مسئلہ یہ جبکہ کوئی شخص کہے لہ عندی ودیعۃ وقد ھلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت ہو اور وہ تلف ہو گیا) تو اوسکا اقرار صحیح اور دعوائے ہلاک باطل ہوگا اسلیے کہ لفظ لہ عندی وقت کلام اوسکے وجود کو مقتضی ہو پس دعوائے تلف (جو اوسکے منافی ہو) مقبول نہوگا لیکن اگر کوئی شخص کہے کان لہ عندی ودیعۃ وقد ھلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت تھا اور وہ تلف ہو گیا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مابین اقرار و دعوائے ہلاک منافات نہین ہو اور مستودع (جسکے پاس کوئی مال ودیعت رکھا جائے) کا قول رد و تلف ودیعت مین مقبول ہوتا ہو اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی مال من ثمن خمر (میرے پاس قیمت شراب کے عوض فلان شخص کا مال ہو) تو اوسکا

اقرار مقبول اور اوسکے ذمہ پر مال ثابت ہوگا اور ضمیمہ مذکورہ لغو ہوگا اسلیے کہ لفظ علی سے مال مقر بہ کا اوسکے ذمہ پر ثابت ہونا مفہوم ہوتا ہی جسکے مقبول ہونیکا کوئی مانع نہین ہوا اور ضمیمہ اوسکے ابطال کو مقتضی ہی کیونکہ شریعت اسلام مین قیمت شراب کا عوض کسی مسلم کے ذمہ پر نہین ہو سکتا لہذا باطل ہوگا اور اسیطرح اگر لہ علی مال من ثمن خنزیر (خوک) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف (فلان شخص کے لیے مجھپر ہزار درہم ہین) کہنے کے بعد سکوت کرے بعد ازان کہے من ثمن مبیع لم اقبضہ (جو ایسے مال مبیع کی قیمت کا عوض ہی جسپر مین نے قبضہ نہین کیا) تو اقرار کے موافق اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اور ضمیمہ مذکورہ باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا کلام (من ثمن مبیع لم اقبضہ پہلے کلام (لہ علی الف) کے منافی ہی اور چونکہ اوسکو بعد تلفظ بیان کیا ہی لہذا ان دونون کلامون پر جملۂ واحدہ کا حکم جاری نکیا جائیگا بلکہ انکار بعد اقرار کے قبیل سے ہوگا اور اگر وصل کرے اور کہے لہ علی الف من ثمن مبیع (فلان شخص کے لیے میرے ذمہ پر قیمت مبیع کے عوض ہزار درہم ہین) بعد ازان سکوت کرے اور کہے لم اقبضہ (مین نے اوس مبیع پر قبضہ نہین کیا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا خواہ مال مبیع کو معین کرے یا نکرے اسلیے کہ اس صورت مین لفظ من ثمن مبیع کا اقرار کے ساتھہ ہی تلفظ کیا ہی لہذا اون دونون پر جملۂ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور لفظ لم اقبضہ کا اگرچہ بعد سکوت تلفظ کیا ہی مگر وہ اقرار اول کے منافی نہین ہی کیونکہ مال مبیع کبھی مقبوض ہوتا ہی اور کبھی غیر مقبوض لیکن ان دونون صورتون کے حکم کا مساوی ہونا (یعنی دونون کا از قبیل انکار بعد اقرار ہونا) بھی محتمل ہی اور شاید کہ یہی اشبہ ہو بنا برآن علیہ دونون صورتون مین اوسکا اقرار مقبول اور ضمیمہ مذکورہ مردود ہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے ابتعت بخیار (مین نے فلان شی کو بشرط خیار خرید کیا ہی) یا کفلت بخیار (مین نے فلان شخص کی بشرط خیار کفالت کی ہی) یا ضمنت بخیار (مین نے فلان مال کی بشرط خیار ضمانت کی ہی) تو ان جملہ صورتون مین اوسکا اقرار بالعقد مقبول ہوگا اور دعوے خیار ثابت نہوگا اسلیے کہ کلام مذکور

او خنزیر لزمہ المال **الثانیة** اذا قال لہ علی الف وقطع ثم قال من ثمن مبیع لم اقبضہ لزمہ الالف ولو وصل فقال لہ علی الف من ثمن مبیع وقطع ثم قال لم اقبضہ قبل قولہ سواء عین المبیع او لم یعینہ وفیہ احتمال التسویة بین الصورتین ولعلہ اشبہ **الثالثة** لو قال ابتعت بخیار او کفلت بخیار او ضمنت بخیار قبل اقرارہ بالعقد ولم یثبت الخیار

باعتبار عرف ایک اقرار اور ایک دعوی (جو منافی اقرار ہی) مفہوم ہوتا ہی پس اوسکا اقرار مسموع اور دعوی غیر مسموع ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علی دراهم ناقصة (فلان کے لیے کچھ دراہم ناقصہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تو صحیح ہوگا بشرطیکہ لفظ ناقصہ استثنا کی طرح متصل باقرار ہو اور مقدار نقیصہ مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے له علی دراهم زیف (فلان کے لیے کچھ دراہم مغشوشہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تب بھی بشرط مذکور صحیح ہوگا اور دراہم زیف کے بیان مین ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرنا مقبول ہوگا جنمین نقرہ بھی موجود ہو تاکہ اسم درہم کا مصداق باقی رہے پس اگر ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرے جنمین نقرہ کی شرکت نہو تو مقبول نہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علی عشرة لا بل تسعة (فلان شخص کے لیے دس درہم نہین بلکہ نو درہم میرے ذمہ پر لازم ہین) تو اوسپر دس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ لفظ لا بل سنتہ باعتبار عرف داخل رجوع ہی جو مقبول نہین ہو سکتا اور اگر کوئی شخص کہے له علی عشرة الا واحدا تو اوسپر دس درہم لازم نہونگے (بلکہ فقط نو درہم لازم ہونگے) اسلیے کہ عبارت مذکورہ پر باعتبار عرف جملہ واحدہ کا حکم جاری کیا جاتا ہی پس قول مکر انکار بعد اقرار کی قبیل سے نہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے اقرار کے ساتھ کسی مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت پر قبضہ پانے کی شہادت دلائے بعد ازان قبضہ پانیکا انکار کرے اور ٹھہرائے عادت کی بنا پر وثیقہ بیع کے تحریر ہونے کی غرض سے شہادت دلانے کا اور درحقیقت قبضہ نہ پانے کا مدعی ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکا دعوی مقبول نہوگا اسلیے کہ وہ اپنے اقرار کی تکذیب کرتا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے امر کا دعوی کیا ہی جسکی عادت جاری ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی کیونکہ وہ اپنے اقرار کی تکذیب نہین کرتا بلکہ امر آخر کا دعوی کرتا ہی پس مشتری کو عدم مواطات (موافق کرنا) پر قسم دیجائیگی اسلیے کہ وہ منکر ہی اور اگر اتقاع بیع اور مشاہدہ قبض کی دو عادل شہادت دین تو اوسکا

لا يقبل انكاره ولا تتوجه اليمين لانه تكذيب للبينة

المقصد الثالث في الاقرار بالنسب وفيه مسائل **الاولى** لا يثبت الاقرار بنسب الولد الصغير حتى يكون البنوة ممكنة و يكون مجهول النسب ولا ينازعه فيه منازع المقر ولو نازعه فيه منازع تاره ثبته فلو انتفى فيها امكان الولادة لم يقبل كالاقرار ببنوة من هو اكبر منه او مثله او اصغر منه في السن بما لم تجر العادة بولادته لمثله او اقر ببنوة ولد امراة في بلد بعيد لم يمكن الوصول اليها ولو في مثل عمره وكذا لو كان الطفل معلوم النسب لم يقبل اقراره وكذا لو نازعه منازع في بنوته لم يقبل الا ببينة ولا يعتبر تصديق الصغير وهل يعتبر تصديق الكبير ظاهر كلام النهاية لا وفي المبسوط يعتبر وهو اشبه فلو انكر الكبير لم يثبت النسب ولا يثبت النسب في غير الولد الا بتصديق المقر به واذا اقر بغير الولد للصلب ولا وارث له وصدقه المقر به توارثا بينهما ولا يتعدى التوارث الى غيرهما

انکار مقبول نہوگا اور مشتری پر قسم بھی متوجہ نہوگی اسلیے کہ اوسکے انکار سے بینہ کی تکذیب لازم آتی ہی

تیسرا مقصد اقرار بالنسب کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** کسی ولد صغیر (خواہ ذکر ہو یا انثی) کے نسب کا اقرار اوسوقت تک ثابت نہوگا جبتک کہ شرائط ذیل موجود نہون **اول** بنوّت (ولادت) کا ممکن ہونا **دوم** مقر بہ (جسکا اقرار کیا جائے) کا مجہول النسب ہونا **سوم** اوسکے بارہ مین مقر کے ساتھ کسیکا نزاع نکرنا پس یہ تین قیدین ایسی ہین جنکا تحقق اقرار بالنسب کی صحت مین شرط ہی پس اگر ولادت کا تحقق ممکن نہو تو اقرار مقبول نہوگا مثلاً کوئی انسان ایسے شخص کی بنوّت کا دعویٰ کرے جو از راہ سن اوس سے بڑا یا اوسکے برابر ہو یا اسقدر چھوٹا ہو جس مین امثال مقر سے اوسکی ولادت پر عادت جاری نہو (مثلاً پانزدہ سالہ کسی طفل دہ سالہ کی بنوّت کا مدعی ہو) یا کسی ایسی عورت کے مولود کی بنوّت کا دعویٰ کرے جو مسافت بعیدہ پر رہتی ہو اور مدت العمر زن مذکورہ کے پاس اوسکا پہونچنا ممکن نہوا اور اسیطرح اگر کوئی طفل معلوم النسب ہو تو اوسکی بنوّت کا اقرار بھی مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر کسی طفل کی بنوّت کے اقرار مین مقر سے کوئی شخص نزاع کرے تو اوسکا اقرار بھی بغیر بینہ کے مقبول نہوگا اور صغیر کی تصدیق کرنے کا کوئی اعتبار نہین ہی اور آیا تصدیق کبیر کا بھی اعتبار ہی یا نہین پس کتاب نہایہ مین شیخ علیہ الرحمہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار نہین ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسکی تصدیق معتبر ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ نسب کا اقرار کرنا حق غیر مین اقرار کرنیکو متضمن ہی پس اگر کوئی کبیر انکار کرے تو نسب ثابت نہوگا اور غیر ولد (جیسے بھائی یا چچا وغیرہ) مین نسب ثابت نہین ہوتا تاوقتیکہ مقر بہ تصدیق نکرے اور جبکہ کوئی شخص ولد صلبی کے علاوہ کسی اور اولاد کے نسب کا اقرار کرے (جیسے پوتا یا نواسا) اور اوسکے لیے ورثہ معروفین موجود ہون اور مقر بہ اوسکی تصدیق کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اون دونون کے علاوہ اونکے انساب مین جیسے

کسی اور شخص کیطرف متعدی نہوگا اور اگر مقربہ کے لیے ورثۂ معروفین موجود ہون تو در بارۂ نسب اوسکا اقرار بدون بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار سے ورثۂ مشہورین کا ضرر لازم آتا ہی کیونکہ میراث کا استحقاق شریعت مطہرہ مین فقط ورثۂ معروفین کو حاصل ہوتا ہی **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی ولد صغیر کا اقرار کرے اور اوسکا نسب ثابت ہوجائے اور صغیر مذکور اپنے بالغ ہونیکے بعد انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اسلیے کہ قبل انکار اوسکا نسب متحقق ہوچکا ہی پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی میت (زید) کا مولود (عمرو) اوسکے لیے کسی دوسرے مولود (خالد) کا اقرار کرے بعد ازان وہ دونون مولود (عمرو خالد) میت مذکور (زید) کے لیے کسی تیسرے مولود (حامد) کا اقرار کرین تو تیسرے مولود (حامد) کا نسب ثابت ہوجائیگا بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد) عادل ہون اسلیے کہ اس صورت مین بینہ حاصل ہی جسکے قول سے نسب کا ثبوت ہوجاتا ہی اور اگر تیسرا مولود (حامد) دوسرے مولود (خالد) کا (جو مولود اول کے اقرار سے ثابت ہوا تھا) انکار کرے تو دوسرے مولود (خالد) کا نسب ثابت نہوگا بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد) معلوم النسب نہون پس تیسرے مولود (حامد) کو میت مذکور (زید) کے نصف متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق فقط مولود اول (عمرو) شریک میراث ہی اور پہلے مولود (عمرو) کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق دوسرا (خالد) اور تیسرا (حامد) مولود بھی شریک میراث ہی اور دوسرے مولود (خالد) کو (جسکے نسب کا مولود اول نے اقرار اور مولود ثالث نے انکار کیا ہی) سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا جو مولود اول (عمرو) کے نصیب کا تکملہ ہی اسلیے کہ اوسکا فقط مولود اول (عمرو) نے اقرار کیا ہی پس اوسکے اقرار کے موافق اوسی کے حصہ (ثلث متروکہ) مین دوسرا مولود (خالد) بھی بالسویہ شریک ہوگا جسکی مقدار سدس متروکہ ہوتی ہی اور اگر وہ دونون مولود (عمرو خالد) معلوم النسب ہون اور میت مذکور (زید) کے لیے کسی تیسرے مولود

(حامد) کا اقرار کرین تو اوسکا نسب ثابت ہو جائیگا بشرطیکہ عادل ہون اور اگر مولود ثالث (حامد) اون دونون (عمرو خالد) مین سے کسی کا انکار کریگا تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور میت مذکور کا ترکہ اون تینون (عمرو خالد و حامد) مین اثلاثا تقسیم کیا جائیگا (یعنے ہر ایک کو ثلث متروکہ دیا جائیگا) **چوتھا مسئلہ** اگر کسی میت کے اخوت (برادران) اور زوجہ ہون بعد ازان میت مذکور کے لیے اوسکی زوجہ کسی مولود کا اقرار کرے تو اوسکو اپنے اقرار کے موافق ثمن متروکہ کا استحقاق ہوگا پس اگر اخوہ بھی زوجہ کی [صغیر ہو یا کبیر] تصدیق کرین تو باقی متروکہ [یعنے زوجہ کو] (تین ربع اور ایک ثمن [آٹھوان حصہ] متروکہ) مولود مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اخوہ میت کو اوسکے متروکہ مین سے کچھ نہ دیا جائیگا اور اسیطرح جو شخص کہ بظاہر کسی میت کا وارث ہو اور اوسکے لیے ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ اقرب ہو (مثلاً میت کا چچا اوسکے لیے کسی شخص کے بھائی ہونیکا اقرار کرے) تو مجموع متروکہ مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ اوسکا مساوی ہو تو مقر کے نصیب مین سے مقر بہ کو اوس نسبت کے ساتھ حصہ دیا جائیگا جو اوسکے نصیب کو سہام ورثہ سے حاصل ہوگی مثلاً اگر احد الاخوین ایک اخت کا اقرار کرے تو مقر کو اپنے نصیب (نصف ترکہ) کا پانچوان حصہ اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اخوہ میت اوس مولود کا انکار کرین جسکا کہ زوجہ [میت نے] اقرار کیا ہو تو اونکو متروکہ کے تین ربع اور زوجہ کو ایک ثمن دیا جائیگا اور حصہ زوجہ کا باقی مال (ثمن ترکہ) ولد مقر بہ کے حوالہ کیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی طفل مجہول النسب وفات پائے اور کوئی انسان اوسکی بنوت کا اقرار کرے تو اوسکا نسب ثابت ہو جائیگا خواہ طفل مذکور صغیر ہو یا کبیر اور خواہ اوسکے لیے کچھ مال ہو یا نہو اور اوسکی میراث کا مقر کو استحقاق ہوگا اور تہمت مقر کا احتمال اوسکے اقرار کی صحت مین قادح نہوگا جسطرح کہ طفل کے زندہ اور صاحب مال ہونیکی صورت مین احتمال مذکور قادح نہین ہوتا اور جانب میت مین اوسکی تصدیق کا اعتبار ساقط ہے اگرچہ کبیر ہو اسلیے کہ بعد وفات وہ بھی طفل صغیر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ طفل صغیر کیطرح اوسکی تصدیق بھی غیر ممکن ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مجنون کا اقرار کرے

ثبت نسبه الكل انا على الابن ولو انكر الثالث احدهما لم يلتفت اليه وكانت التركة بينهم اثلاثا **الرابعة** لو كان للميت اخوة وزوجة فاقرت بولد كان لها الثمن وان صدق الاخوة كان الباقي للولد دون الاخوة وكذا لو كان وارث في الظاهر اقر بمن هو اقرب منه دفع اليه جميع ما في يده ولو كان مثله دفع اليه من نصيبه بنسبة نصيبه وان انكر الاخوة كان لهم ثلاثة ارباع وللزوجة الثمن والباقي للولد **الخامسة** اذا مات صبي مجهول النسب فاقر انسان ببنوته ثبت نسبه صغيرا كان او كبيرا سواء كان له مال او لم يكن وكان ميراثه للمقر ولا يقدح في ذلك احتمال التهمة كما لو كان حيا وله مال ويسقط اعتبار التصديق في طرف الميت ولو كان كبيرا لانه في معنى الصغير وكذا لو اقر ببنوة مجنون

تو اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار ساقط ہوگا اسلیے کہ اوسکے کلام پر کوئی حکم نہین ہوسکتا **چھٹا مسئلہ** جبکہ
کسی کنیز کی ولادت ہوا اور آقائے کنیز اوسکے مولود کی بنوّت کا اقرار کرے تو اوس سے ملحق کیا جائیگا اور
محکوم بحریّت ہوگا بشرطیکہ کنیز مذکورہ کے لیے کوئی شوہر ایسا نہو جس سے مولود مذکور کا تولد ممکن ہو اور
اگر کوئی شخص اپنی دو کنیزون مین سے ایک کنیز کے مولود کا اقرار کرے اور اوسکو معین کر دے تو
وہ مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اگر دوسری کنیز اپنے مولود کے مقر بہ ہونے کا دعوی کرے تو
مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر اوسکو معین نکرے اور قبل تعیین وفات پائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ اوسکے وارث کو معین کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر اوسکا وارث بوجہ جہل وغیرہ اوسکی تعیین سے
انکار کرے تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور وفات مقر کے بعد استعمال قرعہ کا مطلقاً (خواہ اوسکا وارث
تعیین کرے یا نکرے) قائل ہونا خوب ہوا اسلیے کہ قول وارث کے قبول کرنے پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی
علاوہ برین اوسکا قول اقرار فی حق الغیر کے قبیل سے ہو **ساتوان مسئلہ** اگر کسی شخص کی کنیز سے تین مولود
ہوان اور اونمین سے ایک مولود کی بنوّت کا اقرار کرے پس جس مولود کو کہ خود مقر معین کریگا وہ
محکوم بحریت ہوگا اور باقی دونون مولود محکوم برقیت ہونگے اور اگر مولود معین مشتبہ ہو جائے یا
قبل تعیین مقر کا انتقال ہو جائے تو اوسکا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا **آٹھوان مسئلہ** بذریعہ شہادت نسب کے
ثابت ہونے مین جلیین عدلین کی شہادت کے علاوہ کسی اور شہادت کا اعتبار نہین ہو پس ایک مرد اور
دو عورتون کی شہادت کا اعتبار نہین ہو پس ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت اوسکے ثبوت مین
علی الاظہر کافی نہوگی اور اسیطرح اوسکی ثبوت مین مرد کی شہادت اور قسم بھی کافی نہوگی اور اسیطرح دو فاسقون
کی شہادت سے بھی نسب ثابت نہین ہوتا اگرچہ وہ دونون وارث ہون **نوان مسئلہ** اگر میت کے
دو بھائی موجود ہون اور دونون عادل ہون اور اوسکے لیے کسی مولود کی بنوّت کی شہادت دین
تو مولود مذکور کا نسب اور میراث ثابت ہوگی اور شہادت مذکورہ سے میراث مولود کے ثابت ہوتین

دور لازم نہ آئیگا اسلیے کہ میراث مولود کا ثبوت قول بیّنہ من حیث ہو بیّنہ سے ہوا جسمین اونکا وارث ہونا
جزر سبب نہین ہے اسلیے کہ قول بیّنہ مطلقاً معتبر ہے خواہ وارث ہو یا نہو تاکہ اشکال دور لازم آئے کہ
اخوین کا وارث ہونا مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب ہے تو مولود اونکا حاجب ہوگا جو اونکے وارث
نہونے کو مستلزم ہے اور اونکا وارث نہونا اونکے قول کے مقبول نہونیکو مقتضی ہے پس میراث کا ثبوت
اوسکے نفی کو مستلزم ہوگا علاوہ برین اگر میّت کے دونون بھائیون کو فاسق بھی فرض کرین اور محض
وراثت کو مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب مستقل قرار دین تب بھی اشکالِ دور لازم نہ آئیگا اسلیے
صحتِ اقرار مین اونکا بظاہر وارث میّت اور اوسکے مال پر صاحب ید ہونا معتبر ہے اور اونکے وارث نفس الامری
ہونیکا اعتبار نہین ہے پس اونکی وراثتِ ظاہری سے جو وقتِ اقرار مفروض ہے مولود کے لیے میراث کا
ثبوت ہوگا اور مولود کا حاجب اخوین ہونا اونکی وراثتِ ظاہریہ عند الاقرار کے منافی نہوگا اور اگر
میّت کے دونون بھائی فاسق ہون تو اونکے اقرار سے مولود کا نسب ثابت نہوگا لکن متروکہ میّت کے
پانیکا مستحق ہوگا اور میت کے دونون بھائیون کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا و سوان **مسئلہ**
اگر کوئی شخص کسی میّت کا بحسب ظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا یا ماموں ہو) اور اوسکے لیے ایسے
دو وارثون کا اقرار کرے جو میراث مین اقرب ہون (مثلاً میّت کے بھائی یا دادی کا اقرار کرے)
تو اونکا نسب ثابت نہوگا اور میراث ثابت ہوگی اور میّت کا مجموع ترکہ اون دونون کے حوالہ کیا جائیگا
اور اگر اون دونون وارثون مین سے کوئی شخص دوسرے کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات
نکیا جائیگا اسلیے کہ اون دونون کو میراث کا استحقاق وقتِ واحد مین حاصل ہوا ہے لہذا بحیثیت اقرار
اونمین سے کسی کو ترجیح نہ دیجائیگی ہان اگر بیّنہ وغیرہ سے اوسکے انکار کا صحیح ہونا معلوم ہو جائے تو اوسکے موافق
حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کسی میّت کا بظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا ہو) اور اوسکے لیے
ایسے وارث کا اقرار کرے جو اوس سے اقرب ہو (مثلاً میّت کے لیے اوسکے بھائی کا اقرار کرے)

بعدازان کسی دوسرے وارث کا اقرار کرے جو اون دونون (مقر اور میت کا بھائی) سے اوسے ہو (مثلاً اوسکے لیے کسی مولود کا اقرار کرے) پس اگر پہلا مقرلہ (میت کا بھائی) اوسکی تصدیق کرے تو میت کا مجموع ترکہ دوسرے مقرلہ (مولود میت) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو مقر میت کے ترکہ کا پہلے مقرلہ (برادر میت) کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اوسکی قیمت کا دوسرے مقرلہ (مولود میت) کے لیے ضامن ہوگا اسلیے کہ شخص مقر اس صورت مین دوسرے مقرلہ (مولود میت) کے مال کا متلف (ضائع کرنیوالا) قرار پائیگا جسطرح کہ ایک مال کی بہ نسبت دو شخصون کے لیے یکے بعد دیگرے اقرار کرنے کی صورت مین مال مقربہ کا اول کے اور اوسکی قیمت کا ثانی کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہی چنانچہ قبل ازین مذکور ہوا اور اگر دوسرا مقرلہ پہلے مقرلہ کے مساوی ہو اور پہلا مقرلہ اوسکی تصدیق نکرے تو مقر پر اوس مال کے نصف کا دوسرے مقرلہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو پہلے مقرلہ کو حاصل ہوا ہی جسطرح کہ کوئی شخص ایک مال کی بہ نسبت کسی کے لیے اقرار کرے بعد ازان دوسرے شخص کو بھی مال مذکور مین اوسکا شریک مساوی قرار دے (مثلاً کہے هذا المال لزید اور اسکے بعد کہے هو له ولعمرو) تو اوسپر مال مذکور کا پہلے مقرلہ (زید) کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہی اور اوسکی نصف کا دوسرے مقرلہ (عمرو) کے لیے ضامن ہوتا ہی گیارھوان مسئلہ اگر کسی زن مردہ کا وارث (مثلاً اوسکا بیٹا) اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے اور زن مذکورہ ذات الولد ہو تو مقر پر اپنے نصیب کی ربع (چوتھائی) کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ذات الولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے نصف کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مقر مذکور اوسکے لیے دوسرے شوہر کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا اور اگر اپنے پہلے اقرار کی تکذیب کریگا تو دوسرے شوہر کے لیے بھی اوسقدر مال کا ضامن ہوگا جسقدر کہ پہلے شوہر کو حاصل ہوا ہی اور اگر کسی میت کا وارث اوسکے لیے زوجہ کا اقرار کرے اور میت مذکور صاحب ولد ہو تو مقر پر اپنے نصیب کے ثمن (آٹھوان حصہ) کا زوجہ مقربہا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر میت مذکور صاحب ولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر میت مذکور

متعلق صفحہ ۱۶۲

سلہ مخفی نرہے کہ اس حکم کو مصنف رح نے اس کتاب اور مختصر نافع مین اور دیگر علما (علامہ شہید اول وغیرہ) کی طرح علی الطلاقہ بیان فرمایا ہی جو خالی از اشکال و دقت نہین ہو جسپر شہید ثانی نے مسالک و روضہ بہیہ مین اور صاحب مدارک نے شرح مختصر نافع مین اور صاحب کفایہ وغیرہ نے تنبیہ فرمائی ہو اسلیے کہ اگر زن مردہ ذات الولد ہو تو اوسکا وارث جو اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے وہ اولاد (ذکور ہون یا اناث) اور ابوین (مان باپ) کے سوا اور کوئی شخص نہین ہو سکتا پس اگر زن مذکورہ کے دو بیٹے موجود ہون اور اونمین سے ایک بیٹا اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تو مقر پر اپنے نصیب (نصف متروکہ) کے ربع مال کا شوہر مقر لہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوسکے پاس قدرِ فاضل کی یہی مقدار ہو اور اسیطرح اگر زنِ مذکورہ کے ایک ہی بیٹا ہو اور اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تب بھی اوسکو اپنے نصیب (مجموع ترکہ) کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بنت واحدہ و زائد مین بھی یہی حکم جاری ہوگا اور ان صورتون مین مقر پر اپنے نصیب کے ربع کا حوالۂ شوہر کرنا بے اشکال صحیح ہوگا جیساکہ مصنف رح نے ذکر فرمایا ہے اور اگر زنِ مذکورہ کے لیے ابوین یا احدہما موجود ہو اور وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے پس اگر زنِ مذکورہ کا مولود ذکر ہو تو مقر پر اپنے نصیب مین سے کسی حصہ کا شوہر کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب متغیر نہین ہوتا خواہ شوہر موجود ہو یا نہو اور اگر زنِ مذکورہ کا مولود انثی ہو تو جو مقدار کہ مقر پر فاضل نکلتی ہو اور اوسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوتا ہو وہ ربع نصیب سے کم ہوتی ہو اسلیے کہ ابوین کا نصیب فقدان شوہر کی صورت مین دو خمس اور وجود شوہر کی صورت مین دو سدس ہوتا ہو اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ زنِ مذکورہ کی لڑکی مجتمع ہو اور اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تب بھی یہی کیفیت ہو پس ان صورتون مین جو حکم کہ مصنف وغیرہ نے فرمایا ہو تمام نہوگا اور اگر زنِ مذکورہ غیر ذات الولد ہو اور اوسکے باپ نے شوہر کا اقرار کیا ہو تو جس حکم کا کہ مصنف نے ذکر کیا ہو وہ درست ہوگا اور اگر اوسکی مان نے اقرار کیا ہو تو اوسپر اپنے نصیب مین سے کسی حصہ کا بھی حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا خواہ اوسکے لیے کوئی حاجب ہو یا نہو اسلیے کہ علی کلا التقدیرین شوہر کو اوسکے فرض مین سے

کے لیے کسی دوسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیے اوسقدر مال کے نصف کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو بشرطیکہ پہلی زوجہ نے اوسکی تصدیق نکی ہو اور اگر تیسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیے اوسقدر مال کے ثلث کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہے اور اگر چوتھی زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے اوسقدر مال کے ربع کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو اور اگر پانچوین زوجہ کا بھی اقرار کرے اور پہلی چارون زوجاؤن مین سے کسی زوجہ کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور پانچوین زوجہ کے لیے اوسقدر مال کا ضامن ہوگا جسقدر کہ منجملہ ازواج اربعہ ایک زوجہ کو استحقاق ہو پس اگر میت مذکور صاحب ولد ہو تو ثمن نصیب کا ربع اور اگر صاحب ولد نہو تو ربع نصیب کا ربع مقر پر اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا

کتاب الجعالہ

جعالہ سے عرف فقہاء مین عوض معین کا کسی عمل محلل پر بصیغہ معتبرہ التزام کرنا مراد ہے

کسی امر کا انسان کے لیے بعوض فعل معین کرنا ۱۲ عمل محلل شرعا جیسے عمل وہ عمل جائز ہو بالمعنے الاعم مراد ہو خواہ مباح ہو خواہ مندوب یا مکروہ ۱۲

اور اسمین تین مطلب قابل ذکر ہین

پہلا مطلب ایجاب جعالہ کے بیان مین پس ایجاب سے ہر وہ لفظ مراد ہے جو معنی جعالہ پر دلالت کرتا ہو جیسے من رد عبدی فلہ کذا (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو فلان عوض دیا جائیگا) یا من رد ضالتی فلہ کذا (جو شخص میرے حیوان گم شدہ کو واپس لائیگا اوسکو دس درہم دیئے جائینگے) یا من فعل کذا فلہ کذا (جو شخص فلان کام کریگا اوسکو پانچ درہم کا استحقاق ہوگا) الے غیر ذلک اور تحقق جعالہ مین قبول کی احتیاج نہین ہے اور ہر عمل محلل پر جو مقصود عقلا ہو (یعنی ایسا فعل نہو جو نظر عقلا مین داخل سفاہت ہو جیسے کسی مقام تاریک یا خوفناک پر از راہ عبث جانا) جعالہ کرنا صحیح ہے اور اسمین عمل مشروط کا مجہول ہونا بھی صحیح ہے اسلیے کہ وہ مضاربت کی طرح عقد جائز ہے (جسکے فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہو) ہے کیونکہ اصل مقصود اوسکی مشروعیت سے اعمال مجہولہ کی تحصیل ہے جیسے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کا واپس ہونا جسکی مسافت معلوم نہین ہوتی لیکن عوض جعالہ کا کیل (ناپنا) یا وزن (تولنا) یا عدد (شمار کرنا) کے ساتھ معلوم ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو بشرطیکہ اوسکے شمار کرنے کی عادت جاری ہو اور اگر عوض جعالہ مجہول ہو مثلاً کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ ثوب (جو کوئی میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو ایک کپڑا دیا جائیگا) یا کہے من رد عبدی فلہ دابۃ (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے اوسکو

فرعو ربالعہ منہ نصفہ اعطاہا الربع ربع منہ ... ان لم یصدقہ الزوجۃ الاولی ... ان اقر بالثالثۃ فعلیہ ثلث ... وان اقر بالرابعۃ ... ولو اقر بالخامسۃ والکر احدی الاربع لم یلتفت الی انکارہ وغرم لہا مثل نصیب واحدۃ منہن ... کتاب الجعالۃ ... الایجاب ... القبول ... فی الجعالۃ ... من رد عبدی فلہ کذا ... ولا یفتقر الی القبول ... کل عمل مقصود محلل ... ان یکون العمل مجہولا لانہ عقد جائز کالمضاربۃ واما العوض فلابد ان یکون معلوما بالکیل او الوزن او العدد ان کان مما جرت العادۃ بعدہ ولو کان مجہولا ...

ایک چوپایہ کا استحقاق ہوگا) تو ردّ غلام (اوسکا واپس آنا) کی صورت مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق
ہوگا اور جاعل (جعالہ کرنیوالا) مین اہلیت استیجار (اجیر کرنا) کا حاصل ہونا معتبر ہے پس طفل و مجنون
و محجور علیہ و مکرہ وغیرہ کا جعالہ کرنا صحیح نہوگا اور عامل (عمل کرنیوالا) مین تحصیل عمل کا امکان معتبر ہے پس اگر
غلام کو طفل ممیز یا محجور علیہ واپس لے آئیگا تو عوض جعالہ کا مستحق ہوگا اور اگر عوض جعالہ کو کسی خاص شخص کے لیے
معین کرے اور اوسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص غلام کو واپس لائے تو اوسکا عمل ضایع (برباد) ہوگا اور اوسکو
اجرۃ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہے اور اگر کوئی اجنبی کسی دوسرے شخص کیطرف سے عوض جعالہ
کے بذل مین تبرع کرے تو اوسپر ردّ غلام کے بعد عوض معین کا عامل کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور عامل کو
عوض جعالہ کا اوسوقت استحقاق ہوگا جب غلام کو اوسکے مالک کے سپرد کردے پس اگر اوسکو فقط
بلد جاعل مین لے آئے اور وہ بھاگ جائے تو عوض کا مستحق نہوگا اور جعالہ اوسوقت تک طرفین سے عقد جایز ہے
(جاعل و عامل مین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہے) جبتک کہ عامل نے عمل کے بجا لانے مین اشتغال
نکیا ہو اور اشتغال کرنے کے بعد فقط عامل کیطرف سے عقد جایز رہتا ہے اور جاعل کیطرف سے
لازم ہوجاتا ہے (یعنی جاعل کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار باقی نہین رہتا) تاوقتیکہ عامل کے اوسقدر عمل کی
اجرت اوسکے حوالہ نکرے جسکو کہ وہ بجا لاچکا ہے اور جبکہ کوئی شخص کسی عمل معین پر جعالہ کرے اور اوسکے بعد
دوسرے جعالہ کو بیان کرے مثلاً کہے من ردّ عبدی فلہ مائۃ درہم (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے
اوسکو سو درہمون کا استحقاق ہوگا) بعد ازان کہے من ردّہ فلہ خمسون (جو اوسکو واپس لائیگا پچاس
درہم پائیگا) تو پہلا جعالہ فسخ ہوجائیگا اور دوسرے جعالہ پر عمل کرنا معین ہوگا خواہ عوض کو
زائد کرے یا ناقص **دوسرا مطلب** احکام جعالہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین
پہلا مسئلہ عامل کو اجرت کا اوس صورت مین استحقاق ہوگا جبکہ مالک نے قبل عمل اوسکو مقرر کیا ہو
اور اگر کوئی حیوان گمشدہ یا غلام گریختہ عوض کے مقرر ہونے سے قبل کسی انسان کے قبضہ مین آجائے تو

واما الاحکام فمسائل الاول

قابض پر اوسکا مالک کے سپرد کرنا لازم ہوگا اور راوسکو اجرت کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسیکے غلام گریختہ وغیرہ کی تحصیل مین ازراہ تبرع (احسان) سعی کرے تب بھی یہی حکم ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ حیوانِ گم شدہ وغیرہ کا مالک عوض جعالہ کو مقرر اور معین کرے تو اوس صورت ردمین مال مذکور کا حوالۂ عامل کرنا لازم ہوگا اور اگر معین نکرے تو صورتِ ردمین اجرۃ المثل کا عامل کے حوالہ کرنا واجب ہوگا مگر خصوص غلام گریختہ کے بارہ مین ابوسیار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے غلام گریختہ کے واپس لانے مین ایک دینار کو مقرر فرمایا ہی بشرطیکہ وہ اپنے شہر سے گرفتار کیا جائے اور اگر اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے گرفتار کیا جائے تو اوسکے واپس لانے کی اجرت چار دینار قرار دی ہی اور شیخ الطائفہ رح نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ جو اجرت اس روایت مین منقول ہوئی ہی اوسکا عامل کے حوالہ کرنا افضل ہی اور رفقط اجرۃ المثل کا حوالہ کرنا واجب ہی لکن ہمارے نزدیک روایتِ مذکورہ پر عمل کرنا معین ہی اسلیے کہ شرائط قبولیت (عمل اصحاب و شہرۃ قدیمہ وحدیثہ الی غیر ذلک) اوسمین موجود ہین) اگرچہ عوض مذکور فی الروایت سے غلام کی قیمت کم ہو کیونکہ شارع ع کی طرف سے اوسکی تعیین مطلقاً ہوچکی ہی اور جعل شرعی و نقصان قیمت مین کوئی منافات نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بعیر گم شدہ کے ردمین بھی یہی حکم ہوگا اور اس قول کے لیے کوئی مستند خاص معلوم نہین ہوا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کے آزاد کرنے کی کسی سے استدعا کرے اور کسی اجرت کا التزام نکرے تو مالک پر صورتِ ردمین کسی عوض کا عامل کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنے عمل مین تبرع کی ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ دینار (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور راوسکے واپس لانے مین ایک جماعت شریک ہو تو وہ دینار (جو بعوض جعالہ مقرر کیا گیا ہی) اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ عمل مذکور ہر واحد سے حاصل نہین ہوا بلکہ مجموع من حیث ہو مجموع سے حاصل ہوا ہی لکن اگر کوئی شخص کہے من دخل داری فلہ دینار

فیلزم الجعل لرده التسلیم ولو تبرع وكذا لو سعى في التحصيل تبرعا الثانية اذا بذل جعلا فان عينه فعليه تسليمه مع الرد وان لم يعينه لزمه مع الرد اجرة المثل الا في الآبق على رواية ابي سيار عن ابي عبد الله عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله جعل في الآبق دينارا اذا اخذ في مصره وان اخذ في غير مصره فاربعة دنانير وقال الشيخ رحمه الله في المبسوط هذا على الافضل لا على الوجوب والعمل على الرواية ولو نقصت قيمة العبد وقيل الحكم في البعير كذلك ولم اظفر فيه بمستند اما لو استدعى الرد ولم يبذل اجرة لم يكن للراد شيء لانه متبرع بالعمل الثالثة اذا قال من رد عبدي فله دينار فرده جماعة كان الدينار لهم جميعا بالسوية لان العمل حصل من الجميع لا من كل واحد اما لو قال من دخل داري فله دينار

في تحصيلها جماعة كان لكل واحد ... تبرعاً كان الفعل حصل من كل واحد

فروع الاول لو جعل لكل واحد من ثلثة جعلاً ازيد من الآخر فجاؤا به جميعاً كان لكل واحد ثلث ما جعل له ولو كانوا اربعة كان له الربع او خمسة فله الخمس وكذا لو تساوى

(جو شخص میرے مکان مین داخل ہوگا اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) بعد ازان اوسکے مکان مین ایک جماعت داخل ہو تو اون مین سے ہر ایک شخص کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ عمل مذکور (دخول مکان) ہر واحد سے حاصل ہوا ہی اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **فرع اوّل** اگر کوئی شخص رد غلام کے مقابل مین تین شخصون مین سے ہر ایک کے لیے او سقدر عوض کو مقرر کرے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو (مثلاً زید کے لیے بشرط رد ایک دینار کو اور عمرو کے لیے دو دینارون کو اور بکر کے لیے تین دینارون کو معین کرے) بعد ازان غلام مذکور کو وہ تینون شخص واپس لائین تو اون مین سے ہر ایک کو اوس عوض کے ثلث (تہائی) کا استحقاق حاصل ہوگا جو اوسکے لیے مقرر کیا گیا ہی (پس زید کو ثلث دینار کا اور عمرو کو دو ثلث دینار کا اور بکر کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے او سقدر عوض مقرر کیا جائے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو بعد ازان وہ چارون شخص اوسکو واپس لائین تو ہر ایک کو اوس عوض کی ربع (چوتھائی) کا استحقاق ہوگا جو اوسکے لیے معین کیا گیا ہو اور اگر پانچ شخصون کے لیے بطور مذکور کوئی عوض معین کیا جائے تو ہر ایک کو اپنے عوض معین کے خمس (پانچوان حصہ) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کئی شخصون مین سے ہر ایک کے لیے عوض مساوی کو مقرر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا پس اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے ایک دینار کو مقرر کرے بعد ازان اوسکو وہ چارون شخص واپس لائین تو ہر ایک کو ربع دینار کا استحقاق ہوگا **فرع دوم** اگر کوئی شخص تین شخصون مین سے بعض کے لیے عوض معین کو اور بعض کے لیے عوض مجہول کو مقرر کرے بعد ازان وہ تینون شخص اوسکے غلام کو لے آئین تو جس شخص کا عوض کہ معین ہوگا اوسکو اوسکے ثلث کا اور جسکا کہ مجہول ہوگا اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل کا استحقاق ہوگا **فرع سوم** اگر غلام گریختہ کا مالک اوسکے واپس لانے کے عوض مین کسی شخص معین کے لیے کچھ مال مقرر کرے بعد ازان اوسکو دو شخص واپس لائین تو جس شخص کے واسطے کہ مالک غلام نے عوض جعالہ کو مقرر کیا تھا اوسکو عوض معین کے نصف کا استحقاق ہوگا اور دوسرے شخص کو اجرت کا بالکل استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل کے نصف کا استحقاق ہوگا

الجعل ... الثاني لو جعل لبعض الثلثة جعلاً معلوماً ولبعضهم مجهولاً فجاؤا به جميعاً كان لصاحب المعلوم ثلث ما جعل له وللمجهول ثلث اجرة مثله

كتاب الجعالة

الثالث لو جعل لواحد جعلاً على الرد فشاركه آخر في الرد كان للمجعول له نصف الاجرة لانه عمل نصف العمل وليس للآخر شيء لانه متبرع وقال الشيخ يستحق نصف اجرة المثل

وهو بعيد الرابع لو جعل جعلاً معيناً على رده من مسافة معينة فرده من بعضها كان له من الجعل بنسبة المسافة باب اللواحق وفيه مسائل الاولى لو قال شارطتني فقال المالك لم اشارطك فالقول قول المالك

اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ دوسرے شخص کو صورت استقلال مین بھی بالاتفاق کوئی استحقاق نہو صورت شرکت مین بدرجۂ اولی استحقاق نہوگا **فرع چہارم** اگر کوئی شخص کسی مسافت معینہ (مثلاً دس میل) سے اپنے غلام کے واپس لانے کے لیے کوئی عوض معین (بیس درہم) مقرر کرے بعد ازان کوئی شخص اوسکو بعض مسافت (پانچ میل) سے واپس لائے تو اوسکو عوض معین مین سے اپنے عمل کی اجرت کا اوس نسبت کے ساتھ استحقاق ہوگا جو بعض مسافت کی اجرۃ المثل کو مجموع مسافت کی اجرۃ المثل سے حاصل ہوگی (پس صورت مذکورہ مین چونکہ اوس مسافت کی اجرت کو مجموع مسافت کی اجرت سے نسبت نصفیت حاصل ہو لہذا اوسکو دس درہمون کا استحقاق ہوگا) **تیسرا مطلب** لواحق جعالہ کے بیان مین جو نزاع جاعل وعامل سے متعلق ہین اور وہ تین مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مالک غلام سے کہے شارطتنی (تونے رد غلام کے عوض مین میرے لیے فلان مال کو مقرر کیا تھا) اور مالک غلام اوسکے جواب مین لم اشارطک (مین نے تیرے لیے کوئی عوض مقرر نہین کیا) کہے تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا قول اصل عدم کے موافق ہی اور اسیطرح اگر کسی شخص کے دو غلام بھاگ جائین بعد ازان کوئی شخص اون دونون مین سے ایک غلام کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ تونے فلان عوض کو اسی غلام کے واپس لانے کے مقابل معین کیا تھا اور مالک اسکا انکار کرے تب بھی مالک ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر عوض جعالہ کی مقدار یا جنس مین مابین جاعل (جعالہ کرنیوالا) و عامل (عمل کرنیوالا) اختلاف ہو تو جاعل کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ زیادت مقدار وجنس معین مین اصل عدم ہی جو قول جاعل کے موافق ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو اجرۃ المثل اور قدر مدعی (وہ مقدار جسکا کہ عامل دعوی کرتا ہی) مین سے اقل الامرین کا استحقاق ہوگا (یعنے اوس امر کا استحقاق ہوگا جو اون دونون مین کم ہو) تو خوب ہو اسلیے کہ اگر اقل الامرین وہی مقدار ہو جسکا کہ عامل نے دعوی کیا ہو تو اوسکو اوسکے قول کے موافق زیادتی کا استحقاق نہین ہی اور اگر اقل الامرین اجرۃ المثل ہو تو اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل سے

مع يمينه وكذا لو جاء باحد الآبقين فقال المالك لم اقصد هذا الثانية لو اختلفا في قدر الجعل او جنسه فالقول قول الجاعل مع يمينه وقال الشيخ يثبت للعامل اجرة المثل ولو قيل يثبت له اقل الامرين من اجرة المثل

زائد کا استحقاق نہین ہے اور ہمارے بعض معاصرین (شیخ نجیب الدین بن نما اوستاد مصنف علیہما الرحمہ) صورت مذکورہ مین قسم جاعل کے بعد عامل کے لیے اوس مقدار کا استحقاق ثابت فرماتے تھے جیسا کہ جاعل نے دعوی کیا ہے اسلیے کہ اون دونون کا احد العوضین (اون دونون عوضون مین سے ایک عوض جسکا جاعل و عامل نے دعوی کیا ہے) پر اتفاق ہے پس جبکہ قسم جاعل سے دعوائے عامل باطل ہو گیا تو دعوائے جاعل ثابت ہوا اور یہ قول خطا ہے اسلیے کہ قسم منکر (جاعل) کا فائدہ یہ ہے کہ دعوائے مدعی (عامل) ساقط ہو جائے اور اوسکا فائدہ یہ نہین ہے کہ جو مدعا حالف (حلف کنندہ یعنے جاعل جو منکر ہے) تھا وہ ثابت ہو جائے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکے غلام گریختہ کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ مین اوسکو تقرر عوض کے بعد واپس لایا ہون اور مالک غلام اوسکا انکار کرے اور مدعی ہو تو اوسکو تقرر عوض کے قبل واپس لایا ہے لہذا اوسکو عوض کا استحقاق نہین ہے تو مالک کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ عوض جعالہ کا استحقاق نہونا اصل عدم کے موافق ہے

کتاب الایمان

لفظ ایمان جمع یمین ہے جس سے عرف فقہاء مین کسی فعل کے بجا لانے یا ترک کرنے پر اسمائے مختصۃ الٰہیہ کے ساتھ حلف کرنا مراد ہے اور اوسمین چار امر قابل بیان ہین **پہلا امر** اون اسماء کے بیان مین جنسے کہ یمین منعقد ہوتی ہے پس جن اسماء سے کہ یمین منعقد ہوتی ہے اونکی تین قسمین ہین **پہلی قسم** اللہ تعالی کے ساتھ حلف کرنا جس سے اون صفات کا ذکر کرنا مراد ہے جو ذات واجب تعالی کے ساتھ اختصاص رکھتی ہون اور اوسکی ذات مقدسہ کے علاوہ کسی اور ذات پر صادق نہ آسکتی ہون جیسے ومقلب القلوب والابصار اور والذی نفسی بیدہ (اوس ذات مقدسہ کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میرا نفس ہے) اور والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ (اوس ذات مقدسہ کی قسم ہے جسنے دانہ کو شگافتہ اور انسان کو پیدا کیا) **دوسری قسم** اسمائے الٰہیہ مین سے اون اسمائے مقدسہ کے ساتھ حلف کرنا جو اوس سے مختص ہون اور ذات واجب کے علاوہ کسی ذات پر اونکا اطلاق صحیح نہو جیسے واللہ والرحمن والاول الذی لیس قبلہ شیء (اوس اول کی قسم ہے جسکے قبل کوئی شے نہ تھی) **تیسری قسم** اون اسماء کے ساتھ حلف کرنا جنکا ذات واجب کے علاوہ اور کسی ذات پر بھی

اطلاق صحیح ہو لیکن اونسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم ہوتی ہو جیسے والرب والخالق والبادی۔ والرازق اور اقسام ثلثہ مین سے قسم کے ساتھ یمین کا انعقاد ہوتا ہو بشرطیکہ قصد حلف بھی متحقق ہو اور اون اسماء کے ساتھ منعقد نہین ہوتی جنسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم نہین ہوتی جیسے موجود اور حی اور سمیع اور بصیر) اگرچہ اونکے ساتھ قصد حلف بھی متحقق ہو اسلیے کہ اسمائے مذکورہ مابین واجب وممکن مشترک ہین پس اونکے لیے حرمت قسم ثابت نہوگی اور اگر کوئی شخص کہے وقدرۃ اللہ وعلم اللہ اور لفظ علم وقدرت سے اوس وصف زائد کا قصد کرے جسکی تعبیر اصطلاح اشاعرہ مین حال (وہ صفت ہو جو قائم بموجود ہو لیکن نہ موجود ہو نہ معدوم) کے ساتھ کیجاتی ہو تو یمین منعقد نہوگی اسلیے یہ حلف بغیر اللہ ہو جو منعقد نہین ہوتا اور اگر لفظ علم وقدرت سے حقتعالی کے عالم اور قادر ہونے کا ارادہ کرے تو منعقد ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین علم وقدرت کے ساتھ حلف کرنا حلف باللہ القادر العالم کے قائم مقام ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے وجلال اللہ۔ وعظمۃ اللہ۔ وکبریاء اللہ تب بھی حلف صحیح ہوگا اور ان جملہ صورتون مین تردد ہو اسلیے کہ الفاظ مذکورہ (علم وقدرت وجلال وعظمت وکبریا) سے اگرچہ ذات مقدسہ کا قصد کیا جائے لیکن اونکے مشترک ہونے کیوجہ سے انعقاد یمین کا حکم خالی از اشکال نہین ہو اور اگر کوئی شخص کہے اقسم باللہ یا احلف باللہ تو یہ قول داخل یمین ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے قسمت باللہ یا حلفت باللہ تو یہ قول بھی داخل یمین ہوگا ہان اگر وہ شخص مدعی ہو کہ مین نے اس قول مین حلف گذشتہ سے خبر دینے کا قصد کیا ہو تو اوسکا دعوی مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنی نیت کی خبر دی ہو اور اگر کوئی شخص فقط حلفت یا اقسمت پر اقتصار کرے اور لفظ جلالہ (لفظ اللہ) کے ساتھ تلفظ نکرے تو اوسکی یمین منعقد نہوگی اگرچہ اوسکی اضمار کا قصد کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین قول مذکور پر حلف باللہ صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص فقط اشہد پر اقتصار کرے اور لفظ باللہ کے ساتھ تلفظ نکرے تب بھی یمین نہوگا اور اگر اشہد باللہ کہے

بالتحریم ولا بالعتاق ولا بالطلاق ولا ینعقد الیمین به الیمین ولا ... تسما وانعقدت ... لعمر الله کان ... القسم ولو قال ... من الفاظ ... بالله فانه لیس ... لو قال اعزم ... وحق الله ولا کذلک ...

تواوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ آیۂ شریفہ اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد الآیہ مین لفظ شہادت سے قسم مراد ہی اور شیخ علیہ الرحمہ کے اس مقام پر دو قول ہین پس کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اگر قول مذکور سے قسم کا ارادہ کیا جائے تو داخل یمین ہوگا والا نہوگا اور کتاب خلاف مین اوسکو مطلقاً یمین سے خارج کیا ہی خواہ قسم کا ارادہ کرے یا نکرے اور اگر کوئی شخص کہے اعزم باللہ تو یہ قول داخل یمین نہوگا اسلیے کہ لفظ مذکور الفاظ قسم مین معدود نہین ہی اور اگر کوئی شخص کہے لعمر اللہ تو داخل قسم ہوگا اور اوسکے ساتھ یمین کا انعقاد ہوجائیگا اور لفظ طلاق و عتاق و تحریم و ظہار و حرم و کعبہ و مصحف و قرآن و ابوین کے ساتھ قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ بھی قسم منعقد نہین ہوتی اسلیے کہ منجملہ اسماء الٰہیہ کسی اسم مختص یا غالب کا متعلق یمین ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور اسیطرح وحق اللہ کہنے سے بھی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ قول مذکور اوسکے حق کی قسم ہی اور خود ذات واجب کی قسم نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ منعقد ہوگی اسلیے کہ عرف مین قول مذکور سے حلف باللہ ہی مفہوم ہوتا ہی اور یہ قول بعید ہی کیونکہ لفظ مذکور کا سوائی کثیرہ (جیسے عبادات و واجبہ و قرآن مجید و صفت ذات) پر اطلاق کیا جاتا ہی اور انعقاد یمین مین قصد کا متحقق ہونا ترتب احکام (جیسے کفارہ کا لازم ہونا) کے لیے شرط ہی اور اگر کوئی شخص صیغہ یمین کا بدون قصد تلفظ کرے تو منعقد نہوگی خواہ صیغہ مذکور صریح ہو جیسے واللہ یا کنایہ ہو جیسے والسمیع بلکہ یہ قول یمین لغو (جس قسم مین کوئی موضوع نہو) مین داخل ہوگا اور یمین کا مشیت کے ساتھ استثنا کرنا (قسم کے بعد انشاء اللہ کہنا) انعقاد قسم سے مانع ہوتا ہی بشرطیکہ استثنائے مذکور متصل یمین واقع ہو یا مابین یمین و استثنائے مذکور اوسیقدر فاصلہ متحقق ہو جسکے بیچ کلام مین واقع ہونے کی عادت جاری ہی اور اوس سے غرض حالف (قسم کھانیوالا) کا ذکر استثنا کے قبل تمام ہونا معلوم ہو پس اس صورت مین مخالفت قسم کا کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوا ہی من حلف علی یمین فقال انشاء اللہ لم یحنث

بالظهار ولا بالحرم ولا بالکعبة والمصحف والقرآن والابوین ولا بالنبی والائمة علیهم السلام وکذا وحق الله فانه حلف بحقه ... ولا ینعقد ... یمینه ... وهو یعتقد ولا ینعقد الیمین الا بالنیة ولو حلف من غیر نیة ... سواء کان بصریح او بکنایة ویصح ... الاستثناء فی الیمین بالمشیة ... اللغو ...

الیمین عن الانعقاد او انفصل بما جرت العادة ان الحالف لم یستوف غرضه ...

۱۲

جو شخص اپنے یمین پر حلف کرے اور اوسکے بعد انشاء اللہ کہے تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) نہوگا اور اگر مابین یمین و استثنائے مذکور اوسقدر فاصلہ بدون عذر متحقق ہو جسکے کلام واحد مین واقع ہونے پر عادت جاری نہو تو انعقاد یمین کا حکم کیا جائیگا اور استثنائے مذکور لغو و باطل ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ صورت نسیان مین قسم کا چالیس روز تک مشیت کے ساتھ استثنا کرنا صحیح ہے اور اس روایت پر عمل متروک ہے اور انتفائے حنث (مخالفت قسم کے مواخذہ کا دور ہونا) مین استثنائے مذکور کا تلفظ کرنا شرط ہے اور محض نیت کافی نہین ہے اسلیے کہ عموم اول سے فقط تلفظ استثناء کا خارج ہونا قد متحقق ہے پس عدم تلفظ کی صورت داخل عموم رہیگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل الدار ان شاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان ہونگا اگر زید نے چاہا) تو قول مذکور مین مشیت زید پر قسم کے متعلق ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر زید اپنی مشیت کا اظہار کریگا تو قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ وجود شرط اپنے مشروط کے موجود ہونے کو مقتضی ہے پس صورت ترک مین مخالفت قسم لازم آئیگی اور اگر اپنی مشیت کا اظہار نکریگا تو منعقد نہوگی اسلیے کہ شرط کا مفقود ہونا مشروط کے مفقود ہونے کو مستلزم ہے اور اسیطرح اگر اوسکا حال وفات پانے یا غائب ہونیکی وجہ سے مجہول ہو تب بھی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ اوسکی شرط مفقود ہے اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلن الدار الا ان یشاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان ہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان نہونے سے متعلق ہو) تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی اور اوسکو دخول مکان کے ساتھ مشیت زید کے متعلق ہونے سے قبل اپنی یمین کا حل کرنا (کھولدینا) صحیح ہوگا خواہ بعد ازان اوسکی مشیت متعلق ہو یا نہو اسلیے کہ مقتضائے یمین (دخول مکان) کے بجالانے سے اوسکو حل قسم کا اختیار حاصل ہے اور اگر دخول مکان کے قبل اوسکی مشیت دخول مکان نہونے سے متعلق ہو اور زید کہے قد شئت ان لا تدخل (مین نے تیرے داخل مکان نہونے کو چاہا) تو اوسکی یمین منحل (کشادہ) ہو جائیگی کیونکہ جب کلام مشیت مین استثناء واقع ہوتا ہے تو نفی کو مقتضی ہوتا ہے اور چونکہ صورت مذکورہ مین محلوف علیہ (جسپر قسم کھائی ہے)

ولو تراخی عنه لغیر عذر لم یعتد به حکم من غیر اعتبار الاستثناء بالیمین و الغاء الاستثناء وفیه روایة مهجورة ویشترط فی الاستثناء النطق ولا تکفی النیة ولو قال لادخلن الدار ان شاء زید فقد علق الیمین علی مشیة فان قال شئت انعقدت الیمین وان قال لا اشاء لم تنعقد ولو جهل حاله اما بموت او غیبة لم تنعقد الیمین لفوات الشرط ولو قال لادخلن الدار الا ان شاء زید فقد عقد الیمین وجعل

اثبات دخول تھا تو معنی استثنا عدم دخول قرار پائیگا اور جبکہ عدم دخول سے زید کی مشیت متعلق ہوگی تو اوسکی قسم منحل ہوجائیگی اور جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاادخلت الدار الا ان یشاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان نہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان ہونے سے متعلق ہو) اور زید کہے قد شئت ان تدخل (مین نے تیرا داخل مکان ہونا چاہا) تو حکم قسم ساقط ہوجائیگا کیونکہ جب کلام منفی مین استثنا واقع ہوتا ہے تو اثبات کو مقتضی ہوتا ہے اور مشیت حقتعالی کا استثنا قسم کے علاوہ اور کسی عقد یا ایقاع (جیسے طلاق اور عتاق وغیرہ) مین بطلان حکم کا سبب نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت طالق انشاء اللہ تعالی یا اپنے مملوک سے انت حر ان شاء اللہ تعالی کہے تو طلاق و عتق واقع ہوگا اور استثنائے مذکور پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور آیا اقرار مین بھی استثنائے مذکور پر کوئی حکم مترتب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اور اوسپر کسی حکم کا مترتب نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے پس اگر کوئی شخص کہے لہ علی عشرۃ انشاء اللہ تعالی تو قول مذکور سے دس درہمون کا اقرار سمجھا جائیگا اور استثنائے مذکور باطل ہوگا اسلیئے کہ وہ تعقیب الاقرار بما ینافیہ (اقرار کے بعد ایسے امر کا واقع کرنا جو اوسکے منافی ہو) کے قبیل سے ہے جسکا مقبول نہونا قبل ازین مذکور ہوچکا ہے اور جن کلمات کے ساتھ کہ قسم کھائی جاتی ہے وہ تین حرف ہین **اول** با ہے جو اسمائے ظاہرہ (خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے باللہ یا نہو جیسے برب الکعبہ اور بالرحمن اور خواہ اسم واجب تعالی ہو جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے بالنجم والعصر الی غیر ذلک) اور اسمائے مضمرہ (جیسے بہ یا بک لافعلن کذا) دونون پر داخل ہوتا ہے اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ حروف قسم مین یہی حرف اصل ہے **دوم** واو ہے جو فقط اسمائے ظاہرہ (خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے واللہ یا نہو جیسے والرحمن اور ورب الکعبہ اور خواہ منجملہ اسمائے باری تعالی ہو جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے والعصر الی غیر ذلک) پر داخل ہوتا ہے اور اسم مضمر پر داخل نہین ہوتا **سوم** تا ہے جو اسم مضمر پر مطلقا داخل نہین ہوتا اور اسمائے ظاہرہ مین فقط لفظ جلالہ (اللہ

ولو قال لا ادخلت الا ان یشاء زید ... فقد سقط حکم الیمین لان الاستثناء من النفی اثبات

صفحات ۱۴۳

ف کوفیین کے نزدیک لفظ ایمن جمع یمین ہے اور بصریین کے نزدیک لفظ مفرد ہے اور یمن سے مشتق ہے اور راوی کے ساتھ قسم کے منعقد ہونے میں مصنف علیہ الرحمہ نے اسلیے تردد فرمایا ہو کہ وہ قول اول کی بنا پر یمین ... قسم بحذف ... در قول دوم کی بنا پر ... وصف ...

[illegible]

داخل ہوتا ہے جیسے تاللہ تفتؤ تذکر یوسف یا تاللہ لاکیدن اصنامکم اور لفظ جلالہ کے علاوہ کسی اسم پر داخل نہیں ہوتا اور تربّ الکعبہ یا تالرحمن داخل سوا ہے جسپر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے پس جبکہ کوئی شخص باللہ یا واللہ یا تاللہ لافعلن کذا کہیگا تو اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ارادہ قسم کے ساتھ حرف قسم کا تلفظ نکرے (جیسے اللہ لافعلن کذا) بلکہ حرف قسم کو محذوف اور لفظ اللہ کو مجرور قرار دیکے تب بھی اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ لغت عرب سے کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنیکی تجویز ثابت ہے اور کلام حضرت رسالتمآب صلعم میں بھی وارد ہوا ہے وکان اللہ ما اردت الا واحدۃ اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنے پر عادت جاری نہین ہوئی بلکہ اوسکو خاص لوگون کے سوا کوئی جانتا بھی نہین ہے اور اصل برائت ذمہ اور عدم تعلق احکام ہے لیکن باایہمہ قول مذکور سے یمین کا منعقد ہوجانا اشبہ ہے اسلیے کہ استعمال مذکور صحیح ہے اور عموم ادلہ اوسکو شامل ہے اور اگر کوئی شخص لاہا اللہ لفعلت کہے تو داخل قسم ہوگا اسلیے کہ لغت مین عنوان مذکور کے ساتھ حلف کرنا صحیح و شائع ہے جسکی تقدیر لا واللہ لفعلت ہے اور لفظ ہا کلمہ تنبیہ ہے جو حرف قسم کے محذوف ہونے کی صورت مین اوسکے مقام پر داخل کیا جاتا ہے اور آیا ایمن اللہ کہنے سے قسم منعقد ہوتی ہے یا نہین اسمین تردد ہے اسلیے کہ لفظ مذکور کے جمع یمین ہونیکا احتمال ہے جیساکہ کوفیین نے اختیار کیا ہے لہذا اوسی کی قسم ہوگی اور اسم حقتعالے کے ساتھ نہوگی اور قبل ازین مذکور ہوچکا ہے کہ حلف باللہ کے سوا قسم منعقد نہین ہوتی اور شاید کہ قسم کا منعقد ہونا اشبہ ہو اسلیے کہ وہ عرف مین قسم کے لیے موضوع ہے اور اسیطرح ایم اللہ اور من اللہ اور م اللہ مین بھی کلام ہے اور انعقاد قسم اشبہ ہے اسلیے کہ الفاظ مذکورہ کے ساتھ قسم کھانا متعارف اور شائع ہے **دوسرا امر حالف** (قسم کھانیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار اور صاحب ارادہ ہونا انعقاد قسم مین شرط ہے پس طفل صغیر (ممیز ہو یا نہو اور دہ سالہ ہو یا نہو) کی قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح مجنون و مکرہ (مجبور ہو) اور سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی اسلیے کہ ان لوگون کے قصد کا کوئی اعتبار نہین ہے اور اسیطرح اوس شخص کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی جسکا قصد

وکذا لو خفض ونوی القسم من دون النطق بحرف القسم علی تردد اشبہہ الانعقاد ولو قال لاہا اللہ کان یمینا وفی ایمن اللہ تردد من حیث ہو جمع یمین ولعل الانعقاد اشبہ لانہ موضوع للقسم بالعرف وکذا لو قال ایم اللہ ومن اللہ وم اللہ الثانی فی الحالف ویعتبر فیہ البلوغ وکمال العقل والاختیار والقصد فلا تنعقد یمین الصبی ولا المجنون

اوسکے غیظ و غضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اپنے نفس کا مالک نہ رہے اور اگر کوئی شخص با وجود غیظ و غضب کے اپنے نفس کا مالک رہے تو اوسکی قسم منعقد ہوگی اور انعقاد یمین مین قصد یمین کا متحقق ہونا ضرور ہے بایں معنی کہ صیغۂ یمین کے تلفظ کا قصد کرنا اور اوسکو بارادۂ قسم واقع کرنا اوسکے انعقاد مین شرط ہے بنابر اعلیہ انعقاد کے لیے دو ارادون کی حاجت ہے اور تنہا صیغۂ یمین کا قصد و ارادہ سے واقع کرنا وجوب کفارہ اور دیگر احکام کے ترتب مین کافی نہین ہے تاوقتیکہ اوسکے علاوہ یمین کا قصد بھی حاصل نہو اور جسطرح کہ مسلم کی قسم صحیح ہے اسیطرح کافر کی قسم بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ عموم ادلہ اوسکو شامل ہے اور مسلم کیطرح کفار بھی احکام فرعیہ کے ساتھ مخاطب ہین بنابراعلیہ اوسپر مخالفت قسم کا گناہ بھی متعلق ہوگا جسطرح کہ سائر احکام کی مخالفت کا عذاب اوسپر متعلق ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ کافر کی قسم صحیح نہوگی اسلیے کہ کافر کو معرفت خدا حاصل نہین ہوتی ہے اوسکی قسم کے معتبر نہونے کو مقتضی ہے اور جبکہ قسم کافر کی صحت کے قائل ہون تو آیا بصورت مخالفت اوس سے کفارہ کا دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ کفارہ مین نیت قربت شرط ہے جو حق کافر مین غیر متصور ہے اور قسم مولود کے منعقد ہونے مین اوسکے والد کی اجازت شرط ہے پس اگر کوئی مولود بدون اپنے باپ کی اجازت کے قسم کھائیگا تو منعقد نہوگی اور اسیطرح عورت کی قسم بدون اوسکے شوہر کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی اور اسیطرح مملوک کی قسم بدون اوسکے مالک کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی ہان اگر ان تینون (ولد۔ عورت۔ مملوک) مین سے کوئی شخص کسی فعل واجب کے بجالانے یا کسی فعل قبیح کے ترک کرنے کی قسم کھائے تو بدون اجازت بھی منعقد ہوجائیگی اور اگر اشخاص ثلثہ مین سے کوئی شخص فعل واجب یا ترک قبیح کے علاوہ کسی اور فعل کے بجالانے یا ترک کرنے پر قسم کھائے تو باپ اور شوہر اور مالک کو اونکی قسم کے فسخ کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص قسم کے صیغۂ صریحہ کے ساتھ حلف کرے اور بعد ازان مدعی ہو کہ مین نے قسم کا ارادہ نہین کیا تو ظاہراً اوسکا قول مقبول ہوگا اور باطناً اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اسلیے کہ سرائر و بواطن پر علام الغیوب کے سوا

حاشیہ (بین السطور): کافر کی قسم صحیح ہے اگرچہ خالق عالم کا اقرار کرتا ہو ۱۲ — اسلیے کہ وہ عبادت ہے جو بدون قربت صحیح نہین ہوتی ۱۲

حاشیہ (کنارہ): ولا الغضبان الا ان یملک نفسہ فینعقد الیمین بالقصد و تصح الیمین من الکافر کما تصح من المسلم و قال فی الخلاف لا تصح و فی صحۃ التکفیر منہ تردد منشأہ الالتفات الی اعتبار نیۃ القربۃ ولا تنعقد من الولد مع والدہ الا مع اذنہ و کذا یمین المرأۃ والمملوک الا ان تکون الیمین فی فعل واجب او ترک قبیح ولو حلف احد الثلاثۃ فی غیر ذلک کان للاب والزوج والمالک حل الیمین ولا کفارۃ ولو حلف بالصریح و قال لم ارد الیمین قبل منہ و دین بنیتہ

متعلقہ صفحہ ۱۷۴

والیمین علی من انکر کا فر کو بھی شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہو
کہ صورت انکار میں کافر پر بھی قسم

صحیح کہنا انشائے قسم کی صحت کو بطریق اولی مستلزم ہو کیونکہ قسم اول کبھی مادہ محرمہ اموال
و فروج وغیرہ سے متعلق ہوتی ہو بخلاف ثانی کے کہ بیان پر اوسکے متعلق کا راجح یا مباح ہونا شرط ہو علاوہ برین
اخبار کثیرہ سے کفارہ کی قسم کا صحیح ہونا مستفاد ہوتا ہو چنانچہ جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق سے
نقل کیا ہو لا یحلف بغیر اللہ وقال الیہود والنصاری لا تحلفوہم الا باللہ اور صحیح حلبی میں بھی حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو سئلت اباعبداللہ عن اہل الملل یستحلفون فقال لا تحلفوہم
الا باللہ عزوجل اور روایت سماعہ میں بھی حضرت ہی سے مروی ہو ہل یصلح لاحد ان یحلف احدا
من الیہود والنصاری والمجوس بالہتہم قال لا یصلح لاحد ان یحلف الا باللہ
عزوجل الی غیر ذلک اور مجموع ادلہ سے قسم کفارہ کا مسلم کی طرح صحیح ہونا
مستفاد ہوتا ہو اور کوئی مخصص نہیں ہو بلکہ تکالیف شرعیہ کا
مسلم و کافر دونوں سے متعلق ہونا معلوم ہو اور
حکم قسم کا مخصوص مسلمین ہونا معلوم
نہیں ہوا اسپس
تا دقتیکہ

ظاہر ہے بجز اوسکو
شہرت کیطرف بھی منسوب کیا ہو
لہذا اگر اشخاص مذکورین میں سے
کوئی شخص قسم کھائے اور

ہو جائیگی اور اوسکی
مخالفت میں کفارہ بھی
لازم ہوگا اور اسیکو
صاحب جواہر نے بھی

کی قسم بدون اجازت
صحیح نہیں ہوتی اور
اسیکو علامہ و شہید ثانی
وغیرہ نے بھی اختیار

ولا نذر فی معصیۃ
ولا یمین فی قطیعۃ رحم
وغیرہ بھی منقول ہو اور چونکہ
اونکا ماہیت قسم و نذر

وفا کرنا لازم ہوگا
اسلیے وجوب وفا
ایمان صحیحہ سے مخصوص
ہوا

ہو اور اس
بحث کی تفصیل
کتب مبسوطہ

کے لیے
اسیقدر پر
اکتفا کی جاتی ہو

کسی شخص کو اطلاع نہین ہو سکتی **تیسرا امر متعلق یمین کے بیان مین** اور اوسمین کئی مطلب ہین **پہلا مطلب** کسی امر گذشتہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی خواہ کسی امر کی نفی پر حلف کیا جائے یا اثبات پر اور ایسی یمین غموس بھی کہتے ہین اور اوسکی مخالفت سے کفارہ واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسمین از راہ عمد کذب کا ارتکاب کیا جائے البتہ کسی امر آئندہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد ہوتی ہے بشرطیکہ جس امر پر حلف کیا ہے یا واجب ہو جیسے نماز فریضہ کا بجا لانا یا روزہ واجب کا رکھنا یا مندوب ہو جیسے نماز نافلہ یا اوسکے روزہ کا بجا لانا یا ترک قبیح (فعل حرام کا چھوڑ دینا) ہو جیسے زنا و سرقہ وغیرہ یا ترک مکروہ ہو جیسے درخت کے نیچے پیشاب کرنا یا ترک مباح ہو خواہ اوسکا فعل و ترک مساوی ہو یا اوسکے ترک کو فعل پر بسبب دنیا رجحان (مذہبیت) حاصل ہو اور جبکہ بشرائط معتبرہ کسی شخص کی قسم منعقد ہو جائے تو بصورت مخالفت گنہگار ہوگا اور اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اوس مباح کے ترک پر حلف کرے جسکے فعل کو بسبب دین یا دنیا رجحان حاصل ہو تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکی مخالفت مین کفارہ لازم ہوگا جیسے شوہر کا اپنی زوجہ کے لیے ترک عقد یا ترک تسری (کنیز کا حرم بنانا) پر یا عورت کا ترک عقد پر حلف کرنا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ خارج ہونے پر حلف کرے اور بعد ازان خارج ہونے کیطرف اوسکو احتیاج ہو تو اوسکی قسم بھی منعقد نہوگی اور مخالفت مین کفارہ لازم نہوگا اور فعل غیر پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے باللہ لتفعلنّ (قسم بخدا کہ تو فلان کام کریگا) تو مقسم علیہ (جسے قسم دیگئی ہے) اور مقسم (قسم دینے والا) مین سے کسیکے حق مین بھی قسم منعقد نہوگی اور اس قسم کو یمین مناشدہ کہتے ہین اور اسیطرح کسی امر محال پر بھی قسم منعقد نہین ہوتی جیسے واللہ لاصعدنّ السماء (قسم بخدا کہ مین آسمان پر صعود کرونگا) بلکہ ایسی قسم لغو و باطل ہوگی البتہ امر ممکن الوقوع پر منعقد ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی امر راجح پر حلف کرے بعد ازان اوسکے بجا لانے سے عاجز ہو جائے تو اوسکی قسم منحل (کشادہ) ہو جائیگی مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاحجّنّ فی ھذہ السنۃ (قسم بخدا کہ مین اسی سال مین حج کرونگا) اور بعد

المطلب الثانی فی الایمان المتعلقة بالماکل والمشرب وفیه مسائل الاولی اذا حلف لا یشرب من لبن عنز له ولا یاکل من لحمها لزم الوفاء ولو مع الحاجة الی ذلک وقیل یتعدی التحریم الی اولادها وهو بعید علی روایة فیها ضعف الثانیة اذا حلف لا یاکل طعاما اشتراه زید لم یحنث باکل ما اشتراه زید وعمرو ولو اقتسماه علی تردد ولو اشتری کل واحد

اوسکے بجالانے پر قدرت نہ ہے تو اوس سے حکم قسم برطرف ہوجائیگا **دوسرا مطلب**
اوس قسم کے بیان مین جو ماکل (کھانے کی چیزین) و مشارب (پینے کی چیزین) سے متعلق ہوتی ہو اور اسمین
ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی خاص گوسفند کے شیر یا گوشت کے نہ پینے یا نہ کھانے پر حلف کرے
تو اوسپر وفا کرنا لازم اور درصورت مخالفت کفارہ واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکے ترک و فعل مین تساوی ہو
جانب قسم کو رجحان حاصل ہو اور اگر وقت حلف اوسکی طرف احتیاج رکھتا ہو تو قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر
بعد حلف اوسکی طرف احتیاج حادث ہو تو حکم قسم برطرف ہوجائیگا اور گوسپند مذکورہ کی حرمت اوسکی اولاد مین
ساری نہوگی اسلیے کہ الفاظ قسم اوسکو شامل نہین ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکی اولاد مین بھی ساری
ہوگی اور اس قول کا مستند روایت عیسی بن عطیہ ہو جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو قلت
لابی جعفر علیہ السلام انی الیت ان لا اشرب من لبن عنزی ولا اکل من لحمها فبعتها
وعندی من اولادها فقال لا تشرب من لبنها ولا تاکل من لحمها فانها منها اور اس
روایت کی سند بغایت ضعیف ہو اسیوجہ سے علمائے متاخرین نے اوسپر عمل نہین کیا پس اوسکا طرح کرنا یا
تاویل کرنا متعین ہوا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اوس طعام کے نہ کھانے پر حلف کرے جسکو زید نے خرید کیا ہو
تو اوس طعام کے کھا لینے مین حلف مذکور کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ زید و عمرو دونون نے بشرکت خرید کیا ہو
اسلیے کہ اس صورت مین طعام کو فقط زید نے خرید نہین کیا بلکہ ہر جزء کے خرید کرنے مین عمرو بھی شریک رہا ہو اور
اگر وہ دونون طعام مذکور کو باہم تقسیم کرلین تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ بعد تقسیم بھی ہر حصہ پر اون دونون کا
خرید کرنا صادق آتا ہو اور حصہ زید پر تقسیم ہونے کے بعد یہ صادق نہین آتا کہ اوسکو فقط زید نے خرید کیا ہو
اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ تقسیم مذکور مین ہر ایک کے خرید کیے ہوے طعام کا دوسرے کے خرید کیے ہوے طعام سے
تمیز دینا مقصود ہو پس اون دونون مین سے ہر ایک کو طعام مذکور کا جو حصہ حاصل ہوا ہو اوسپر عرفا اوسی کے
خرید کیے ہوے طعام کا اطلاق ہوتا ہو اور اگر زید و عمرو مین سے ہر ایک شخص ایک طعام کو تنہا خرید کرے بعد ازان

اوسکو باہم مخلوط کردین تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر اوسمین سے زائد از نصف کو کھائیگا تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوجائیگا اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ جبتک نصفِ طعام کو نکھائیگا اوسوقت تک محلوف علیہ (جسکی نسبت قسم کھائی ہی) کے ارتکاب کا علم حاصل نہوگا اور اگر کوئی شخص خرمائے معین کے کھانے پر حلف کرے بعد ازان وہ خرما اور خرمون مین اسطرح مخلوط ہوجائے کہ تمیز باقی نرہے تو وہ اوسوقت تک حانث نہوگا جبتک کہ جملہ خرمون کو نہ کھائے یا بالخصوص اوسی خرمہ کے کھانیکا یقین حاصل نہو جسکے ترک پر حلف کیا تھا اسلیے کہ ان دونون صورتون کے علاوہ کسی صورت مین ارتکاب محلوف علیہ کا علم نہین ہوسکتا اور اصل عدم ہی اور اگر اون خرمون مین سے بعض خرمے تلف ہوجائین تو باقی خرمون کے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی بشرطیکہ باقی خرمون مین خرمائے محلوف علیہ کے موجود ہونیکا علم نہو تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص حلف کرے کہ مین اس طعام کو کل کے روز کھاؤنگا بعد ازان طعام مذکور کو اوسی روز کھالیوے تو حانث ہوگا اسلیے کہ قسم کی مخالفت متحقق ہی اور اوسپر بالفعل کفّارہ واجب ہوگا اور اوسکے وجوب مین دوسرے روز کا انتظار کرنا شرط نہوگا اور اگر دوسرے روز کے قبل یا اوسکے اثنا مین خود حالف کی جہت سے وہ طعام تلف ہوجائے تب بھی قسم کی مخالفت متحقق ہوگی اور کفّارہ لازم ہوگا اور اگر وہ طعام اوسکے علاوہ اور کسیوجہ سے تلف ہوجائے تو کفّارہ لازم نہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لاشربت من ماء الفرات (بخدا مین آب فرات سے نپیونگا) تو آب فرات کے پینے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی خواہ فرات پر دہن رکھکر اوسمین سے پانی پیے یا چلو مین لیکر یا کسی ظرف مین بھر کر پیے اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ فقط دہن رکھکر پینے کی صورت مین مخالفت لازم آئیگی لکن قول اوّل پر عرف شاہد ہی بلکہ لغت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہی اسلیے کہ لفظ من ماء الفرات مین کلمۂ من ابتدا کے لیے ہی جس سے فرات کا مبدء شرب ہونا مفہوم ہوتا ہی خواہ بواسطہ ہو یا بدون واسطہ بلکہ آیۂ شریفہ ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن شرب منہ الآیہ مین قول حقتعالی الا من اغترف منہ غرفۃ بیدہ سے بھی اسیکی تائید ہوتی ہی اسلیے کہ استثنا کا استثنائے متصل مین استعمال کرنا حقیقت ہی

پس اوسی پر محمول ہوگا بناءً علیہ پانی کا چلو مین لیکر پینا بھی نہر سے پینے مین حقیقۃً داخل ہوگا اور اوسکا استثنائے منقطع پر محمول کرنا ارتکاب مجاز کو مستلزم ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت رؤسًا (قسم بخدا کہ مین سرون کو نکھاونگا) تو لفظ رؤس کا اطلاق اون سرون کیطرف منصرف ہوگا جسکے تنہا کھانے پر غالبًا عادت جاری ہو جیسے سرِ گاؤ (گائے کی سری) یا سرِ گوسپند (بکری یا بھیڑی کی سری) یا سرِ شتر (اونٹ کی سری) اور پرندون او مچھلیون اور ٹڈیون کے سرون مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی ور اسمین تردد ہی اسلیے کہ لفظ رؤس لغت کے اعتبار سے جملہ رؤس مین حقیقت ہی اور شاید کہ رؤس مذکورہ کیطرف اوسکے منصرف ہونیکا منشا اختلاف عادت ہی جو باختلاف زمان و مکان مختلف ہوتی ہی اور اوسکا منشا حقیقت عرفیہ نہین ہی تا اینکہ حقیقت لغویہ پر مقدم کیجائے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لحمًا (قسم بخدا کہ مین گوشت کو نکھاونگا) تو اس قول مین بھی وہی کلام جاری ہوگا جو قول سابق مین جاری تھا لکن یہان ہر ایک گوشت کے کھانے کا مخالفتِ قسم کو مستلزم ہونا قوت رکھتا ہی اسلیے کہ لفظ گوشت کا ہر گوشت کو شامل ہونا باعتبار عرف و لغت واضح ہی بناءً علیہ مچھلی او ٹڈی وغیرہ کا گوشت بھی محلوف علیہ مین داخل ہوگا اور اوسکے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت شحمًا (قسم بخدا کہ مین چربی کو نکھاونگا) تو شحم ظہر (وہ سفید چربی جو پشت کے گوشت سے ملاصق ہو اور اوسکی سرخ چربی کے ساتھ مخلوط نہین ہوتی) کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر قائل ہون کہ باعتبار عادت کے اوسمین قسم کی مخالفت لازم آئیگی تو خوب ہو اسلیے کہ اسم شحم اوسپر صادق آتا ہی اگرچہ اوسکے گوشت ملاصق پر صادق نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے لا ذقت شیئًا فلانیًا (قسم بخدا کہ مین فلان شی کو نہ چکھونگا) بعد ازان شی محلوف علیہ کو چباکر تھوک دیوے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ چبانے سے اوسکے ذوق (چکھنا) کا تحقق ہوجاتا ہی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت سمنًا (قسم بخدا کہ مین روغن کو نکھاونگا) بعد ازان اوسکو روٹی کے ساتھ

الخامسة اذا حلف لا یأکل رؤسًا انصرف الی ما جرت العادة بأکله غالبًا کرؤس البقر والغنم والابل وقیل لا یحنث برؤس الطیور والسمک والجراد وفیه تردد ولعل الاختلاف عادة زمان وکذا لو حلف لا یأکل لحمًا وھنا یقوی انه یحنث بالجمیع ولو حلف لا یأکل شحمًا لم یحنث بشحم الظهر ولو قیل یحنث عادة کان حسنًا وان قال لا ذقت شیئًا فمضغه ولفظه

[illegible]

کھالیوے تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے کھانیکا تحقق ہوجاتا ہو اور اسیطرح اگر اوسکو طعام پر گداختہ کرے اور اوسکو ہتیا زباقی رہے تب بھی قسم کی مخالفت لازم آیگی اسلیے کہ اوسپر کھانا صادق آتا ہو ہان اگر بدون طعام اوسکو گداختہ کر کے پیجاے تو مخالفت قسم کی لازم نہ آنیکا احتمال قوی ہو اسلیے کہ اوسکے پینے پر کھانا صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لبناً (قسم کہاتا ہون دودھ کو نکھاونگا) بعد ازان اوسکے پنیر یا روغن یا مسکہ کو کھالیوے تو حانث نہوگا اسلیے کہ اشیاے مذکورہ پر لبن صادق نہین آتا **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت من ھذہ الحنطۃ (قسم کہاتا ہون اس گیہون مین سے نکھاونگا) بعد ازان طعام مذکور کا آٹا پسوا کر یا ستو بنوا کر استعمال کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ محلوف علیہ کا وہ اسم باقی نہین رہتا جو عنوان قسم تھا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت دقیقاً (قسم کہاتا ہون آٹے کو نکھاونگا) بعد ازان اوسکی روٹی پکوا کر کھالیوے تب بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آیگی اسلیے کہ روٹی پر آٹا صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لحماً (قسم کہاتا ہون گوشت کو نکھاونگا) اور الیہ گوسپند کو تناول کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ وہ مصداق لحم سے باعتبار عرف خارج ہو اور آیا قلب و جگر کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم آیگی یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ اون دونون پر گوشت صادق آتا ہو اور اطلاق لحم اونکے علاوہ باقی لحوم کیطرف منصرف ہوتا ہو **اٹھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلتُ بسراً (قسم کہاتا ہون خرماے خام و غیر پختہ کو نکھاونگا) بعد ازان خرماے منصف (جسکا نصف پختہ ہوجاے اور نصف خام رہے) کو کھالیوے تو حانث ہوگا اسلیے کہ خرماے مذکور کے نصف پر بسر صادق آتا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت رطباً (قسم کہاتا ہون خرماے پختہ و غیر خام کو نکھاونگا) بعد ازان خرماے منصف کو کھالیوے تب بھی حانث ہوگا اسلیے کہ خرماے مذکور کے نصف پر رطب صادق آتا ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ دونون صورتون مین خرماے منصف کے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم نہ آیگی اسلیے کہ خرماے رطب و بسر مین سے کوئی خرما اوسپر حقیقۃً صادق نہین آتا

وکذا لو اذابہ علی الطعام وبقی ممیزاً او حلف لا یاکل لبنا فاکل جبناً او سمنا او زبدا لم یحنث السابع لو حلف لا اکلت من ہذہ الحنطۃ فطحنہا دقیقا او سویقا او لا یحنث وکذا لو حلف لا یاکل الدقیق فخبزہ واکلہ وکذا لو حلف لا یاکل لحما فاکل الالیۃ لم یحنث وہل یحنث باکل الکبد والقلب فیہ تردد الثامن لو حلف لا یاکل بسرا فاکل منصفا او لا یاکل رطبا فاکل منصفا حنث وفیہ قول آخر

کیونکہ باعتبار عرف کے رطب سے وہی خرما متبادر ہوتا ہی جسکا مجموع پختہ ہوا اور بسر سے وہ خرما متبادر ہوتا ہی جسکا مجموع خام ہوا اور یہ قول ضعیف ہی اور تبادر مذکور مسلم نہین ہی **نوان مسئلہ** اسم فاکہہ ہر اوس میوہ پر واقع ہوتا ہی جو طعام کے قبل یا بعد عادۃً کہایا جاتا ہی جیسے انار اور انگور اور رطب وغیرہ (جیسے ناشپاتی) پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت فاکھۃً (قسم بخدا کہ مین میوہ کو نکھاؤنگا) بعد ازان میوہ ہاے مذکورہ مین سے کسی میوہ کو کھالیوے تو حانث ہوگا اور آیا بطیخ (خربزہ) بھی داخل فاکہہ ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور لفظ ادام (سالن وغیرہ) ہر اوس شی پر صادق آتا ہی جو عادۃً روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہی اگرچہ نمک ہو خواہ مائع (رقیق) ہو جیسے شیرہ خرما وغیرہ یا غیر مائع ہو جیسے گوشت **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا الکوز (قسم بخدا کہ مین اس کوزہ کے پانی کو نہ پیونگا) تو اوسوقت تک حانث نہوگا جبتک کہ اوسکے کل پانی کو نہ پیے اور اسیطرح اگر کوئی شخص واللہ لا شربت ماءہ (قسم بخدا کہ مین اوسکے پانی کو نہ پیونگا) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا البئر (قسم بخدا کہ مین اس کنوئین کا پانی نہ پیونگا) تو بعض آب کے پینے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اس صورت مین لفظ ماء ہذا البئر کا کل آب کے ارادہ کرنے کیطرف منصرف کرنا ممکن نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بعض آب کے پینے کیوجہ سے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ کل آب کے ارادہ کا ممکن نہونا بعض آب کے ارادہ کو مقتضی نہین ہی کیونکہ اسمین ظاہر لفظ کی مخالفت لازم آتی ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ حلف مذکور از قبیل واللہ لاصعدت السماء (قسم بخدا کہ مین آسمان پر صعود کرونگا ۱۲) ہوگا جو قسم کے عدم انعقاد کو مستلزم ہی **گیارھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذین الطعامین (قسم بخدا کہ مین ان دونون طعامون کو نہ کھاونگا) تو ایک طعام کے کہانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکی وجہ واضح ہی اسلیے کہ احد الطعامین پر مجموع طعامین صادق نہین آتا جو بحکم عرف متعلق قسم ہی اور اصالۃ عدم برارت ذمہ کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذا الخبز وھذا السماک (قسم بخدا کہ مین اس روٹی کو اور اس مچھلی کو نکھاونگا) تب بھی اوسوقت تک قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبتک

ضعیف التاسعة اسم الفاكهة تقع على الرمان والعنب والرطب فمتى حلف لا يأكل فاكهة حنث باكل كل واحد من ذلك وفي البطيخ تردد والادام اسم لكل ما يؤكل مع الخبز ملحا او مايعا كالدبس وغيرها او غير مايع كاللحم العاشرة اذا قال لا شربت من ماء هذا الكوز لم يحنث الا بشرب الجميع وكذا لو قال لا شربت ماءه ولو قال لا شربت ماء هذا البئر حنث بشرب البعض اذ لا يمكن صرفه الى ارادة الكل وقيل لا يحنث وهو حسن الحادية عشرة لو قال لا اكلت هذين الطعامين لم يحنث

اون دونون (روٹی اور مچھلی) کو نکھائے اسلیے کہ واو عاطفہ جمع کیواسطے آتی ہی جو الف تثنیہ کا حکم رکھتی ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیداً و عمراً (قسم بخدا کہ مین زید اور عمرو سے کلام نکرونگا) بعد ازان اون دونون مین سے ایک شخص کے ساتھ کلام کرے تو حانث ہوگا اسلیے کہ واو عاطفہ فعل کے قائم مقام ہی پس گویا کہ قائل نے صورت مذکورہ مین لا کلمت زیداً و لا کلمت عمراً کے ساتھ تلفظ کیا ہی لکن قول اول صحیح تر ہی **بارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکل خلاً (قسم بخدا کہ مین سرکہ نکھاؤنگا) بعد ازان اوسکو ادام خبز قرار دے (یعنی اوسکو روٹی کے ساتھ کھائے) تو حانث ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین کھانا صادق ہی جسطرح کہ اوسکے (روٹی کا) تنہا کھانے پر صادق آتا ہی ہان اگر سرکہ کو کسی طعام پختہ مین اسطرح شریک کر دے کہ اوسکا اسم زائل ہو جائے تو حانث نہوگا خواہ اوسکے اوصاف (ترشی وغیرہ) باقی رہین یا نرہین اسلیے کہ اس صورت مین اوسپر سرکہ کا کھانا صادق نہین آتا **تیرھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت لك ماءً من عطش (قسم بخدا کہ مین وقت تشنگی تیرا پانی نہ پیونگا) تو قول مذکور سے تحریم آب کا مراد لینا حقیقت ہی اور آیا قول مذکور سے تحریم طعام بھی مراد ہوگی یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مراد ہوگی کیونکہ اسپر عرف دلالت کرتی ہی جو لغت پر مقدم ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مراد نہوگی اسلیے کہ وہ فقط تحریم آب مین حقیقت ہی اور تحریم طعام کے ارادہ کو باعتبار لغت شامل نہین ہی اور انعقاد قسم مین فقط ارادہ کافی نہین ہی **تیسرا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو بیت (حجرہ) اور دار (مکان) سے مختص ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل (جیسے خرید و فروخت یا زراعت) کے بجالانے پر حلف کرے تو اوسمین ابتدا کرنے سے حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم محلوف علیہ صادق آتا ہی اور اوسکی استدامت (مستمر اور باقی رکھنا) سے حانث نہوگا اسلیے کہ استدامت پر اسم محلوف علیہ صادق نہین آتا بناءً علیہ اگر کسی شخص نے قبل حلف اپنا مکان کرایہ دیا ہو اور بعد حلف اوسکے اجارہ کو فسخ نکرے تو حانث نہوگا البتہ

الواو العاطفة للجمع فهي كالف التثنية ولو قال الشيخ ولو قال لا كلمت زيدا وعمرا فكلم احدهما حنث لان الواو تنوب عن الفعل ولا كلمت ... الاول اصح الثانية عشرة اذا حلف لا اكل خلا فاصطبغ به حنث ولو جعله في طبيخ فزال عنه التسمية لم يحنث

الثالثة عشرة لو قال لا شربت لك ماء من عطش فهو حقيقة في تحريم الماء وهل يتعدى الى الطعام قيل نعم وقيل لا

المطلب الثالث في المسائل المختصة بالبيت والدار المسألة الاولى اذا حلف على فعل فهو حانث بابتدائه ...

اگر کوئی فعل کسی مدت کیطرف منسوب ہوتا ہو جیسے سکنہ مدۃ (مین فلان مکان مین فلان مدت تک ساکن رہا) یا رکبتہ مدۃ (مین فلان چوپایہ پر فلان زمانہ تک سوار رہا) تو اوسکی استدامت مین بھی اوسیطرح حانث ہوگا جسطرح کہ اوسکی ابتدا مین حانث ہوتا ہو پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اجرت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو اجارہ پر دونگا) یا کہے واللہ لا ابعت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو فروخت نکرونگا) یا کہے واللہ ماوھبت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو ہبہ نکرونگا) تو ان جملہ صورتون مین اوسکی قسم ابتدائے فعل سے متعلق ہوگی اور اوسکی استدامت سے متعلق نہوگی اسلیے اوسپر فعل محلوف علیہ صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا سکنت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین سکونت نکرونگا) اور وہ مکان محلوف علیہ مین ساکن ہو یا کہے واللہ ما اسکنت زیدا (قسم بخدا کہ مین فلان مکان مین زید کو ساکن نکرونگا) حالانکہ زید اوسی مکان مین ساکن ہو تو استدامت سکنی (مکان مین رہنا) اور استمرار اسکان (مکان مین رکھنا) سے بھی حانث ہوگا اسلیے کہ اون دونون (سکنی و اسکان) کی استدامت و استمرار پر بھی اسم محلوف علیہ اوسیطرح صادق آتا ہو جسطرح کہ اونکی ابتدا پر صادق آتا ہو پس بعد حلف اوس مکان سے خارج ہونے مین قسم کی موافقت حاصل ہوگی اور اگر سکنی کے علاوہ اور کسی غرض سے (جیسے اسباب کا نقل کرنا) مکان محلوف علیہ کیطرف عود کریگا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر سکنی اصادق نہین آتا اور استدامت لبس (پہننا) و رکوب (سوار ہونا) مین بھی بحیثیت جاری ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے نہ پہننے یا کسی چوپایہ پر سوار نہونے کی قسم کھائے تو اوسکی استدامت و ابتدا مین کوئی فرق نہوگا اسلیے کہ وہ دونون (پہننا ـ سوار ہونا) اون افعال مین داخل ہین جو مدت کیطرف منسوب ہوتے ہین جیسے لبستہ شہرا اور رکبتہ شہرا اور آیا فعل تطیب (خوشبو لگانا) کی ابتداء و استدامت کا بھی ایک ہی حکم ہوگا اسمین تردد ہو اسلیے کہ یہ فعل مدت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور تطیب شہرا یا سنۃ کہنا صحیح نہین ہو بلکہ تطبت منذ شہر یا سنۃ کہنا صحیح ہو پس اوسکی استدامت پر حکم ابتدا جاری نہونا محتمل ہو اور

(اوسنے ایک مہینہ یا ایکسال ہوا خوشبو لگائی ۱۲)

(اوسنے ایک مہینہ یا ایک سال سے خوشبو لگائی ہو ۱۲)

چونکہ اوسپر بعد حلف بھی اسم تطییب صادق آتا ہو اور اسیوجہ سے احرام مین اوسکی استدامت حرام ہو لہذا استدامت پر
حکم ابتدا کے جاری ہونیکا احتمال ہو اور شاید کہ اوسکی استدامت سے حنث لازم آنا ...
مین اوس سے تطییب کا سلب صحیح ہو اور احرام مین استدامت کے حرام ہونیکا بھی احتمال ہو پس اوسکا قسم پر قیاس کرنا
صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت دارا (قسم خدا کہ مین داخل مکان نہونگا) تو ابتداء دخول سے
حانث ہوگا اور اوسکی استدامت سے نہوگا اسلیے کہ اوسکی استدامت پر دخول مکان صادق نہین آتا اگرچہ
تا دیر اوسمین مقیم رہے بناءً علیہ اگر کوئی شخص قبل حلف کسی مکان مین موجود ہو بعد ازان اوسمین داخل ہونے پر
حلف کرے اور بعد حلف اوسمین ٹھہرا رہے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے
واللہ لا ادخلت ھذہ الدار (قسم خدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان اوسمین یا اوسکے
کسی حجرہ یا غرفہ (بالاخانہ) مین داخل ہو تو حانث ہوگا اگرچہ حانث سطح سے اوسمین نازل ہوا ہو اسلیے کہ ان جملہ صورتون مین
اسم دخول صادق ہو لیکن اگر کسی ... مکان کی دیوار ... مکان محلوف علیہ کی سطح پر نازل ہو تو حانث نہوگا
اگرچہ مکان محلوف علیہ کی دیوارون نے اوسکا احاطہ کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین دخول مکان صادق
نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل بیتا (قسم خدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) بعد ازان اوسکے
غرفہ مین داخل ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اسم بیت اوسکو شامل نہین ہو اور دخول مکان اوسوقت
صادق آئیگا کہ جب اوسکا ... بدن سطح منتقل ہو کہ اگر اوسکا دروازہ بند کر دیا جاتے تو اوسکے پیچھے
واقع ہو پس تنہا ہاتھ یا پاؤن کا داخل ہونا مخالفت قسم کا باعث نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص حضری
(شہری) کہے واللہ لا ادخلت بیتا (قسم خدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) تو اون حجرہ کے داخل ہونمین
قسم کی مخالفت لازم آئیگی جسکو اہل حضر (شہری لوگ) بناتے ہین مٹی اور اینٹ اور پتھر اور لکڑی وغیرہ سے
بنایا جاتا ہو اسلیے کہ اونکے محاورات و اطلاقات مین لفظ بیت سے یہی حجرہ متبادر ہوتا ہو اور اوس حجرہ کے
داخل ہونمین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ اہل بادیہ (صحرا نشین لوگ دیہاتی) بناتے ہین اور حیوانات کے بال اور

الثالثة اذا حلف لا دخلت بیتا حنث بدخول بیت الحاضرة ولا یحنث بدخول بیت من شعر او ادم +

کھال وغیرہ سے بنایا جاتا ہی اسلیے کہ اونکے محاورات مین لفظ بیت اس حجرہ کو شامل نہین ہوتا البتہ اگر کوئی بدوی (صحرانشین) یا وہ شخص اپنے داخل بیت نہونے پر حلف کرے جسکو اہل بادیہ کے حجرون مین سکونت کرنے کی عادت ہو تو دونون حجرون کے داخل ہونے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اونکے محاورات واطلاقات مین لفظ بیت اون دونون کو شامل ہی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید (قسم بخدا کہ مین مکان زید مین داخل نہونگا) یا کہے واللہ لا کلمت زوجتہ (قسم بخدا کہ مین زید کی زوجہ سے کلام نکرونگا) یا کہے واللہ لا استخدمت عبدہ (قسم بخدا کہ مین غلام زید سے خدمت نہ لونگا) تو ان جملہ صورتون مین فعل محلوف علیہ کی حرمت ملک زید کی تابع ہوگی پس اگر منجملہ اشیائے مذکورہ کوئی شی ملک زید سے خارج ہوجائے (مثلاً وہ اپنے مکان کو فروخت کر دے یا زوجہ کو طلاق دیدے یا غلام کو آزاد کر دے) تو افعال محلوف علیہا (جن امور کے ترک پر حلف کیا ہی) کی حرمت زائل ہوجائیگی لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید ہذہ (قسم بخدا کہ مین زید کے اس مکان مین داخل نہونگا) تو عین مکان سے حرمت متعلق ہوگی اگرچہ اوسکی ملک سے خارج بھی ہوجائے اسلیے کہ لفظ ہذا سے مکان محلوف علیہ کی تعیین ہوجاتی ہی لہذا اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور اضافت زید کا لحاظ ساقط ہوگا اور بعض علما ان دونون صورتون مین اتحاد حکم کے قائل ہوئے ہین اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ لفظ مذکور مین دو قیدون (اضافت وتعیین) کا اعتبار رہتا ہی اور مجموعہ اوس صورت مین باقی نہین رہتا جبکہ مکان مذکور اوسکی ملک سے خارج ہوجائے کیونکہ فقط تعیین باقی رہتی ہی اور اضافت زائل ہوجاتی ہی اور انتفائے مجموع مین احد الجزئین کا باطل ہونا کافی ہی بنا برین اگر مکان مذکور سے ملک زید کے زائل ہونے کے بعد داخل ہو تو مثل صورت سابقہ کیطرح قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دارا (قسم بخدا کہ مین کسی مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان کسی خالی زمین مین داخل ہو جسپر قبل ازین کوئی مکان بنا ہوا تھا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم دار (مکان) صادق نہین آتا لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت ہذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان

ويحنث بها ان كان ممن له عادة بسكناها او لا ولو قال لا دخلت دار زيد او لا استخدمت عبده او لا كلمت زوجته فالتحريم تابع للملك فمتى خرج شيء من ذلك عن ملكه لم يحنث ولو قال لا دخلت دار زيد هذه تعلق التحريم بالعين ولو زال الملك وفيه قول آخر بالمساواة وهو حسن
الرابعة اذا حلف لا دخلت دارا فدخل براحا كان دارا لم يحنث اما لو قال لا دخلت هذه الدار فهدمت وصارت براحا قال الشيخ لا يحنث وفيه اشكال من حيث تعلق اليمين بالعين فلا اعتبار بالوصف ولو حلف لا دخلت هذه الدار من هذا الباب

وہ مکان منہدم ہوجائے اور خالی زمین (مکان) باقی رہجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکے داخل ہونے مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ بالفعل اوسپر اسم دار صادق نہین آتا اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ بیتوزمین کی وہ مین اوسکی قسم اسی سے متعلق ہی جسپر لفظ ہذہ دلالت کرتا ہی پس وصف مکانیت کا اعتبار نکیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت ھذہ الدار من ھذہ الباب (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین فلان دروازہ سے داخل نہونگا) بعد ازان اوسی دروازہ سے داخل مکان ہو تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر اوس دروازہ (بازو اور چوکھٹ وغیرہ) کو اوکھاڑ کر مکان مذکور کے کسی دوسرے منفذ کیطرف منتقل کردے اور دروازہ اوّل کے منفذ سے داخل مکان ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ حانث ہوگا اسلیے کہ جس دروازہ کو کہ اوسکی قسم شامل تھی (یعنی پہلے دروازہ کا منفذ) وہ بحالہ باقی ہی اور خشب موضوع (بازو اور چوکھٹ وغیرہ جو منفذ مین نصب کی جاتی ہی) کا کوئی اعتبار نہین ہی اور یہ قول خوب ہی اسلیے کہ اسم باب سے عرفاً فقط وہ منفذ مفہوم ہوتا ہی جسکی طرف دخول مکان مین احتیاج ہوتی ہی اور مجموع منفذ و خشب یا تنہا خشب اوسکے مفہوم عرفی سے خارج ہی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت ھذہ الدار من بابھا (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین اوسکے دروازہ کی راہ سے داخل نہونگا) بعد ازان مکان مذکور کے لیے کوئی دروازہ جدید بنا کر اوسکی راہ سے داخل مکان ہو تو حانث ہوگا اسلیے کہ مکان مذکور کیطرف اوسکی نسبت متحقق ہی کیونکہ جدید پر بھی اوسکا دروازہ صادق آتا ہی پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لادخلت (قسم بخدا کہ مین فلان مقام داخل نہونگا) یا کہے واللہ لا اکلت (قسم بخدا کہ مین فلان شی کو نکھاونگا) یا کہے واللہ لا لبست (قسم بخدا کہ مین فلان پارچہ کو نہ پہنونگا) تو حلف مذکور فعل محلوف علیہ کے دائمی ہونے کو مقتضی ہوگا اسلیے کہ حالت اطلاق مین لفظ نفی کا سلب ماہیت پر حمل کرنا لازم ہی جو بدون دوام حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اسی بنا پر نہی کا مقتضی تکرار ہونا فنّ اصول مین ثابت ہوا ہی پس اگر صاحب حلف مدعی ہو کہ مین نے افعال مذکورہ کے تا مدّت معینہ ترک کرنیکا قصد کیا ہو تو باعتبار ظاہر اوسکا قول مقبول ہوگا اور باعتبار باطن اوسکی نیت پر

فدخل منہ حنث ولو حوّل الباب عنہا الی باب مستانف فدخل بالاوّل قیل یحنث لان الباب الذی تناولہ الیمین باق علی حالہ ولا اعتبار بالخشب الموضوع وھو حسن ولو قال لادخلت ھذہ الدار من بابہا ففتح لہا باب مستانف فدخل بہ حنث لان الاضافۃ متحققۃ فیہ

الخامسۃ مسئلۃ اذا حلف لادخلت او لا اکلت او لا لبست اقتضی التابید فان ادعی انہ نوی مدۃ معینۃ

سے کسی معنی کا یا خصوص
قصد نہ کیا ہو یا ہو سکے اطلاع نہ ہو
اوسکے قصد پر الا البعض جو دن
میں اور بعض میں یہ ہو سکی اوسکے
قصد پر آیا جا یکی مثلا
اسکے اوسکے قول کو
لفظ باب سے شبہ ہو گا
ارادہ کیا ہو اوسکے اعتبار
سے مطلقا
اس معنی کا اوسکے

لما فیہ شخص [illegible] احتمال
لفظ باب سے کہ باب [illegible] متعذر ہو جو مکان میں
ہے خارج ہونے کے لیے
وضع [illegible] ہو جو ہیئت مخصوص
منصوب [illegible] منعقد ہو
[illegible]

اور اگر دو قسم منعقد کی
منصوب [illegible] داخل مکان
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

متعلقہ صفحہ ۱۸۶

[illegible]

ولو حلف لا ادخل على زيد بيتا فدخل عليه وعلى عمرو ناسيا او جاهلا بكونه فيه فلا حنث وان دخل مع العلم حنث سواء

چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل علی زید بیتا (قسم بخدا کہ مین زید پر کسی حجرہ مین داخل نہونگا) بعد ازان زید و عمرو کسی حجرہ مین مجتمع ہون اور اوسکو زید کا حجرہ مین موجود ہونا مجہول ہو اور اون دونون پر داخل ہونا اوسکو زید کا، وہین موجود ہونا معلوم ہو لیکن از راہ نسیان (بھولکر) اون دونون پر وارد ہو تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت جہل و نسیان مین حکم مین باطل ہوجاتا ہی اور اگر اوسکو زید کا اوسمین موجود ہونا معلوم ہوا اور باوجود تذکر (یاد ہونا) قسم کے اون دونون پر داخل ہو تو حانث ہوگا خواہ اوسنے خصوص عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اسلیے کہ زید پر داخل ہونا صادق آتا ہی کیونکہ دخول حقیقت واحدہ ہی جو اختلاف مقاصد سے مختلف نہین ہوسکتی اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسطرح تفصیل کی ہی کہ اگر اوسنے اپنے دخل ہونمین فقط عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو اور زید کا اپنے قلب مین استثنا کر لیا ہو تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر اوسنے زید کا استثنا نہین کیا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے دخول بھی قول کیطرح قابل تخصیص ہی اور اگر زید مسجد یا کعبہ معظمہ مین داخل ہو تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت اطلاق مین باعتبار عرف کے مسجد و خانہ کعبہ مین لفظ بیت شامل نہین ہی اور اسمین اشکال ہی جو دعوائے عرف کی ممانعت پر مبنی ہی (یعنے ہم تسلیم نہین کرتے کہ نظر عرف اسم بیت اون دونون کو شامل نہین ہی) لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیدا (قسم بخدا کہ مین زید سے ہمکلام نہونگا) بعد ازان اوس جماعت پر سلام کرے جسمین زید بھی موجود ہو اور اوسکا اپنے نیت سے استثنا کرلے تو صحیح ہوگا اور اگر استثنا نکریگا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی بشرطیکہ اوسکو جماعت مذکورہ مین زید کے موجود ہونیکا علم حاصل ہو اور باوجود تذکر کے سلام کیا ہو چھٹا مسئلہ شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ کعبہ معظمہ اور حمام پر اسم بیت واقع نہین ہوتا اسلیے کہ بیت سے وہ حجرہ مراد ہی جو مقابل سکنی (بغرض بود و باش) بنایا گیا ہو اور اسمین اشکال ہی جو حق سبحانہ و تعالیٰ و لیطوفوا بالبیت العتیق وغیرہ (جیسے طفق البیتی اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع) سے معلوم ہوتا ہی اور حدیث مین وارد ہوا ہی نعم البیت الحمام

لان البیت ما جعل فیہ ... من
انه السکنی یعنی فتح ... ویطوفوا
قوله تعالی ... البیت العتیق
وفی الحدیث ... والصفہ وکذا الدہلیز ... قال
الرابع فی مسائل الطلب ... العقود الاول ... العقد اسم للایجاب
والقبول معا فاذا

اور نیز شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اسیطرح دہلیز (وہ مقام ہی جو دروازہ اور مکان کے درمیان داخل ہوتا ہی)
اور صفہ (وہ مکان مرتفع ہی جو بیرونِ عمارت بنایا جاتا ہی جسکو چبوترہ بھی کہتے ہین) پر بھی اسم بیت
صادق نہین آتا اسلیے کہ یہ دونون مقام بغرض سکنی بنا نہین کیے جاتے اور جو شخص کہ ان دونون مین سے
کسی مقام پر کھڑا ہوتا ہو اوسکو کہتے ہین کہ داخل بیت نہین ہوتا ہان ان دونون کا باعتبار عرف اجزاے دار مین شمار ہی
چوتھا مطلب مسائلِ عقود کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ لفظ عقد عرف فقہا مین
ایجاب وقبول کا نام ہی (یعنے عقد کا ایجاب وقبول دونون مین استعمال کرنا حقیقت ہی اور تنہا ایجاب مین مجاز ہی)
پس اوسکے تحقق مین ان دونون (ایجاب وقبول) کا حاصل ہونا ضرور ہی بنا برین اگر کوئی شخص کہے واللہ
لا بیعن (قسم بخدا کہ مین عقد بیع کو واقع کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت حاصل نہوگی جبتک کہ
ایجاب وقبول کا تحقق نہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لاہبن (قسم بخدا کہ مین عقد ہبہ کو واقع کرونگا)
تو اوسکے تحقق مین بھی ایجاب وقبول کا حاصل ہونا ضرور ہوگا اور تنہا ایجاب کافی نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ کی
ہبہ مین دو قول ہین ان دونون مین سے ایک قول یہ ہی کہ موافقت قسم کے حاصل ہونے مین تنہا ایجاب کا تحقق
ہونا کافی ہوگا اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہی اسلیے کہ ہبہ بھی بیع کی طرح داخل عقود ہی جسمین قبول کا حاصل ہونا
بھی ضرور ہی **دوسرا مسئلہ** عقد کا اطلاق عقد صحیح کیطرف منصرف ہوتا ہی اور عقد فاسد کو شامل نہین ہوتا
پس اگر کوئی شخص عقد بیع کے واقع کرنے پر حلف کرے تو موافقت قسم کے حاصل ہونے مین بیع صحیح کا واقع ہونا
ضرور ہوگا اور بیع فاسد کا واقع کرنا کافی نہوگا اور اسیطرح بیع کے علاوہ باقی عقود مین بھی یہی حکم ہوگا
تیسرا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لفظ ہبہ سے ہر وہ عطیہ مراد ہی جسمین تبرع (کسی شی کا بدون عوض
حوالہ کرنا) کی گئی ہو جیسے ہدیہ (کسی شی کا بطور تحفہ دینا) اور نحلہ (کسی شی کا بخش دینا) اور عمری (کسی مکان کی
سکونت کا تاحیات عطا کرنا) اور وقف (اصل کا باقی رکھنا اور اوسکے منافع کا دواماً مباح کرنا) اور صدقہ
(کسی شی کا قربۃً الی اللہ عطا کرنا) اور ہم اس حکم (اسم ہبہ کا اشیائے مذکورہ کو شامل ہونا) کو عمری اور نحلہ مین منع کرتے ہین

تحقق الایجاب
حلف لیبیعن
ولا بد من حصول
الایجاب والقبول
ولو حلف
لیبیعن والشیخ
فی الہبۃ قولان
احدہما انہ یبر
بالایجاب وللیس
بمعتمد الثانیۃ
اطلاق العقد
ینصرف الی
العقد الصحیح دون
الفاسد ولا یبر
بالبیع الفاسد
لو حلف لیبیعن
وکذا غیرہ
الثالثۃ
قال الشیخ الہبۃ
اسم لکل عطیۃ
متبرع بہا
کالہدیۃ
والنحلۃ و
والعمری والوقف والصدقۃ ونحن نمنع فی العمری والنحلۃ

قولہ

اطلاق الحقیقۃ ... کی عبارت ...

کہ انصراف اطلاق سے ... صحیح و فاسد ... دونوں

مراد یہ ہے کہ ان میں سے الفاظ عقود و معاملات ... ان کا استعمال ...

صحیح اسامی میں ... حقیقت ... اور خواص میں مجاز ...

صحیح و فاسد ... صحیح ہونا یا ... اختیار کیا ہے ... فاسد میں مجاز

اور ... الی الذہن ... حقیقت اور فاسد میں ...

حقیقت ہے اور فاسد

میں مجاز ہے لیکن اس کے اطلاق لفظ کا بیع صحیح

کے ارادہ کی بابت منصرف ہونا لازم ہے اور لفظ انصراف میں بھی ایسا

استعمال ہوتا وہ جو میں لفظ صحیح و فاسد دونوں سے عام کے لیے موضوع

ہونا معلوم ہے اور عبارت مذکورہ میں محقق ثانی نے بھی اسی توجیہ کا احتمال کیا ہے

جس کا محصل یہ ہے کہ چونکہ ظاہر اور غالب حال مسلمین میں ارادہ صحیح ہوتا

اور اسی کی طرف منصرف ہوگا یعنی یہ انصراف از قبیل تبادر اطلاقی

یا از قبیل حمل فعل مسلم بر صحت ہوگا اور تبادر وضعی ہوگا اور اقرار

کے محمول علی الصحیح ہونے کا جواب بھی اسی قسم کا دیا ہے لیکن

اس میں شک نہیں کہ عبارت مصنف

میں احتمال اول اظہر ہے اس لیے کہ

انصراف ... میں

۱۸۹ متعلقہ صفحہ

سوم یہ کہ

اقرار کا عقد صحیح پر محمول کرنا لازم

ہے اور عقد فاسد کا دعویٰ اجماعاً مسموع نہیں ہے

اور یہ کہ صحیح و فاسد میں مشترک ہو جائے تو تفسیر کا احدہا کے ساتھ

تقسیم کرنا مقبول ہوتا جیسے کہ باقی الفاظ مشترکہ میں مقبول ہے اور بیع وغیرہ کا

صحیح و فاسد کی طرف تقسیم ہونا حقیقت سے عام ہے وہ یہ کہ انصراف اطلاق سے

وہ انصراف مراد ہے جو بوجہ غلبہ استعمال کے جیسے ظاہر حال مسلم کا صحت پر

محمول کرنا حاصل ہوتا ہے ... اور اس سے انصراف اطلاقی اس باب میں

حال المسلم ... سے مراد ہوگا اور اسی کو صاحب جواہر الکلام

نے اختیار کیا ہے اور ... کہ انصراف اطلاقی

سے وہ مراد نہیں ہے کہ بیع وغیرہ

عقد صحیح میں

ورد

... اور ...

... مصنف ... اور

تعلیل ... مقابل ...

... احتمال ... ہے

... الفاظ ... مقابل ...

... اسم ... میں ...

اسلیے کہ یہ دونون (عمریٰ نحلہ) فقط اعطائے منفعت کو شامل ہین اور لفظ ہبہ فقط اعطائے عین کو متناول (شامل) ہی اور وقف وصدقہ کے داخل ہبہ ہونیمین تردد ہی جسکا منشا یہ ہی کہ عرف مین ہر ایک کیلیے ایک اسم علیحدہ مقرر ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسوقت تک حانث نہوگا جبتک کہ اوسکی مباشرت (خود بجالانا) نکرے پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابعت ولا اشتریت (قسم بخدا کہ مین بیع وشرا نکرونگا) بعد ازان کسی شخص کو اوسمین وکیل کردے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ مباشرت مفقود ہی لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا بنیت بیتا (قسم بخدا کہ مین کسی حجرہ کو نہ بناؤنگا) بعد ازان اوسکے حکم کرنے کے موافق یا اوسکے استیجار (اجیر کرنا) کرنے کے بعد مزدور لوگ اوسکی بنا کرین تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ حانث ہوگا اسلیے کہ مکان وغیرہ کے بنانے مین باعتبار عرف مباشرت کا اعتبار نہین ہوتا بلکہ مزدورون کا فعل اوسی کا فعل شمار کیا جاتا ہی اور فقط اوسکے حکم کا اعتبار ہوتا ہی اور یہ ارادہ اگرچہ مجازی ہی لیکن شائع اور متعارف ہی جسپر عند الاطلاق حمل کرنا معین ہی لیکن صورت مذکورہ مین اوسکا حانث نہونا وجہ نہین ہی اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہی اور وقت تعارض معنی شائع کا معنی حقیقی پر مقدم ہونا مسلم نہین ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ضربت (قسم بخدا کہ مین ضرب نہ لگاؤنگا) بعد ازان کسیکو ضرب کا حکم کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہی اور اگر عدم ضرب پر کوئی بادشاہ حلف کرے اور خود مباشر ضرب نہو تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن مخالفت قسم کا بدون مباشرت لازم نہ آنا اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا استخدم زیدا (قسم بخدا کہ مین زید سے طالب خدمت نہونگا) بعد ازان زید بدون اجازت اوسکی خدمت کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ باب استفعال کا طلب فعل مین استعمال کرنا حقیقت ہی جو صورت فرض مفقود ہی۔ اور اگر کوئی شخص بیع وشرا (خرید وفروخت) نکرنے پر حلف کرے بعد ازان کسی دوسرے شخص کیطرف سے بیع وشرا کرنیمین وکیل ہو تو آیا حانث ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا حانث ہونا اقرب ہی اسلیے کہ بیع وشرا متحقق ہی جس سے لفظ بائع ومشتری مشتق ہوتا ہی کیونکہ لفظ مذکور

اذ دینا ولان المنفعة والعين تتناول العين في رقبة والصدقة تتردد في كونها هبة والعرف في افرادها كل واحد منهم باسم الرابعة اذا حلف لا يفعل لم يتحقق الحنث الا بالمباشرة فاذا قال لا ابعت ولا شريت فوكل لم يحنث لانه لم يباشر ولو قال لا بنيت بيتا فبناه البناء بامره او استيجاره قيل يحنث نظرا الى العرف والوجه انه لا يحنث ولو قال لا ضربت فامر بالضرب لم يحنث وفي السلطان تردد والاشبه انه لا يحنث الا بالمباشرة ولو قال لا استخدم فلانا فخدمه بغير اذنه لم يحنث ولو توكل لغيره في البيع والشراء ففيه تردد والاشبه الحنث تحقيقا للمعنى المشتق منه

ص۴

محقق تر ہے کہ

عطیہ متبرع ہا (جو بدون عوض

دیا جائے) کا اشیائے مذکورہ پر

اطلاق کرنا بے اشکال صحیح ہے اسلیے کہ ہر اوس

مال کو کہتے ہیں جو کسیکو دیا جائے خواہ عین مال ہو یا منفعت ہو

پس اول (عطیہ عین) مین ہدیہ اور وقف اور صدقہ

داخل ہوگا اور دوم (عطیہ منفعت) مین نحلہ و عمری داخل ہوگا ہان عطیہ

اور ہبہ کے مساوی ہونے مین اشکال ہے اسلیے کہ ہبہ کے معنی لغوی و عرفی کا ہبہ منفعت

اور صدقہ پر اطلاق بظاہر صحیح نہین ہے کیونکہ وہ دونون اسم و غرض و حکم مین مختلف ہین

لیکن جو شخص کسی فقیر پر تصدق کرتا ہے اوسپر ہبہ کرنے کا اطلاق نہین ہوتا اور صدقہ جو عرف اصلی ہے

[illegible]

وحیثیت للہ بن لفظ ہبہ کا اطلاق ہوا ہے وہ از قبیل مجاز ہے علاوہ بریں

از مقول حضرت: العمری جائزة لیست

ہے اور خصوص عمری پر جو قول

سے متعلق ہونا معلوم ہے جو از قبیل منفعت

داخل ہبہ نہین ہین اسلیے کہ ان تینون کا کون ملا

اور بسیط عمری اور رقبی اور [illegible]

صحیح ہوتا تو اوسکا بلفظ ہبہ واقع کرنا بھی صحیح ہوتا

اگر وقف پر ہبہ کا اطلاق

اتفاقی ہے علاوہ بریں

خصوص استعمال معنی کے حقیقی و مجازی ہونے سے عام ہے اور چونکہ خصوص ہبہ کا عین مال سے متعلق ہونا لغت و

عرف سے معلوم ہوگیا تو اوسکا عطیہ منفعت پر اطلاق کرنا بہر حال مجاز ہوگا اسلیے کہ اشتراک

سے مجاز اولیٰ ہے بنا برآں اگر کوئی شخص عقد ہبہ کے واقع کرنے پر حلف کرے گا تو صدقہ و

وقف و عمری وغیرہ کے واقع کرنے مین قسم کی موافقت حاصل نہوگی اسلیے کہ

ہر ایک کو دوسرے سے باعتبار اسم و حکم و اغراض

امتیاز حاصل ہے وفی المقام تفصیل

محلہ الکتب المبسوطۃ ۱۲

۱۹۱

متعلقہ صـ

(بیع وشرا) کا مصداق مطلق خرید و فروخت ہی خواہ مشتری اوسکو اپنے لیے واقع کرے یا کسی دوسرے کے لیے **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ الخمر (قسم بخدا کہ مین شراب کو فروخت کرونگا) بعد ازان اوسکو فروخت کرے تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ حانث نہوگا اسلیے کہ لفظ بیع سے بیع صحیح کا تبادر ہوتا ہی جو صورت فرض مین متعذر (دشوار) ہی اور اگر حانث ہونیکے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ ایسی صورت مین اوسکی قسم کا صورت بیع پر حمل کیا جائیگا تا کہ اوسکا کلام از قبیل عبث نہو پس گویا کہ اوسنے صورت بیع کے واقع کرنے پر حلف کیا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ مال زید قہراً (قسم بخدا کہ مین زید کے مال کو قہراً فروخت کرونگا) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ الخمر (قسم بخدا کہ مین شراب کو فروخت کرونگا) تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ شراب کا فروخت کرنا حرام ہی جسپر حلف کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ متعلق یمین کا راجح یا مساوی ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا **پانچوان مطلب** مسائل متفرقہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے واقع کرنے پر حلف کرے اور کسی وقت کو معین نکرے تو اوسوقت تک قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبتک کہ اوسکو اپنی وفات کا ظن غالب حاصل نہو پس وقت مذکور سے قبل اوسکا اوتنے زمانے مین واقع کرنا معین ہوگا جسمین کہ وہ واقع ہو سکتا ہو مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاقضینّ حقّہٗ (قسم بخدا کہ مین اوسکے حق کو ادا کرونگا) یا واللہ لاعطینّہ شیئاً (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کو ایک شی عطا کرونگا) یا واللہ لاصومنّ (قسم بخدا کہ مین روزہ رکھونگا) یا واللہ لاصلینّ (قسم بخدا کہ مین نماز پڑھونگا) الی غیر ذلک **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاضربنّ عبدی مائۃ سوط (قسم بخدا کہ مین اپنے غلام کو سو دُرّے لگاؤنگا) تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ سو دُرّون کے عوض وس دستہ کی ایک ضرب کا لگانا کافی ہوگا جو سو شاخون پر مشتمل ہو (اور اسکو ضغث بھی کہتے ہین) لکن قسم مذکور کا آلہ معتادہ (جسکی عادت جاری ہو) کے ساتھ ضرب لگانے کیطرف منصرف ہونا بیوجہ نہین ہی جیسے سوط (کوڑا) اور خشب (لکڑی) ہان اگر آلہ معتادہ کے ساتھ ضرب لگانے مین

کوئی ضرر ہو مثلاً نفس مضروب کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو بجائے سو ضرب ضغث بھی کافی ہو گی یہ کلام
اوس صورت مین جاری ہوگا جبکہ حالت نے کسی مصلحت دینیہ کی وجہ سے اپنے غلام پر ضرب لگانیکا حلف کیا ہو
جیسے اقامت حدود یا تعزیر یا سبب کسی ناحق کے قتل کرنے پر حلف کیا اور اگر کسی مصلحت کیوجہ سے نہ مارنے کے لیے
حلف کیا ہو تو عفو کرنا اولی ہے اور کفارہ بھی واجب نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکی قسم منعقد نہین ہوئی
کیونکہ متعلق یمین کا راجح یا مساوی ہونا شرط ہے جو محل غرض مین مقصود ہے اور اگر سو درون کے عوض ضرب ضغث
پر اکتفا کرنے کے قائل ہون تو جسم مضروب پر اوسکی ہر شاخ کے پہونچنے کا اعتبار کرنا شرط ہوگا اسلیے کہ بدون
اسکے ضرب ضغث صادق نہ آئیگا اور ہر شاخ کے پہونچنے مین حصول ظن کافی ہوگا اسلیے کہ ہر شاخ کے دفعۃً
پہونچنے مین علم کا حاصل ہونا اخفائی از دقت نہین ہے اور وسکا جسم مضروب پر اسطرح واقع کرنا کافی ہوگا کہ اوسپر
نظر عرف مین ضرب لگانا صادق آئے اور فاعل کو ضارب کہنا درست ہو پس شاخون کا اوسکے جسم پر رکھدینا
کافی نہوگا اسلیے کہ اوسکو ضرب نہین کہتے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا رکبت دابۃ العبد
(قسم بخدا کہ مین غلام کے چوپایہ پر سوار نہونگا) بعد ازان اوسپر سوار ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اضافت کے
معنی حقیقی ملک ہین اور چوپایہ غلام در اصل اوسکی ملک نہین ہے اور اوسکا غلام کیطرف منسوب ہونا مجازی ہے
لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا رکبت دابۃ المکاتب (قسم بخدا کہ مین غلام مکاتب کے چوپایہ پر سوار نہونگا)
تو اوسکے چوپایہ پر سوار ہونے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ آقا کا تصرف اوسکے مال سے بوجہ کتابت
منقطع ہو جاتا ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکی ملک کو استقرار نہین ہوتا **چوتھا مسئلہ** لفظ بشارت
اوس خبر اول کے لیے موضوع ہے جو کسی مسرور کنندہ شے سے متعلق ہو پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا عطین
من بشرنی بقدوم زید (قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو زید کے سفر سے واپس آنے کی
مجھکو بشارت دے) بعد ازان اوسکو قدوم زید کی ایک جماعت دفعۃً بشارت دے تو اون سبکو استحقاق
حاصل ہوگا اور اگر اونمین سے ہر ایک شخص یکے بعد دیگرے بشارت دے تو عطیہ کا فقط مبشر اول کو استحقاق ہوگا

اسلیے کہ فقط اوسکی خبر بشارت صادق آتی ہے اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لاعطین من خبرنی بقدوم زید
(قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو مجھکو زید کے سفر سے واپس آنے کی خبر دیگا) بعد ازان کئی شخص
یکے بعد دیگرے قدوم زید کی خبر دین تو ہر ایک کو عطیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مخبر ثانی
کی خبر بھی مخبر اول کیطرح مصداق خبر ہے اور یہ واضح ہے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے اول من دخل
داری فلہ (جو شخص کہ میرے مکان مین ابتداءً داخل ہوگا اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) اور بعد تسمیہ اوس کے
مکان مین ایک شخص داخل ہو تو اوسکو مال معین کے پانیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا
داخل نہو اسلیے کہ اول سے وہ شخص مراد ہے جسکے قبل کوئی شخص داخل نہو خواہ اوسکے بعد کوئی شخص داخل ہو
یا نہو اور اگر کوئی شخص کہے اخر من یدخل داری فلہ کذا (جو شخص کہ میرے مکان مین سب کے بعد داخل ہو
تو اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) تو مال معین کے پانیکا اوس شخص کو استحقاق ہوگا جسکے بعد تا حیات حالف
(قسم کھانیوالا) کوئی شخص اوسکے مکان مین داخل نہو بشرطیکہ اوسکے قبل کوئی شخص داخل ہوا ہو اسلیے کہ بصورت اطلاق
(اوسکا کسی وقت کے ساتھ معین نکرنا) صفت (جیسے دخل مکان ہونا) کا تا حال حیات موجود ہونا معلوم نہیا
چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت الماء (قسم بخدا کہ مین پانی نہ پیونگا) یا واللہ لا کلمت الناس
(قسم بخدا کہ مین لوگون سے کلام نکرونگا) تو جنس آب اور جنس انسان کی ہر فرد کو اوسکا حلف شامل ہوگا
ساتوان مسئلہ اسم مال ہر اوس شی پر واقع ہوتا ہے جو داخل ملک ہو خواہ عین ہو یا دین اور خواہ
دین حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت نہو) ہو یا دین مؤجل جسکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) ہو اسلیے
لفظ مال باعتبار عرف ولغت ان تینون (عین۔ دین حال۔ دین مؤجل) کو شامل ہے پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ
لا تصدقن بمالی (قسم بخدا کہ مین اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت
حاصل نہوگی جبتک کہ مجموع مال کے ساتھ تصدق نکریگا **آٹھوان مسئلہ** قرآن مجید پر اسم کلام واقع ہوتا ہے
اسلیے کہ کلام کا باعتبار عرف ولغت اون الفاظ پر اطلاق کیا جاتا ہے جو حروف ہجائیہ سے مرکب ہون بنا علیہ

اگر کوئی شخص ترکِ کلام پر حلف کرے تو قرآن شریف کی قرأت کرنے میں قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید پر عرفاً اسمِ کلام واقع نہیں ہوتا اور اس قول میں اشکال ہے اسلیے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے حتی یسمع کلام اللہ ہان اگر کوئی شخص ترکِ کلام پر حلف کرے تو لکھنے یا اشارہ کرنے میں قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ یہ دونون (لکھنا۔ اشارہ کرنا) عرفاً اور لغتہً مصداق کلام سے خارج ہین **نوان مسئلہ** اسم حلی (زیور) ہر اوس زیور پر واقع ہوتا ہے جو باعتبار عادت زینت وغیرہ کی غرض سے پہنا جاتا ہے (جیسے خلخال وغیرہ) بناءً علیہ خاتم (انگشتری) اور لولو (مروارید) پر بھی واقع ہوگا پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا البس حلیاً (قسم بخدا کہ مین زیور کو نہ پہنونگا) تو اون دونوں (خاتم۔ لولو) مین سے ہر ایک کے پہننے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی **دسوان مسئلہ** لفظ تسری سے وطی کنیز مراد ہے اور آیا اوسکی مصداق مین وطی کے علاوہ تخدیر (چشمِ مردم سے پوشیدہ کرنا) کا بھی اعتبار ہے یا نہیں اسمین نظر (بحث) ہے **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاقضین دین فلان (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک مہینہ تک ادا کرونگا) تو لفظ شہر باعتبار عرف اواے دین کے لیے غایت (انتہا) واقع ہوگا بناءً علیہ اوسکا انقضاے ماہ کے قبل ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص لفظ شہر کی جگہ لفظ الی حین یا الی زمان کا استعمال کرے مثلاً کہے واللہ لاقضین دین فلان الی حین (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک وقت تک ادا کرونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ لفظ حین اور زمان کا اوس پر حمل کیا جائیگا جسپر کہ اوسکا نذرِ صیام مین حمل کیا جاتا ہے پس لفظ حین کا چھ مہینے پر اور زمان کا پانچ مہینے پر حمل کیا جائیگا اسلیے کہ یہ عرفِ شرعی ہے جو وضع لغوی پر مقدم ہے اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ حمل مذکور مین وضع نقل اور مورد نص سے تعدی لازم آتی ہے اور قیاس کرنا ہمارے مذہب مین صحیح نہین ہے اور لفظ حین و زمان کا مدت مین حقیقتِ شرعیہ ہونا مسلم نہین ہے بناءً علیہ اگر لفظ مذکور سے موضع نقل کے علاوہ بواسطۂ قرینت وغیرہ کسی مدتِ معینہ کا مراد ہونا معلوم ہو جائے فبہا والّا اوسپر لفظ مبہم (جسکی تعیین تعیین نہین) کا حکم جاری کیا جائیگا اور تا وقتِ وفات تاخیر کرنے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ اصل برأتِ ذمہ ہے **بارھوان مسئلہ**

الحنث يتحقق بالمخالفة اختيارا سواء كان بفعله او فعل غيره كما لو حلف لا ادخل بلدا فادخل او فعل في سفينة سارت به او دابة او حمل انسان ولا يتحقق بالاكراه والنسيان وعدم العلم

جو حنث (قسم کی مخالفت) کہ موجب کفارہ ہی وہ اپنے اختیار سے قسم کی مخالفت کرنے مین متحقق ہوتا ہی خواہ اوسی کے فعل سے حاصل ہو یا کسی دوسرے کے مثلاً اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل بلدا (قسم بخدا کہ مین داخل بلد نہونگا) بعد ازان اوسمین داخل ہوجائے یا اپنے اختیار سے اوس کشتی مین بیٹھ جائے جو اوسکو داخل بلد کردے یا حالت اختیار مین کسی چوپایہ پر سوار ہوکر داخل بلد ہو یا کوئی شخص اوسکو اوسکی اجازت سے اپنی پشت پر لاکر داخل بلد کرے تو ان جملہ صورتون مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور صورتِ اکراہ (مجبور کرنا) اور نسیان (بھول جانا) مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اسیطرح اوس صورت مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبکہ محلوف علیہ (جسپر حلف کیا جائے) کا علم نہو **چوتھا امر لواحق یمین کے بیان مین** اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جملہ ایمان صادقہ مکروہ ہین اور علی الخصوص یمین غموس مین کراہت شدید ہی بشرطیکہ مال قلیل پر واقع ہو۔ ہان اگر کوئی شخص اوسکو دفع مظلمہ کی غرض سے واقع کرے تو بدون کراہت جائز ہوگا اور بسا اوقات اوسکا واقع کرنا واجب ہوتا ہی اگرچہ ارتکاب دروغ کو مستلزم ہو (مثلاً کسی نفس محترمہ کا استنقاذ اوسپر موقوف ہو) لکن اس صورت مین حالف کو توریہ (لفظ سے معنی غیر ظاہر کا ارادہ کرنا) کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکو جانتا ہو اسلیے کہ ارتکاب دروغ سے حتی الامکان اجتناب واجب ہی اور اگر توریہ کو نجانتا ہو یا کسیوجہ سے (جیسے حاکم کا تعجیل کرنا) خصوص مقام پر توریہ کرنا ممکن نہو تو اوسکو قسم دروغ کا ارتکاب کرنا جائز ہوگا اور بعوض دروغ حلفی اوس سے گناہ یا کفارہ متعلق نہوگا مثلاً کسی انسان کے نفس یا مال یا آبرو سے بذریعہ حلف کسی ظالم کا دفع کرنا مطلوب ہو **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص خدا تعالی یا اوسکے رسول سے برات (بیزاری) کرنے پر حلف کرے تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکی وجہ سے کفارہ واجب نہوگا ہان گنہگار ہوگا اگرچہ اپنی قسم مین صادق بھی ہووے اسلیے کہ اخبار کثیرہ مین اوسکی ممانعت اور شدتِ عقوبت مذکور ہوئی ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حلف مذکور کیوجہ سے صورت مخالفت مین کفارہ ظہار لازم ہوگا اور اس قول کا مبنی کوئی شاہد معتبر نہین پایا اور توقیع حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مین (جو محمد بن یحیی کے پاس صادر ہوئی ہی) وارد ہوا ہی کہ وہ دس مسکینون کا کھانا کھلانا اور استغفار کرنا لازم ہوگا

اور اگر کوئی شخص کہے انا یہودی ان کان کذا یا کہے انا نصرانی ان کان کذا (مین یہودی یا نصرانی ہون اگر فلان امر واقع کرون) تو اوسکی قسم منعقد ہوگی اور اوسکا یہ قول لغو قرار پائیگا **تیسرا مسئلہ** کفارہ یمین اوسوقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ اوسکی مخالفت نکرے اور اگر قبل مخالفت کوئی شخص کفارہ کو ادا کریگا تو کافی نہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہے جبکا قبل وقت واقع کرنا صحیح نہین ہے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی قسم کے کفارہ کو کسی کافر یا ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا نفقہ اوسپر واجب ہوا اور اوسکے کافر یا واجب النفقہ ہونیکا علم رکھتا ہو تو کافی نہوگا اور اگر علم نرکھتا ہوا اور بعد جتہاد (دریافت احوال مین سعی کرنا) اوسکے حوالہ کرے اور پھر اوسکا کافر یا واجب النفقہ ہونا ظاہر ہو تو اوسپر کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی قسم کے کفارہ کو کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا فقیر ہونا اوسکے نزدیک مظنون ہو بعد [illegible] (مالدار) ہونا ظاہر ہو تب بھی کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ احوال باطنی [illegible] (مشکل)

پانچوان مسئلہ تکفیر بالکسوۃ (کپڑے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا) مین ادسی پارچہ کا [illegible] کافی ہوگا جسپر اسم ثوب (پارچہ) صادق آئے (جیسے کرتہ پائجامہ عمامہ قبا چادر ردا وغیرہ وغیرہ) پس اگر کوئی شخص بعوض کفارہ کوئی ٹوپی یا موزہ کسی مستحق کے حوالہ کرے تو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ [illegible] اوائے کفارہ مین پارچہ شستہ کا حوالہ کرنا بھی کافی ہے اسلیے کہ اسم ثوب کسوۃ اوسکو شامل ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی وفات پائے اوسپر کفارہ مرتبہ لازم ہوا اور اوسکی نسبت وصیت نکرے تو بعوض کفارہ اوسکے ترکہ مین ایسے قتل کے آزاد کرنے پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جو ادائے کفارہ کے لیے کافی ہو اور [illegible] کی حق تلفی بھی ہونے پائے اور اگر کوئی شخص بعوض کفارہ اوسقدر قیمت کے ساتھ وصیت کرے جو قتل کی قیمت سے زائد ہوا اور اوسکے ورثہ اجازت نہ دین تو قدر مجزی (کافی) کی قیمت اصل ترکہ سے اور قدر زائد ثلث سے خارج کیجائیگی اور اگر اوسکے ذمہ پر کوئی کفارہ مخیرہ لازم ہو تو خصال کفارہ مین ادنی قیمت کے ساتھ کفارہ دینے پر اقتصار کرنا واجب ہوگا جسکی قیمت بنسبت باقی خصال کے کمتر ہو اور اگر کوئی شخص بعوض کفارہ قیمت

اور اسیلیے کہ اوسمین حصص کی تلف کرنے کا احتمال ہے کرنا لازم ہوگا اگر ورثا اجازت نہ دین

کے ساتھ وصیت کرے اور اوسکے ورثہ اجازت نہ دین اور ثلث متروکہ مین قدر تفاوت کے خارج ہونے کی گنجائش نہ
ہو تو آزاد کرنے کی کلام نہین ہو والا اقل خصلہ کی قیمت کا اصل متروکہ سے خارج کرنا اور باقی متروکہ کے ثلث کا اندازہ کرنا متعین ہوگا
پس اگر یہ دونون مقداریں (اقل خصلہ کی قیمت اور باقی ترکہ کا ثلث) اوسکی وصیت کے لیے کافی ہوا تو اوسکا
نافذ کرنا لازم ہوگا والا فقط اقل خصلہ پر اقتصار کیا جائیگا اور قدر زائد مین وصیت باطل ہوگی **ساتوان مسئلہ**
جبکہ کسی غلام کی قسم منعقد ہو جائے بعد ازان اپنے رقیق ہونے کی حالت مین اوسکی مخالفت کرے تو جمیع کفارات
مین فقط روزہ رکھنا اوسکا فرض ہوگا خواہ کفارات مخیرہ ہون یا مرتبہ اور اگر روزہ کے علاوہ کسی دوسری قسم
(جیسے کسی رقبہ کا آزاد کرنا یا کسی فقیر کو لباس کا دینا یا کسی مسکین کو کھانا کھلا دینا) کے ساتھ اپنے کفارہ کو ادا کرے
اور اوسکے آقا نے اجازت نہ دی ہو تو کافی نہوگا اور اگر اوسکے آقا نے اجازت دی ہو تو کافی ہوگا اور بعض علما نے
فرمایا ہی کہ اجازت آقا کے بعد بھی کافی نہوگا اسلیے کہ وہ بعد تملیک (مالک کرنا) بھی کسی مال کا مالک نہین ہوتا ہی اور
قول اول صحیح تر ہی اور اسیطرح اگر غلام مذکور کا آقا اوسکی طرف سے اوسکی اجازت کے بعد کسی غلام کو آزاد کر دے
تب بھی کافی اور صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** غلام کی قسم اوسوقت تک منعقد نہین ہوتی جبتک کہ اوسکا آقا اجازت
نہ دے پس اگر کوئی غلام بدون اجازت آقا حلف کرے تو اوسپر کفارہ لازم نہوگا اگرچہ اپنی قسم کی مخالفت بھی کی
خواہ آقا نے اوسکو مخالفت قسم کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکی قسم منعقد نہین ہی
لہذا اوسکی مخالفت پر کفارہ ادا کرنا بھی مترتب نہوگا لکن اگر غلام کو اوسکا آقا حلف کرنے کی اجازت دے تو اوسکی
قسم منعقد ہوگی پس اگر بعد ازان وہ غلام اپنے آقا کی اجازت سے قسم کی مخالفت کرے اور کفارہ کو روزہ
رکھنے کے ساتھ ادا کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر بدون اجازت اوسکی مخالفت کرے تو آقا کو
اوسکے منع کرنے کا اختیار ہوگا اگرچہ روزہ رکھنے سے اوسکا کوئی ضرر نہو جسطرح کہ باقی روزون مین اوسکو
منع کرنا صحیح ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ کفارہ کا ادا کرنا منجملہ لوازم قسم ہی اور ملزوم کی اجازت لوازم کو مستلزم ہی
علاوہ برین روزہ رکھنا حق خالق ہی جو اطاعت مخلوق کیوجہ سے متروک نہین ہو سکتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی غلام

اپنے آزاد ہوجانے کے بعد قسم کی مخالفت کرے تو اوسپر کفارہ کا شخص حر کیطرح ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہی جسمین وقت ادا کا اعتبار کیا جاتا ہی اور اسیطرح اگر مخالفت قسم کے بعد اور ادائے کفارہ کے قبل آزاد ہوجائے تب بھی وقت ادا کا اعتبار کیا جائیگا اور وقت وجوب کا اعتبار نکیا جائیگا پس اگر موسر (مالدار) ہوگا تو اوسپر عتق مملوک یا لباس فقرا یا مساکین کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا معین ہوگا اور اوسکو روزہ رکھنے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ اطعام مساکین سے عاجز نہو یہ کلام کفارہ مرتبہ مین کہا گیا اور اگر مخیرہ ہو تو اوسکے خصال مین سے ہر ایک خصلہ کے ساتھ کفارہ ادا کرنیمین مختیر ہوگا جسکو چاہے ادا کرے

کتاب النذر

نذر سے عرف فقہا مین کسی فعل (بجالانا) یا ترک (چھوڑنا) کا بوجہ مخصوص التزام کرنا مراد ہی جسکا مشروع ہونا اجماع مسلمین و سنت متواترہ کے علاوہ خصوص آیہ شریفہ ولیوفوا نذورھم اور یوفون بالنذر سے ثابت ہی اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **پہلا امر** ناذر (نذر کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل و مسلم ہونا صحت نذر مین شرط ہی پس طفل و مجنون کی نذر صحیح نہوگی اور اسیطرح کافر کی نذر بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ اوسکے حق مین نیت قربت متعذر (دشوار) ہی حالانکہ نیت قربت کا متحقق ہونا صحت نذر مین شرط ہی لکن اگر کوئی کافر نذر کرنے کے بعد اسلام لے آئے تو اوسکو اپنی نذر پر وفا کرنا مستحب (سنت) ہوگا اور جبکہ کوئی عورت امور مستحبہ کے بجالانے کی نذر کرے تو اوسکی صحت مین اوسکے شوہر کی اجازت کا حاصل ہونا شرط ہوگا اور اسی طرح نذر مملوک کی صحت اوسکے آقا کی اجازت پر موقوف ہی پس اگر بدون اجازت اوسکی طرف مبادرت کریگا منعقد نہوگی گرچہ تلفظ صیغہ کے بعد آزاد بھی ہوجائے اسلیے کہ وہ در اصل فاسد واقع ہوئی ہی اور اگر اوسکا آقا اجازت دے تو آیا صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لکن لزوم نذر اشبہ ہی اور صحت نذر مین قصد کا متحقق ہونا بھی شرط ہی پس مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) و سکران (جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہوگئی ہو) صحیح نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی نذر بھی صحیح نہوگی جسکا قصد بوجہ غیظ و غضب برطرف ہوجائے **دوسرا امر** صیغہ نذر کے بیان مین نذر کی دو قسمین ہین **قسم اول** جو کسی شرط پر معلق ہو اور اوسکی بھی دو قسمین ہین **پہلی قسم** نذر بر (طاعت) ہی جو کبھی نعمت کے شکریہ مین واقع ہوتی ہی جیسے ان اعطیت مالا فللہ علی کذا (اگر مجھکو مال کی فلان مقدار حاصل ہوجائے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا واللہ ان اعطیت فللہ علی کذا

کسی امر خیر یا شر کا وعدہ کرنا خواہ وہ معلق ہو یا نہو ۱۲

کتاب النذر والنذر ثلثة بکسر ففي احكامها فى الناذر والصيغة ومتعلق النذر ولواحقه اما الناذر فهو البالغ العاقل المسلم فلا يصح من الصبى ولا من المجنون ولا من الكافر لتعذر نية القربة فى حقه واشتراطها فى النذر لكن لو اسلم استحب له الوفاء ويشترط فى نذر المرأة بالتطوع اذن الزوج وكذا يتوقف نذر المملوك على اذن المالك فلو بادر لم ينعقد وان تحرر لانه وقع فاسدا وان اجاز المالك ففى صحته تردد اشبهه اللزوم ويشترط فى الناذر القصد فلا يصح من المكره ولا السكران ولا الغضبان الذى لا قصد له واما الصيغة فهى اما بر او زجر او تبرع فالبر قد يكون شكرا للنعمة كقوله ان اعطيت مالا او ولدا فلله على

وكذا المطعم ... فان كان موسرا فالاعتبار ... كفر بالعتق او الكسوة او الاطعام ... بالانتقال الى الصوم ... والبدنة وفى المخيرة ... الحر عن ...

اگر مجھکو فرزند پیدا ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا ان قدم المسافر فللہ علی کذا
(اگر فلان شخص سفر سے واپس آئے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر فلان عبادت لازم ہو) اور کبھی دفع بلا کے شکریہ مین
واقع ہوتی ہو جیسے ان برئ المریض فللہ علیّ کذا (اگر فلان بیمار کو شفا ہو جائے تو حق تعالے کے لیے
میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) یا ان تخطانی المکروہ فللہ علی کذا (اگر فلان مکروہ مجھسے دور ہو جائے
تو حقتعالے کے لیے مجھپر فلان عبادت لازم ہو) اور ہمکو نذر مجازاۃ بھی کہتے ہین دوسری قسم نذر زجر و لجاج
(کسی فعل سے نفس کا باز رکھنا) ہو جیسے ان فعلت کذا فللہ علیّ (اگر مین فلان فعل کا مرتکب ہون تو حق تعالے
کے لیے مجھپر فلان مال کا تصدق کرنا لازم ہی) یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا (اگر مین فلان کام نکرون تو
حقتعالی کے لیے مجھپر فلان امر لازم ہی) قسم دوم جو کسی شرط پر معلق نہو اور اسکو نذر تبرع (کسی شی کا ابتداءً
التزام کرنا) کہتے ہین جیسے للہ علی کذا (حق تعالی کے لیے مجھپر فلان عبادت کا بجالانا واجب) اور
پہلی دونون قسمون (نذر بر اور نذر زجر) کے ساتھ نذر کے منعقد ہونیمین بالاتفاق کوئی شک نہین ہی ہان تیسری قسم
(نذر تبرع) کے ساتھ نذر کے واقع ہونیمین بین العلماء اختلاف ہی پس معظم فقہائے اوسکے منعقد ہونے کو اختیار فرمایا ہی
اسلیے کہ مشروعیت نذر کے جو ادلہ ہین وہ محل فرض کو بھی شامل ہین اور بعض فقہائے نے عدم انعقاد کو اختیار کیا ہی اسلیے کہ
لفظ نذر کا مدلول لغت عرب مین فقط وعدہ مشروط ہی جو صورت فرض مین مفقود ہی لکن قول اول (نذر کا منعقد ہونا)
صحیح تر ہی اور نذر کا مدلول لغوی مطلق وعدہ ہی مشروط ہو یا نہو اور صحت نذر مین صیغہ کے علاوہ نیت قربت کا متحقق ہونا
بھی شرط ہی پس اگر کوئی شخص بوجہ نذر اپنے نفس کے باز رکھنے کا بدون قربت قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اور
جبکہ نذر معلق مین اداے شکر کا قصد کیا جائے تو اوسکی صحت کے لیے شرط کا سائغ (جسپر شکر نا ممدوح اور مستحسن ہو)
ہونا لابد (ضرور) ہوگا اور اسیطرح نذر (معلق ہو یا نہو) مین جزا کا طاعت (عبادت) ہونا بھی اوسکی صحت کے لیے
ضرور ہو اور ہمارے نزدیک طلاق زوجہ کے ساتھ (جیسے زوجتی طالق ان فعلت کذا) نذر منعقد نہین ہوتی اور
میری زوجہ پر طلاق ہو اگر مین ایسا کرون ۱۲
اسیطرح اعتاق مملوک (بندہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ (جیسے عبدی حر ان فعلت کذا) بھی منعقد نہین ہوتی
میرا غلام آزاد ہو اگر مین فلان کام کرون ۱۲

فوان یکون شفاء للہ علیہ کذا فولان برئ المریض او تخطانی المکروہ فللہ علی کذا والزجر ان یفعل ان فعلت کذا فللہ علی کذا وان لم افعل کذا فللہ علی کذا والتبرع ان یقول للہ علی کذا ... في انعقاد النذر بالاولیین وفي الثالث خلاف ولا انعقاد ... ویشترط مع الصیغۃ نیۃ القربۃ ... فصار منع نفسہ بالنذر ... ینعقد ولابد ان یکون الشرط

اور اسکو نذر غضب و لجاج بھی کہتے ہین تیسرا امر متعلق نذر کے بیان مین متعلق نذر کا طاعت (عبادت) اور مقدور ناذر (جسکے بجا لانے پر نذر کنندہ کو باعتبار عادت قدرت حاصل ہو گرچہ بالفعل اوسپر قادر نہو) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی بنا برین اعلیہ متعلق نذر کو فقط عبادت سے اختصاص ہوگا جیسے حج۔ صوم۔ صلوۃ۔ ہدی (کسی چیز کا خانہ کعبہ وغیرہ کے لیے ہدیہ کرنا) صدقہ۔ عتق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ پس متعلق نذر کی تفصیل کے لیے چھ مطلب بیان کیے جاتے ہین پہلا مطلب اون مسائل کے بیان مین جو نذر حج سے متعلق ہین پس اگر کوئی شخص پیادہ حج کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان برئت من المرض فلله علی ان احج ماشیا تو نذر منعقد ہوگی اور اوسے حج کے لیے بلد نذر سے مشی (پیادہ چلنا) کرنا متعین ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا سے باعتبار عرف مجموع طریق مین مشی کرنا مفہوم ہوتا ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ میقات (وہ مقام معہود ہی جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اہل آفاق کے لیے معین فرمایا ہی) سے مشی کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا ضمیر حج کا حال واقع ہوا ہی لہذا مشی کرنا حج کی صفت ہوگی اور چونکہ لفظ حج عرف شرعی مین مجموع مناسک کا نام ہی لہذا حج کے علاوہ اور کسی وقت مین مشی کرنا واجب نہوگا اور اگر صورت مفروضہ مین باوجود قدرت علی المشی (پیادہ چلنے پر قادر ہنو) کے حالت رکوب (سوار ہونا) مین حج کریگا تو کافی نہوگا اور اوسکا حالت مشی مین اعادہ کرنا لازم ہوگا او اگر بعض افعال کو حالت رکوب مین اور بعض کو حالت مشی مین بجا لائے تب بھی اعادہ کرنا لازم ہوگا لکن دوسرے حج مین فقط اون افعال کا حالت مشی مین ادا کرنا واجب ہوگا جنکو حج اول مین بحالت رکوب ادا کیا تھا اور اوسکے مجموع افعال کا حالت مشی مین بجا لانا لازم نہوگا تاکہ دونون دفعہ کے حجون سے مرکب ہوکر ایک حج حالت مشی مین متحقق ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اوسکی نذر مطلق ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید نہو) تو حالت مشی مین حج کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر معین ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید ہو) تو اوسپر خلف نذر کا کفارہ واجب ہوگا لکن قول اول منقول بھی ہی اور اگر صاحب نذر مشی کرنے سے عاجز ہوجائے تو اوسپر حج کا حالت رکوب مین واقع کرنا معین ہوگا اور آیا بعوض مشی اوسپر سیاق بدنہ (وہ ناقہ پیا لہ جو مکہ معظمہ مین قربانی کیا جاتا ہی) بھی واجب ہوگا

بستة لزمه كفارة خلف النذر والاول مروي ولو عجز الناذر عن المشي حج راكبا وهل يجب عليه سياق بدنة

یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ صورت عجز مین اصل مشی ساقط ہو جاتی ہی لہذا اوسکا بدل بھی واجب نہوگا علاوہ برین اصالت عدم بھی عدم وجوب کو مقتضی ہی اور اگر کوئی شخص حالت سواری مین حج کرنیکی نذر کرے مثلاً کہے ان برئت فللّٰہ علیّ ان احج راکبا اگر مجھکو شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے مجھپر حالت رکوب مین حج کرنا لازم ہی بعد ازان اوسکو حالت مشی مین بجالائے تو مقتضائے نذر کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص مشی کرنے کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسپر کشتی مین قائم رہنا واجب ہوگا اسلیے کہ قائم (کھڑا رہنے والا) کو ماشی (چلنے والا) سے زیادہ مشابہت ہی لیکن اوسکا مستحب ہونا بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ کشتی مین مشی کرنا عادةً ساقط ہو جاتا ہی اور ناذر مشی سے طواف النساء کے بعد اوسکا وجوب برطرف ہو جاتا ہی اسلیے کہ طواف مذکور کے بعد افعال حج تمام ہو جاتے ہین اور اسمقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہین یعنی مشی ۱۲ اگر کوئی شخص کہے ان برئت من المرض فللّٰہ علیّ ان امشی الی بیت اللّٰہ الحرام اگر مجھکو مرض سے شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر بیت اللّٰہ حرام تک مشی کرنا لازم ہی تو یہ اطلاق حقتعالی کے اوس خانہ معظمہ کیطرف منصرف ہوگا جو کہ مشرفہ مین موجود ہی اسلیے کہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا مقام وصف حرام کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص فقط للّٰہ علیّ ان امشی الی بیت اللّٰہ پر اقتصار کرے اور لفظ حرام کے ساتھ تلفظ نکرے تب بھی وہی خانہ معظمہ مراد لیا جائیگا اسلیے کہ لفظ بیت اللّٰہ سے عند الاطلاق بالخصوص اوسیکا تبادر ہوتا ہی اور اسمقام پر بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ نذر منعقد نہوگی تاوقتیکہ حرام کا بھی قصد نکرے اسلیے کہ بیت اللّٰہ ہونے مین جملہ مساجد شریک ہین اور خود ناذر نے اونمین سے کسی خاص بیت اللّٰہ کی تعیین نہین کی اور اگر کوئی شخص کہے للّٰہ علیّ ان امشی الی بیت اللّٰہ لا حاجا ولا معتمرا حقتعالے کے لیے مجھپر بیت اللّٰہ تک بدون حج وعمرہ مشی کرنا لازم ہی تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی نذر منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ صدر کلام سے منجملہ حج وعمرہ ایک کا ارادہ مفہوم ہوتا ہی اور ضمیمہ مذکورہ (لا حاجا ولا معتمرا) اوسکی نفی کو مقتضی ہی لہذا

قیل نعم وقیل لا یجب بل یستحب وهو الاشبه ولو نذر ان یحج راکبا فمشی وبعض ناذر المشی فی السفینة لانه اقرب الی ... الاستحباب لان المشی یسقط هنا عادة ویسقط المشی عن ناذره بعد طواف النساء فرع لو نذر ان یمشی الی بیت الله الحرام واقتصر علی بیت الله ... الی بیت الله ... بالبطلان ... الحرام

وہ لغو ٹھرایا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکی نذر ساقط ہوگی اسلیے کہ بیت اللہ مین بدون حج
یا عمرہ داخل ہونا داخل معصیت ہو حالانکہ متعلق نذر کا از قبیل طاعت ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو اور اس
قول مین اشکال ہو اسلیے کہ بیت اللہ کا قصد کرنا فی نفسہ عبادت ہو اگرچہ حج یا عمرہ نرکھتا ہو بنا بر علیہ اوسکی نذر
کے منعقد ہونیکا کوئی مانع نہین ہو اور وجوب حج یا عمرہ اوسکی نذر سے خارج ہوگا اور اگر کوئی شخص فقط للہ علی
ان امشی (حقتعالی کے لیے مجھپر مشی کرنا لازم ہو) پر اقتصار کرے پس اگر کسی مقام معین کی (جیسے مسجد مین جانا یا
عیادت مریض کے لیے حرکت کرنا الی غیر ذلک) طرف مشی کرنیکا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور مقام مقصود
تک مشی کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مقام معین کا قصد نکرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ مشی من حیث ہو مشی
فی نفسہ داخل طاعت نہین ہو تاوقتیکہ کسی عبادت کا مقدمہ واقع نہو اور اگر کوئی شخص کہے ان رزقت ولدا فللہ
علی ان احج بہ (اگر مجھکو فرزند کرامت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر اوسکا حج کیواسطے جانا واجب ہو)
یا کہے ان رزقت ولدا فللہ علی ان احج عنہ (اگر مجھکو فرزند عنایت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر
اوسکی طرف سے حج کرنا لازم ہو) بعد ازان والد کا انتقال ہوجائے تو اوسکی اصل مال سے مولود کا حج کرانا یا اوسکی طرف
سے اسکو حج کرنے کے لیے روانہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکے پاس
مال نہو بعد ازان کسی دوسرے کیطرف سے حج کو بجا لائے تو دونون حجون (حج نذر و حج نیابت کے ادا ہونے کے لیے
کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین اوسکا حج کرنا صادق آتا ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ اوسنے اپنے ذمہ پر
ایسے حج مستقل کو لازم کیا تھا جسکے ادا ہونیمین دوسرے کیطرف سے حج کرنا کافی نہین ہو

دوسرا مطلب

اون مسائل کے بیان مین جو نذر صوم (روزہ) سے متعلق ہین اگر کوئی شخص ایام معدودہ (جیسے تین یا دس روز ۱۲) کے روزہ کی
نذر کرے تو اوسکو تتابع (پے در پے رکھنا) اور تفریق (جدا جدا رکھنا) مین اختیار رہوگا ہان اگر تتابع کی
شرط کرلے تو روزہ کا پے در پے رکھنا معین ہوگا او متفرق رکھنا کافی نہوگا اور صورت اطلاق مین
ایام منذورہ کیطرف مبادرت (مسارعت) کرنا افضل ہو اگرچہ تاخیر کرنا جائز ہو اور نذر صوم اوقات تک

اجزاء عنہما علی تردد مسائل الصوم لو نذر صوم ایام معدودۃ کان مخیرا بین التتابع والتفریق الا مع شرط التتابع والمبادرۃ

منعقد نہوگی جبتک کہ وہ طاعت (عبادت) نہو پس اگر کوئی شخص عیدین (عیدفطر و عید قربانی) یا احدہما (عیدفطر و عید قربانی مین سے ایک) کے روزہ کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ عید کو روزہ رکھنا حرام ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص منی (مکہ معظمہ مین ایک مقام ہی جہان قربانی کیجاتی ہی) مین ایامِ تشریق (یوم نحر کے بعد تین تاریخین) کے روزہ رکھنے کی نذر کرے تب بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ منی مین ایام مذکورہ کا روزہ رکھنا ممنوع ہی اور متعلق نذر کا راجح ہونا اوسکی صحت مین شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے حیض کے زمانے مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ ایام حیض کا روزہ صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس صورت مین بھی نذر منعقد نہین ہوتی جہان صوم منذور کے بجالانے پر قدرت حاصل نہو مثلاً اگر کوئی شخص اوس یوم کے روزہ کی نذر کرے جس مین کہ زید سفر سے واپس آئے تو اوسکی یہ نذر صحیح نہوگی خواہ رات کو واپس آئے یا دن کو پس رات کو صوم منذور کے بجالانے پر اسلیے قدرت نہین ہی کہ اس صورت مین شرط معدوم ہی کیونکہ یوم کا اطلاق فقط باعتبار عرف و لغت طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہی علاوہ برین رات کا روزہ رکھنا مطلقاً صحیح نہین ہی اور اوسکا دن کو بجالانا اسلیے صحیح نہین ہی کہ اس صورت مین یوم منذور کے صوم پر قدرت حاصل نہین ہی کیونکہ بعض یوم کا منقضی ہوجانا مفروض ہی اور بعض باقی یوم منذور کا مصداق نہین ہی اسلیے کہ اوس سے مجموع یوم مراد ہی علاوہ برین بعض یوم کا روزہ مشروع (جائز) بھی نہین ہی کیونکہ اوسکی صحت کے لیے مجموع یوم درکار ہی اور اسمین ایک وجہ (احتمال) اور ہی جسکا محصل یہ ہی کہ اگر زید نے سفر سے قبل زوال مراجعت کی ہو اور ناذر نے کسی مفطر کا استعمال نکیا ہو تو اوسکی نذر منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ اسقدر زمانہ مین روزہ مستحب بلکہ بعض وجوہ پر روزہ واجب کے واقع ہونے کی صلاحیت حاصل ہی لہذا انعقاد نذر کا کوئی مانع نہین ہی اور اگر کوئی شخص کہے لله علی ان اصوم یوم قدوم زید دائما (حق تعالی کے لیے مجھپر زید کے سفر سے واپس آنے کے دن کا دائما روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا جس روز کہ زید واپس آئے اور

ولا ینعقد نذر الصوم الا ان یکون طاعة فلو نذر صوم العیدین او احدهما لم ینعقد وکذا لو نذر صوم ایام التشریق بمنی وکذا لو نذرت المرأة صوم ایام حیضها وکذا لا ینعقد اذا لم یکن ممکنا کما لو نذر یوم قدوم زید سواء قدم لیلا او نهارا اما لیلا فلعدم الشرط واما نهارا فلعدم التمکن من صیام الیوم المنذور وفیه

اوسکے علاوہ اوسی روز کا روزہ ہمیشہ کے لیے واجب ہوگا بناءً علیہ اگر قدوم زید کا روز پنجشنبہ فرض کیا جائے تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا اور بعد ازان ہر پنجشنبہ کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر وہ روز ماہِ مبارکِ رمضان مین واقع ہو تو فقط ماہِ مبارک کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور نذر ساقط ہوگی اسلیے کہ ماہِ رمضان مین غیر رمضان کا روزہ مشروع نہین ہو پس وہ مثل مستثنیٰ ہو اور اوسکی قضا بھی نکریگا جسکی وجہ واضح ہو اور اگر وہ روز اتفاق سے روزِ عید (فطر یا قربان) واقع ہو تو اوسکا افطار کرنا اجماعاً لازم ہوگا اور آیا اوسکی قضا بھی واجب ہوگی یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہو لیکن اوسکی قضا کا واجب نہونا اشبہ اور اصولِ مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہو علاوہ برین یومِ عید مین شب کیطرح روزہ کی صلاحیت نہین ہو اور قضا فرع ادا ہو - یا فرض جدید کی محتاج ہو جو محلِ بحث مین مفقود ہو اور اگر ناذر مذکور (جسنے کہ قدومِ زید کے دن کے روزہ رکھنے کی نذر کی ہو) پر کسی کفارۂ مرتبہ (جیسے ظہار کا کفارہ) مین شہرین متتابعین (پے در پے دو مہینے) کا روزہ واجب ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ خطاب کفارہ کو خطابِ نذر پر مقدم کرنا واجب ہو پس اولاً کفارہ کے دو مہینون مین سے تحصیلِ تتابع (پے در پے رکھنا) کے لیے ماہِ اول کے روزون کو ادا کرنا معین ہوگا اور جبکہ ماہِ دوم کے بعض ایام (مثلاً ایک روز) کا روزہ رکھے گا تو ایامِ باقیہ مین روزۂ نذر کا بجالانا لازم ہوگا اسلیے کہ ماہِ اول کے کل روزے اور ماہِ دوم کے بعض روزے ادا ہوجانے کے بعد حکمِ تتابع ساقط (برطرف) ہوجاتا ہو اور بعض متاخرین (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے فرمایا ہو کہ خطابِ نذر کو خطابِ کفارہ پر مقدم رکھنا واجب ہوگا اور صومِ کفارہ کی تکلیف ساقط ہوجائیگی اسلیے کہ صورتِ مفروضہ مین تتابع ممکن نہین ہو جو صومِ کفارہ کی صحت مین شرط ہو اور عدمِ شرط کو انتفائے مشروط لازم ہو پس صومِ کفارہ کا فرض اطعامِ مساکین کیطرف منتقل ہوگا اور یہ قول کچھ نہین ہو (بغایت ضعیف ہو) کیونکہ اسمین ادلۂ شرعیہ کی مخالفت لازم آتی ہو اور صومِ نذر کا سقوطِ تکلیف یا تتابع مین قادح ہونا مسلّم نہین ہو اور یومِ مذکور مین روزۂ نذر کا معین ہونا

صفحہ یعنی نذر سے کہ
ماہ رمضان میں غیر رمضان
کے روزہ کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ
خود رمضان مبارک کے روزہ کی نذر کیجائے
یا میں یعنی کو وجوب ہی کے علاوہ بوجہ نذر بھی ادا ہوسکا
التزام کر لیا جائے اور ماہ مبارک کے روزہ پر
روزہ نذر بھی صادق آئے جسکا ثمرہ صورت افطار
میں واضح ہوتا ہے اسلئے کہ اگر نذر روزہ کی صحت کے
قائل ہوں تو حالت افطار میں مخالفت نذر کا کفارہ
بھی لازم ہوگا اور دوسری صورت
یہ ہے کہ ماہ رمضان
میں

علیہ الرحمہ نے جمیل
رمضان کا تعلیل کیا ہے اور عدم وجوب اولی ہے
سے کیا ہے فقط عبارت مصنف سے یہ صورت کی جو
سے ہیں روزہ بالاتفاق صحیح نہیں ہے اور شہید ثانی علیہ الرحمہ
اسلئے ہو جاتا واقع ہوا ہے اسلئے کہ رمضان میں بجز رمضان کا
اور واقع ہوتا سفر فرض ہے اور اس صورت میں
سے یہ جائے کرنا تو نے صوم مستقل کی نیت کی جیسا کہ اتفاقا ماہ مبارک میں
ایک سے کہ جس کی نیت عبارت مصنف سے یہ میں بنا بر یہی صورت مراد ہو اسلئے
روزہ کی نیت کیجائے اور ماہ رمضان کا روزہ ترک کر دیا جائے اور
دوسرے یہ کہ

اگر نذر واجب کی صحت کے قائل ہوں (چنانچہ
(ماہ رمضان اور نذر) سے لازم ہوگا
اور اسکا فائدہ عمداً افطار کرنے
اقوی یہی ہے) تو ماہ مبارک کا روزہ دو سبب
بخلاف اسکے اس مقام پر عدم صحت کا جزم کیا ہے اور
علیہ الرحمہ نے وہاں پر اس مسئلہ میں تردد فرمایا ہے اور
صحیح ہونے پر مبنی ہے جسکی بحث عنقریب آئیگی اور مصنف
فرمایا ہے کہ مصنف کا یہ کلام صوم واجب کی نذر کے
لہذا دوسرے نذر کرنا صحیح ہوگا بعد ازاں
وجوب وجوب پر سابق ہے
کہ شہر رمضان کا

کے مقصود میں یعنی نذر سے ایک رمضان کا
ظاہر ہوگا یعنی جبکہ نذر اس نذر کا انتہی تو نذر میں تحریر فرمایا ہے
روزہ کا نذر سے لازم ہونے کا انتہی کلام اسکے عبارت میں یہ صورت مراد ہونا فرمایا ہے
وجوہ جلالت نذر کا انتہی ہوگا اور یہ بیان مرفوع ہے مصنف علیہ الرحمہ نے
کہ مصنف علیہ الرحمہ کی اعتراض نہ ہوگا اور صورت ثانیہ میں جزم
سے دوسری ایک یہ ہے بھی لازم ہے جبکہ اسکے مصنف نے واجب کی نذر بھی
صورت اولی میں تردد فرمایا ہے اور اسکے قائل ہیں اصل نذر ہی تھا ہوگی
سمجھا ہے اور اس تقدیر پر اس مسئلہ کے لئے بھی
واقع ہوتی ہے اور جب نذر کا فیصلہ ہو
تو فیصلہ ہو جائیگا صحیح ہو وہ بھی
ہوتی

فتدبر وههنا زيادة كلام رأيت تركها اسهل ١٢

(اگرچہ مکرر ہو) بیوجہ نہین ہی پس روزۂ نذر کے بعد صومِ کفارہ کو ادا کریگا اور اوسکی وجہ سے ماہ اول یا ماہ دوم مین تتابع ساقط نہو گی اسلیے کہ وہ (روزۂ نذر) ایسا عذر ہی جس سے احتراز کرنا ممکن نہین ہی اور اس حکم مین وجوب تکفیر (کفارہ دینا) کا نذر پر مقدم یا اوس سے موخر ہونا مساوی ہی اسلیے کہ یوم مذکور مین صومِ منذور کے ادا کرنے کی تعیین اون ادلۂ شرعیہ سے ہو چکی ہی جنسے ہر زمانے مین نذر کے واقع کرنے کی مشروعیت (جواز) مستفاد ہوئی ہی اور وجوب کفارہ کا مقدم ہونا اوسکے منعقد ہونے اور قاطعِ تتابع نہونے کے منافی نہین ہی اور جبکہ کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اوسکی مقدار کو معین نکرے تو روزہ کی اقل مقدار جو ادائے نذر مین کافی ہو وہ ایک روز ہی اسلیے کہ ہمارے نزدیک ایک روز سے کم کا روزہ صحیح نہین ہو سکتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور مقدار صدقہ کو معین نکرے تو ادائے نذر کے لیے مال کے اقل اوس مقدار کا تصدق کرنا کافی ہوگا جسکو اسم صدقہ شامل ہی اور اگر کوئی شخص کسی بلد معین مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکو ہر مکان کا روزہ رکھنا ادائے نذر کے لیے کافی ہوگا اسلیے کہ مکان مخصوص کو باقی مکانون پر کوئی ترجیح نہین ہی لہذا ہر مکان مساوی ہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اوسنے صومِ منذور کو مکانِ مخصوص کے ساتھ مقید کیا ہی پس اوسکے علاوہ کسی دوسرے مکان کا روزہ کافی نہونا چاہیے اور انعقاد نذر کے لیے فقط اصل صوم کا راجح ہونا ضرور ہی جو صورتِ فرض مین حاصل ہی اگرچہ مکان مخصوص کو باقی مکانون پر فی نفسہ کوئی مزیت نہو اور اگر کوئی شخص کہے للہ علی ان اصوم زمانا (حقتعالے کے لیے مجھپر ایک زمانہ تک روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوسپر پانچ مہینے کے روزون کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے للہ علی ان اصوم حینا (حقتعالے کے لیے مجھپر ایک وقت تک روزہ رکھنا لازم ہی) تو اوسپر چھ مہینے کے روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ حضرت امیر المومنین سلام اللہ علیہ نے صوم زمان و حین کی نذر مین ارشاد فرمایا ہی الزمان خمسة اشهر والحين ستة اشهر (زمان سے پانچ مہینے اور

والوجه عليه ... ذلك ان الصوم ... قوله لا يسقط به التتابع ... لان النذر ... على ذلك ... لا يجوز ذلك ... ويتساوى ... وجوب التكفير ... على النذر صوم ... واذا نذر ان يصوم مطلقا فاقله يوم ... وكذا لو نذر ان يتصدق اقتصر على اقل ما يتناوله الاسم ... ولو نذر الصيام في بلد معين قال الشيخ صام اين شاء وفيه

تردد من نذر ان يصوم زمانا كان خمسة اشهر

متعلقہ صفحہ (٢٠٨)

مراد ہیں اور ان دونوں روایتوں سے توتی اکلہا کل آہ میں بھی چھ مہینے لفظ حین سے قول حق سبحانہٗ ہوا اور فرمایا سیلے کہ اور سکو چھ مہینے کے مؤذن کا سوال کیا گیا تھا آپ سے بھی ایسے ہی مسئلہ کا امیر المومنین علیہ السلام سے حضرت

[illegible] علمائے امامیہ [illegible] انتقال [illegible] علیہ السلام [illegible] انتقال [illegible] ان اللہ تعالے [illegible]

فصل

شخص نے کہا عرف و لغت میں حین وقت کو [illegible] انتظار ان حین [illegible] [illegible]

بمعنی [illegible] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول [illegible] حضرت امام معصوم علیہ السلام سے منقول [illegible] ان علیا علیہ السلام قال [illegible] ان بعض [illegible] الزمان

یعنی کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اور [illegible] میں صوم حین کی نذر کی ہو اور پھر کسقدر روزون کا اور کرنا لازم ہوگا پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ

خمسۃ اشہر والحین ستۃ اشہر لان اللہ تعالی یقول توتی اکلہا کل حین یعنے
حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس شخص کے حال میں جسنے صوم زمان
کی نذر کی تھی ارشاد فرمایا ہو کہ زمان کا پانچ مہینے اور حین کا چھ مہینے پر حمل
کیا جائیگا اسلیے کہ قول باری تعالی توتی اکلہا آہ میں بھی چھ مہینے مراد ہیں اور
نیز خبر ابی ربیع شامی میں وارد ہوا ہو سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن حین قال اللہ

[illegible]

صین سے چھ مہینے مرادہین) اور اگر ناذر نے لفظ زمان وحین سے صیغۂ نذر کے وقت کسی دوسرے معنی (جیسے ایک روز یا دو مہینے کا قصد کیا ہو تو اوسی پر عمل کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ نذر مین بھی قسم کیطرح نیت کا اعتبار ہے اور لفظ مذکور کا باعتبار عرف ولغت زمان قلیل وکثیر دونون پر اطلاق ہوتا ہے **تیسرا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر صلوۃ (نماز) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص نماز کی نذر کرے اور اوسکی رکعتون کو معین نکرے تو ادائے نذر کے لیے کم سے کم دو رکعتون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور ایک رکعت کا ادا کرنا کافی نہوگا اسلیے کہ نماز ہائے معہودہ اور غالبہ مین کوئی نماز دو رکعتون سے کم نہین ہے اور ایک رکعت کی نماز بغایت نادر ہے اور نماز وتر کے سوا کسی نماز مین مشروع نہین ہے اور بعض علماء (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے فرمایا ہے کہ ایک رکعت بھی ادا مین کافی ہوگی اور یہ قول خوب ہے اسلیے کہ ایک رکعت کی نماز اگرچہ نادر ہے لکن اوسکی مشروعیت ثابت ہے جو انعقادِ نذر کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان افعل قربۃ (حقتعالی کے لیے مجھپر ایسے فعل کا بجالانا واجب ہے جس سے تقرب حاصل ہو) اور کسی خاص فعل کی تعیین نکرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے کسی عبادت کا بجالانا کافی ہوگا خواہ روزہ رکھے یا کچھ مال تصدق کردے یا دو رکعت نماز بجالائے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ادائے نذر کے لیے ایک رکعت کا بجالانا بھی کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مسجد معیّن مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز منذور کا بجالانا واجب ہوگا اسلیے کہ یہ (نماز کا مسجد معیّن مین بجالانا) عبادت ہے اور اسیطرح اگر مسجد کے کسی مکان معیّن مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص ایسے مکان مین نماز پڑھنے کی نذر کرے جسمین عبادت کرنے کو باقی مکانون پر کوئی مزیت (فضیلت) نہو بعض علمائے فرمایا ہے کہ اوسکی نذر منعقد نہوگی باین معنی کہ اوسپر نماز کا مکان مذکور مین بجالانا معیّن نہوگا بلکہ فقط نماز کا ادا کرنا لازم ہوگا جس مکان مین چاہے ادا کرے اسلیے کہ نفس نماز کو رجحان حاصل ہے اور اس قول مین تردد ہے اسلیے کہ اوصافِ منذور کے راجح ہونے کا اعتبار ثابت نہین ہوا بلکہ نفس منذور کا راجح ہونا

ولو نذر حيناً كان ستة اشهر ولو نوى غير ذلك عمل النذر لزم ما نوى

مسائل الصلوة

اذا نذر صلوة فاقل ما يجزيه ركعتان وقيل ركعة وهو حسن وكذا لو نذر ان يفعل قربة ولم يعينها كان مخيرا ان شاء صام وان شاء تصدق وان شاء صلى ركعتين وقيل يجزيه ركعة ولو نذر الصلوة في مسجد معين او مكان معين من المسجد لزم ولو نذر الصلوة في مكان لا مزية فيه للطاعة قيل لا يلزم وتجب الصلوة ويجزي ايقاعها في كل مكان وفيه تردد

انعقاد نذر کے لیے کافی ہو جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہو اور اگر کوئی شخص کسی وقت مخصوص مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز کا اوسی زمان مخصوص مین بجا لانا لازم ہوگا **چوتھا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر عتق (آزاد کرنا) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص کسی غلام مسلم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور غلام موصوف کا آزاد کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کافر غیر معین کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو منعقد نہوگی اور اگر کافر معین کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو آیا اوسکی نذر منعقد ہوگی یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہو لیکن اوسکا منعقد اور لازم نہونا اشبہ ہو اور اگر کوئی شخص عتق رقبہ (مملوک کا آزاد کرنا) کی نذر کرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے کسی مملوک (غلام یا کنیز) کا آزاد کر دینا کافی ہوگا صغیر ہو یا کبیر صحیح ہو یا معیب (جسمین کوئی عیب ہو) بشرطیکہ کوئی ایسا عیب نہو جو موجب حریت ہو (جیسے اوسکا زمین گیر ہونا) والا کافی نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ محکوم بحریت ہو اور اگر کوئی شخص کسی مملوک کی بیع نکرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علیّ ان لا ابیع مملوکی فلانا (حقتعالی کے لیے مجھپر اپنے فلان مملوک کا فروخت نکرنا لازم ہو) تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان اوسکے فروخت کرنے کیطرف مضطر ہو تو آیا اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہین پس بعض علما (شیخ الطائفہ و قاضی ابن براج وغیرہ) نے فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ انعقاد نذر کے بعد اوسکا فروخت کرنا حرام ہو گیا تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا لیکن وقت ضرورت اوسکی بیع کا جائز ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اس صورت مین تعلق نذر مرجوح اور اوسکا حکم باطل ہو جاتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے ہر اوس غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا جسپر اوسکی ملک مین چھ مہینے یا زائد گذر چکے ہون جیسا کہ مرسل داؤد مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہو **پانچوان مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر صدقہ سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور اسی پر اقتصار کرے تو اوسپر اوس قدر مال کا تصدق کرنا لازم ہوگا جسپر اسم صدقہ صادق آتا ہو اگرچہ قلیل ہو (جیسے ایک درہم) اور اگر

مال تصدق کے لیے کوئی مقدار بھی معین کرے تو اوسی کا تصدق کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص مال کثیر کے تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان عوفیت فللہ علیّ ان اتصدق بمالٍ کثیر (اگر مجھکو فلان مرض سے صحت حاصل ہوئی تو حقتعالے کے لیے مجھپر مال کثیر کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہے) تو اوس سے اسّی درہم مراد لیے جائینگے جیسا کہ ابو بکر حضرمی کی روایت مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے صورت مفروضہ مین ارشاد فرمایا یتصدّق ثمانین درھما فانہ یجزیہ ذلک بینہ فی کتاب اللہ اذ یقول لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ والکثیرۃ فی کتاب اللہ ثمانین اور اگر کوئی شخص مال خطیر یا جلیل کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے (مثلاً کہے ان عوفیت فللہ علیّ ان اتصدق بمالٍ خطیرٍ یا کہے بمال الجلیل) تو لفظ مذکور سے اوسنے جس مقدار کا ارادہ کیا ہوگا اوسیکے ساتھ تفسیر کریگا اور اگر موت وغیرہ کیوجہ سے اوسکی تفسیر کا معلوم ہونا متعذر (دشوار) ہوجائے تو اوسکے ولی (وارث) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اوسکی تفسیر پر عمل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مقام معین مین تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اگر مال صدقہ کو کسی دوسرے مقام پر صرف کریگا تو اوسپر مقام منذور مین اوسیقدر صدقہ کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے جمیع مال کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے (للہ علیّ ان اتصدق بجمیع ما املکہ (حقتعالی کے لیے مجھپر اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہے) تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسپر عمل کرنا لازم ہوگا پس اگر جمیع مال کے ساتھ تصدق کر نہین سکتا یا اوسکے عیال کا ضرر ہو تو اپنے کل مال کی قیمت کو تشخیص کرے بعد ازان بدفعات تصدق کرے تا اینکہ اوسکو قدر واجب کے ساتھ تصدق کرنیکا علم حاصل ہو اور اگر کوئی شخص اپنے بعض مال کے فی سبیل الخیر (وہ امر خیر جسکا بجا لانا باعث تقرب ہو) تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مال مذکور کا فقرائے مومنین یا حج یا زیارت یا مومنین کی کسی اور مصلحت مین تصدق کرنا برائت ذمہ کے لیے کافی ہوگا اور کسی خاص مصلحت مین تصدق کرنا معین نہوگا چھٹا مطلب

کافی ہو جیسا کہ خود نادر کے قول سے بھی مفہوم ہوتا ہے
تصدق کی جائے اگر وہ بعینہ مال ... نذر کرنے کی ... جواب ... تصدق
اور ... تعمیل ... کے لئے کافی ہے ... مقصود ... اور ...

٤ — ... مستند ... از ... صادق ...
ابن ... سے ... امام جعفر صادق علیہ السلام ... عبد اللہ
... قال ... لابی جعفر علیہ السلام ...
علیہ السلام ... قال جعلت فداک انی ... ان ...
... انفذ ... ان ... اصل ... بیع ... الی ...
علی نفسی ان اتصدق ... عیالی ... ان اسلم ... وانی ...
... قد ... کل ... علیہ السلام ... الطلق ...
... ابو عبد اللہ علیہ السلام ...
والتصدق ... ما ... کتب ... جلد ...
... الصحیفۃ ... فی ...
... الناس ... ان ... الی ... علی ...
ان ... الی ... من ...
تصدق ... لہ ...

ان تجیٔ الصحیفۃ ... وافرۃ (?) ... فاذا کان ...
فانفق الی الرجل الذی وصیت الیہ ...
... والصدقۃ ... منہ ... واحصیتہ فاذا کان الربع (?)
... فی کل سنۃ ...
فی نفقۃ ... ما ... فی ... تلک السنۃ ...
انشاء اللہ تعالیٰ قال فقال الرجل ... ذالک
وجہ ... صلی اللہ ... فداک ... بان ... سوال ...

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت با سعادت میں حاضر ہوا اور بعد سلام عرض کیا کہ میں نے اپنی صحت و عافیت کے زمانہ میں اپنے جمیع مال کے تصدق کرنے کا عہد کیا تھا چنانچہ حق تعالیٰ نے مجھکو عافیت کرامت فرمائی اور میں نے اپنے اہل و عیال کو فلاں قریہ میں منتقل کر دیا ہے اور اپنے مکان اور دیگر اموال کو فروخت کرکے تصدق کر دونگا ... پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم یہاں سے جاکر اپنے مکان اور ... اور دیگر مال کی قیمت مشخص کرو اور اوسکو کسی کاغذ میں ... کرو اور بعد ازاں وہ کاغذ کسی ... کے حوالہ کرو اور اوسکو وصیت ... کرو ...

ان کی ... مال ... تصدق کرنا ... صرف ...
... مال ... تصدق ... اور ...
... سال ... جمیع ... اور ...

بطلان ... تصدق ... نذر ... صحیح ...

اون مسائل کے بیان مین جو نذر ہدی (کسی شی کا خانہ کعبہ کے لیے ہدیہ کرنا) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص ہدی بدنہ (ناقہ یعنی اونٹ یا گاے کا ہدیہ کرنا) کی نذر کرے اور کسی مقام کو معین نکرے تو یہ اطلاق خصوص خانہ کعبہ کیطرف منصرف ہوگا اسلیے کہ عرف شرع مین استعمال ظاہری ہوا اور اگر کوئی شخص نذر مذکور مین مقام منی کا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسکے موافق عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اون دونون مقامون (خانہ کعبہ و منی) کے سوا کسی مقام مین ہدی بدنہ کے نذر کرے تو منعقد نہوگی اسلیے کہ یہ طاعت نہین ہو کیونکہ ہدی کا غیر موضعین مین مشروع ہونا ثابت نہین ہوا اور اگر کوئی شخص فقط نذر ہدی پر اقتصار کرے (مثلاً کہے للہ علی ان اھدی) اور کسی شی کو معین نکرے تو اوسکا اطلاق خصوص انعام (گوسپند۔ گاو و شتر) کیطرف منصرف ہوگا اسلیے کہ لفظ ہدی سے عرف شرع مین یہی مراد ہو لکن ناذر کو ادائے نذر کے لیے منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسکو اسم ہدی شامل ہو اگرچہ ہدی حج کے شرائط اوسمین موجود نہون اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صورت اطلاق مین خصوص انعام کا ہدیہ کرنا معین نہوگا بلکہ اوسکو ہر ایسی شی کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسپر اسم مالیت صادق آئے اگرچہ ایک بیضہ ہو اسلیے کہ اسم ہدی کا ہر مال پر اطلاق کیا جاتا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ صورت مفروضہ مین ناذر کو منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا لازم ہوگا جو باب اضحیہ (قربانی) مین کافی ہو اور فقط مسماے ہدی کا ہدیہ کافی نہوگا اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی شخص انعام کے سوا کسی اور مال کے ہدیہ بیت اللہ کرنے کی نذر کرے تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ مشروعیت ہدی فقط انعام سے مختص ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ نذر منعقد ہوگی اور مال منذور فروخت کیا جائیگا اور خانہ کعبہ کے مصالح مین صرف کیا جائیگا اسلیے کہ مال مذکور کو اگرچہ اسم ہدی شامل نہو لکن وہ نذر صدقہ مین داخل ہو پس اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز یا چوپایہ کے ہدیہ کرنے کی نذر کرے تو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کا خانہ کعبہ یا اوس مشہد کے مصالح مین جسکے لیے کہ اوسنے

نذر کی ہو اور اعانت حاج یا زوار مین صرف کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص مکہ معظمہ مین نحر ہدی (منجملہ انعام کسی
حیوان کا قربانی کرنا) کی نذر کرے تو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ وہ داخل طاعت ہی
اور آیا مکہ معظمہ کے فقرا و مساکین پر اوسکے گوشت کا تقسیم کرنا بھی واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اسلیے کہ یہ موافق احتیاط ہی کیونکہ اسمین برارت ذمہ کا یقین حاصل ہی اور فقط اوسکے
نحر پر اقتصار کرنے مین برارتِ ذمہ مشکوک ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص منیٰ مین نحر کرنے کی نذر کرے تب بھی
یہی کلام ہوگا اور اگر کوئی شخص ان دونون مقامون (خانۂ کعبہ و منیٰ) کے سوا کسی اور مقام (جیسے مشہد رضوی)
مین نحر ہدی کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ اسکا از قبیل طاعت
(عبادت) ہونا ثابت نہین ہوا جو متعلق نذر مین شرط ہی لیکن نذر مذکور کا منعقد ہونا اقوی ہی اسلیے کہ
صورتِ مذکورہ مین ناذر نے بقعہ کے فقرا و مساکین پر تصدق کرنیکا قصد کیا ہی جسکا از قبیل طاعت ہونا
واضح ہی اور اگر کوئی شخص اہدائے ہدیہ کی نذر کرے اور اوس سے ناقہ کا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد
ہوگی اور اسیطرح اگر فقط اوسکے ہدیہ کرنے کی نذر پر اقتصار کرے اور اوسکے مدلول سے کسی خاص حیوان کا
قصد نکرے تب بھی اوسکی نذر منعقد ہوگی اور خصوص ناقہ مراد لیا جائیگا اسلیے کہ بدنہ عرفاً و لغتہً مادۂ شتر
سے عبارت ہی اور جس شخص پر کہ نذر کیوجہ سے بدنہ کا ہدیہ یا نحر کرنا واجب ہو اور اوسپر قادر نہو تو
اوسکو ہدیہ کے عوض گاؤ کا ہدیہ یا نحر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس سے بھی عاجز ہو تو اوسپر سات گوسپندون
کا ہدیہ یا نحر کرنا معین ہوگا **چوتھا امر** لواحق نذر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** نذر منعقد
کی مخالفت کرنیمین کفارہ یمین لازم ہوتا ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ وہ کفارہ لازم ہوتا ہی جو روزۂ رمضان کے
افطار کرنے مین لازم ہوتا ہی لیکن قولِ اول اشہر ہی اور کفارہ نذر اوسوقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ اوسکی
مخالفت از راہ عمد و اختیار صادر نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی کسی سال معین کے روزون کی نذر کرے
تو اوسپر مجموع سال مین روزہ رکھنا واجب ہوگا البتہ اس حکم سے فقط دو زمانے مستثنیٰ ہین **اول** عیدین

(فطر و اضحیٰ) کا روزہ **دوم** ایام تشریق کا روزہ اوس شخص کے لیے جو منیٰ مین موجود ہو اور جسطرح کہ ایام مذکورہ (عیدین و ایام تشریق) کا روزہ رکھنا صحیح نہین ہی اسیطرح اونکے روزون کی قضا بھی ساقط ہی اسلیے کہ ایام نذر سے خارج ہین اور اگر ناذر مذکور منیٰ کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر موجود ہو تو اوسکو ایام تشریق کا روزہ رکھنا بھی لازم ہوگا اور اگر اثنائے سال مین کسی دن کے روزہ کو بدون عذر از راہ عمد افطار کرے گا تو اوسکا قضا کرنا لازم ہوگا پس اگر ناذر مذکور نے اپنی نذر مین تتابع صوم کی شرط نکی ہو تو اوسکو بنا کرنا (یعنے جسدن سے روزہ کو افطار کیا ہی اوسی دن سے روزہ رکھنا) جائز ہوگا اور حلف نذر کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اگر تتابع صوم کو بھی شرط کیا ہو تو استیناف کرنا معین ہوگا اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے نصف سال کے بعد روزہ کو افطار کیا ہو تو اوسکو بنا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ تجاوز نصف کیوجہ سے حکم استیناف باطل ہو جاتا ہی اگرچہ اوسنے عمداً تفرقہ کیا ہو اور اگر نصف سال کے قبل روزہ کو افطار کیا ہی تو بنا کرنا جائز نہوگا بلکہ استیناف کرنا معین ہوگا اور یہ قول از قبیل تحکم (بے دلیل) ہی اور اگر ناذر مذکور نے روزہ کو کسی عذر (جیسے بیمار ہونا یا خون حیض یا نفاس کا موجود ہونا) کیوجہ سے افطار کیا ہی تو اوسکو دونون صورتون (خواہ تتابع کو شرط کیا ہو یا نکیا ہو) مین بنا کرنا صحیح ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص صوم دہر کی نذر کرے تو اوسکی نذر صحیح ہوگی و عیدین (فطر و اضحیٰ) ساقط ہوگا اور اسیطرح ایام تشریق کا روزہ بھی اوس شخص کے لیے ساقط ہوگا جو منیٰ مین موجود ہو اور ناذر مذکور کو سفر مین افطار کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح زن حائضہ کو ایام حیض مین افطار کرنا لازم اور روزہ رکھنا حرام ہوگا اور اون دونون (مسافر و حائض) پر قضا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ (صوم دہر) مین اوسکے لیے کوئی وقت نہین ہی اور سفر ضروری (جسکے ترک مین کسی نفس محترمہ یا مال محترم وغیرہ کے تلف ہونیکا خوف ہو) بھی مثل عذر ہی جسکی وجہ سے تتابع صوم منقطع نہین ہوتی ہان سفر اختیاری (غیر ضروری) کیوجہ سے تتابع صوم منقطع ہو جاتی ہی اور اگر کوئی شخص کسی سال غیر معین کے روزون کی نذر کرے اور تتابع صوم کی شرط نکرے تو اوسکو تتابع اور تفرقہ مین اختیار ہوگا اور اوسکو ادائے نذر کے لیے بارہ مہینے کا روزہ رکھنا

کافی ہوگا اگرچہ تفریق رکھے اور اگر تتابع کی بھی شرط کی ہو تو اوسکو بدون فاصلہ بارہ مہینون کے روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور مہینے سے باعتبار عرف وہ مدت مراد ہو جو بین الہلالین (دو چاندون کے درمیان) واقع ہو (خواہ اونتیس روز ہون یا تیس روز) بشرطیکہ انکسار نہو اور اگر انکسار ہو تو اوس سے پورے تیس روز مراد لیے جائینگے پس اگر ناذر مذکور ماہ شوال کو روزہ رکھے اور وہ ناقص (اونتیسا) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکو ماہ مذکور کا بعوض عید ایک روزہ کے ساتھ کامل کرنا کافی ہوگا اسلیے کہ اوسپر مہینہ صادق آتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکا دو روز کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ ماہ شوال مین روز عید کیوجہ سے انکسار موجود ہو لہذا اوس ماہ کے لیے پورے تیس روز کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور فقط مقدار انکسار کا قضا کر دینا کافی نہوگا اور اسیطرح اگر ناذر مذکور ایام تشریق مین بمقام منی موجود ہو اور ماہ ذیحجہ کو روزہ رکھے اور وہ کامل (تیسا) ہو تو اوسپر روز عید اور ایام تشریق کے عوض مین چار روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر ناقص (اونتیسا) ہو تو اوسکو پانچ روز کا ادا کرنا واجب ہوگا جسکی وجہ بھی مذکور ہوئی اور اگر کوئی شخص ایک سال کے روزون کی نذر کرے اور ایک سال کے روزے رکھے تو اوسکو ماہ رمضان اور عیدین (فطر و اضحی) کے عوض مین اوسکا بتیس روزون کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور ایام مذکورہ (رمضان و عیدین) کیوجہ سے تتابع صوم باطل نہوگی اسلیے کہ اوسکو ایام مذکورہ سے احتراز کرنا ممکن نہین ہو اور اگر ناذر مذکور منی مین موجود ہو تو اوسپر ایام تشریق کے عوض کا ادا کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مہینہ کے روزون کی بشرط تتابع نذر کرے تو اوسپر ادائے نذر کے لیے ایسے مہینہ کا اختیار کرنا واجب ہے کہ جسمین کہ تتابع ممکن ہو اور اقل ماہ جسکا اختیار کرنا ناذر مذکور پر لازم ہوگا وہ مہینہ ہو جسمین نذر کے روزون کا پے در پے ادا کرنا ممکن ہو علیٰ ہذا اگر ماہ ذیحجہ کو اختیار کریگا تو جائز نہوگا اسلیے کہ اوسمین روز عید کیوجہ سے تتابع صوم منقطع ہو جاتی ہو تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص ماہ رمضان کے پہلے روزہ کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ اوسکے روزے اصل شرع سے بدون نذر بھی واجب ہین پس اوسکا بذریعہ نذر لازم کرنا از قبیل تحصیل حاصل ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے اوسکے روزون کا اصل شرع سے واجب ہونا بوجہ نذر واجب ہونیکے منافی نہین ہو چوتھا مسئلہ کسی معصیت (گناہ) کی نذر منعقد نہین ہوتی اور اوسپر

کفارہ بھی واجب نہین ہی تو مثلاً اگر کوئی شخص کسی آدمی کے ذبح کرنے کی نذر کرے خواہ باپ یا مان یا فرزند ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو خواہ اسی ہو یا اجنبی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے للہ علی ان اقتل زیداً ظلماً (حقتعالے کے لیے مجھپر زید کا از راہ ظلم قتل کرنا لازم ہی) یا کہے للہ علی ان اشرب خمراً (حقتعالی کے لیے مجھپر شراب کا پینا لازم ہی) یا کہے للہ علی ان ارتکب محظوراً (حقتعالے کے لیے مجھپر کسی فعل حرام کا بجالانا لازم ہی) یا کہے للہ علی ان اترک فرضاً (حقتعالی کے لیے مجھپر کسی فعل واجب کا ترک کرنا لازم ہی) توان جملہ صورتون مین اوسکی نذر منعقد نہوگی بلکہ لغو و مہمل قرار پائیگی اور اگر کوئی شخص چار ہاتھ پاون پر طواف کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علی ان اطوف علی اربع (حقتعالے کے لیے مجھپر چار ہاتھ پاون کے ساتھ طواف کرنا لازم ہی) تو اس مسئلہ کا حکم باب حج مین مذکور ہو چکا ہو اور اقرب یہ ہی کہ نذر مذکور منعقد نہوگی اسلیے کہ یہ ہیئت مشروعہ کے خلاف ہی پانچوان مسئلہ جبکہ نا ذر اپنی نذر کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اوسکا فرض ساقط ہو جائیگا پس اگر کوئی شخص کسی سال معین مین حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکو کوئی شی مانع ہو جائے تو اوسکی نذر ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازان اوسکے ادا کرنے مین عاجز ہو جائے تب بھی اوسکی نذر ساقط ہو جائیگی لیکن اسصورت مین محمد بن منصور نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے بعوض ہر یوم ایک مد طعام (گندم) کے ساتھ تصدّق کرنے کو روایت کیا ہی چھٹا مسئلہ عہد کا بھی وہی حکم ہی جو یمین کا حکم ہی اور اوسکی صورت یہ ہی عاھدت اللہ انہ متی کان کذا افعل کذا (مین نے خدا سے عہد کیا کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم ہی) یا علی عھد اللہ انہ متے کان کذا افعل کذا (مجھپر خدا کا عہد ہی کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم آتا ہی) پس اگر فعل معاہد علیہ (وہ کام جسپر کہ عہد کیا ہی) واجب یا مندوب یا ترک مکروہ یا اجتناب محرم (فعل حرام سے پرہیز کرنا) ہو تو عہد لازم ہوگا اور اگر بالعکس ہو (فعل واجب یا مستحب کے ترک کرنے یا فعل حرام یا مکروہ کے بجالانے پر عہد کیا جائے) تو لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی فعل مباح کا عہد کرے تو مثل یمین (قسم) لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کے ترک پر عہد کرے جسکا بجالانا

بھتر ہو یا کسی ایسے فعل کے بجالانے پر عہد کرے جسکا ترک کرنا اولی ہو تو اوسکو اولی کا اختیار کرنا سزاوار ہوگا اور
اوسکی مخالفت پر کفّارہ لازم ہوگا اسلیے کہ لزوم کفارہ مین متعلق عہد کا راجح ہونا شرط ہو جسکا فقدان محل بحث
مین مفروض ہو اور مخالفتِ عہد کا کفّارہ بھی وہی ہو جو مخالفتِ یمین کا کفّارہ ہو اور ایک روایت مین وارد
ہوا ہو کہ مخالفت عہد کا وہ کفّارہ ہو جو ماہِ رمضان مین ایک روزہ کے افطار کرنے سے لازم ہوتا ہو اور
یہی روایت اشہر ہو **ساتوان مسئلہ** نذر اور عہد نطق صیغہ کے ساتھ اتفاقاً منعقد ہوتے ہین اور آیا
بدون نطق محض ضمیر و اعتقاد کے ساتھ بھی منعقد ہوتے ہین یا نہین پس بعض اصحاب نے فرمایا ہو کہ منعقد ہوتے ہین
اسلیے کہ وہ دونون داخل عبادت ہین جسمین در اصل اعتقاد کا اعتبار ہو کیونکہ حضرت نے ارشاد فرمایا
انما الاعمال بالنیات لکن اون دونون کا بدون نطق منعقد ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ نظر عرف مین
محض اعتقاد پر عہد و نذر صادق نہین آتا اور اخبار کثیرہ سے اون دونون کے منعقد ہونے مین تلفظ صیغہ کا
شرط ہونا مستفاد ہوتا ہو اور عبادتِ لفظیہ مین تنہا نیت کافی نہین ہو ۵

قسم ایقاعات تمام ہوی والحمد للہ اوّلاً و آخراً و باطناً و ظاہراً
کتبہ العاصی سید محمد تقی خورشید رقم

غلطنامہ کتاب روائع الاحکام جلد ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲	ہی	یہی	۵۷	۱۴	وطی پانیکا	وطی ثانیکا
۲۱	۱۸	اور پہ	اور یہ	۵۸	۱	ستشکال	اشکال
۲۱ و ۲۲	۰	کتاب النکاح	کتاب الطلاق	۶۹	۱۲	اغماء	اغمار
۳۵	۷	غزمار	عزماء	۷۲	۶	صبرلازم	صبر کا لازم
″	۸	غزمار	عزمار	۷۸	۱۰	انکا	انکار
۵۱	۱۷	یا انت	انت	۸۲	۱۳	زنانہ	ترمانہ
۵۶	۱۹	ایک ہر زوجہ کے	ہر ایک زوجہ کے	۸۲	۱۸	کا	کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	کعان	لعان
۹۳	۱۷	سائنہ	سائبہ
〃	〃	(زیر سطر) سایبہ	سائیہ
۹۴	۱۳	اسلیئے	اسلیئے کر
۹۵	۱۱	بوبہ	بوجہ
۹۶	۱۷	ہنوگا	ہوگا
۱۰۶	۱۱	تمدبر	مدبر
[illegible] ۱۰۸	۰	کتاب العتق	کتاب التدبیر
۱۰۹	۱۹	آزادا	آزاد
۱۱۱	۱۹	حصۂ مدبرہ	حصۂ مدبرہ
۱۲۲	۱۷	دوتون	دونون
۱۲۶	۳	آقار	آقا
〃	۱۳	اقوت	اخوات
۱۳۸	۱۸	علّی	علی
۱۴۱	۱۹	مجردو	مجرور
۱۵۴	۲	مقر	مقرلہ
〃	۳	ثانی ومکان	ثانی مکان
۱۶۲	۱۵	مقبول ہوگا	مقبول نہوگا
۱۶۳	۱۵	مشروغیت	مشروعیت
۱۷۰	۱۹	انشاءواللہ	انشاءاللہ
[illegible]	۱۲	ایمی	ایمن
[illegible]	۱	متطیبت	متطیب
۱۸۶	۳	بعین	عین
[illegible]	۴	الیس	الیس
[illegible]	۸	عموبں	عموس
[illegible]	۴	تحری	مجزی
۲۰۰	۱۹	ولدان اعطیت	ان اعطیت ولدا
۲۰۳	۱۹	منجلہ عج	منجلۂ حج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		(حاشیہ اردو)	
۹۳	۳۶	حزم	جزم
۱۰۵	۲۹	رقفادر	اقعاد
۱۰۵	۵۴	مجہول	محمول
〃	۳۵	من	یمین
〃	۴۴	مع ولدہ	مع والدہ
۱۲۴	۳۹	ھسم	تم
۱۳۶	۵	پہ	بر
		(حاشیہ عربی)	
۸۴	۳۳	جاد	جاز
〃	۳۵	موبودک	مولودک
۸۵	۹	قال قامت	فان قامت
۸۹	۵	انقفت	انفقت
〃	۱۴	ستیفاء	استیفاء
〃	۳۸	الاحکّام	الاحکام
〃	۴۳	زلو	دلو
۹۲	۱۴	الاشبادۃ	الاشارۃ
〃	۴۲	اغنق	اعتق
۹۵	۴	زلک	ذلک
۹۶	۳۲	مطالیبۃ	مطالبۃ
۹۹	۸	الحوآیۃ	الحرّیۃ
۱۰۳	۳۹	وربث	ورث
〃	۴۶	لقعتق	لعتق
۱۰۴	۱۱	حدہما	احدھما
۱۰۹	۱۲	تدبیرا	تدبیر
〃	۳۷	رحمۃ اللہ	رحمہما اللہ
۱۱۱	۵	موت	یموت
۱۱۲	۴۹	نستغرمہ	تستغرقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۴۲	بعتر	بعد
۱۱۴	۱۰	دبرہ ثم	دبرہ
۱۱۷	۴۳	خامۃ	خدمۃ
۱۲۰	۲۱	اما	ما
۱۵۲	۳۲	ینجودہ	بنجودہ
〃	۷	النظرثانی	النظر الثانی
۱۵۹	۲۳	اکادباع	ارباع
۱۶۳	۹	فی الایجاد وقبول	فی الایجاب
۱۶۴	۳۷	تبذلہا	یبذلہا
۱۶۸	۳۵	النیمۃ	النّسمۃ
۱۷۶	۳۷	مستبجیل	مستعجل
۱۸۱	۷	والادم	والادام
۱۸۴	۱۶	ولوخلف	ولوحلف
۱۹۱	۱۰	والعرف	العرف
۱۲۱	۷	باملک	بالملک
۱۲۲	۱۳	المہابات	المہایات
۱۲۷	۵	تفسا	نفسا
۱۳۳	۸	بنیہا	وبینہا
۱۴۷	۱۹	ثنتہ	ثلثہ
۱۴۹	۱۱	کلفتا	کلفتا
۱۵۰	۶	للسمہ	للسّفہ
۱۵۱	۳۲	سابقہا	سائقہا

واضح ہو کہ

روائع الاحکام کی جلد معاملات مین صفحہ ۲۴۷
سطر ۱۳ پر بجائے عبارت (اور اگر کوئی شخص [illegible]
سے یا عدہ رجعیہ مین زنا کرے) یہ عبارت سہوا لکھی گئی ہے
(اور اگر زن شوہر دار زنا کرے یا عدہ رجعیہ مین عقد کرے)

تقریظ زبدۃ العلماء و عمدۃ الفضلا عالیجناب مولانا مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بہادر دام اقبالہ بی۔ اے منصرم معتمد عدالت امور عامہ سرکار عالی

مجھے سخت تعجب ہے کہ اسوقت تک شرایع الاسلام کا اردو ترجمہ کیون نہین شایع ہوا اہل تشیع مین اس کتاب کا وہی پایہ ہے جو کہ ہدایہ کا اہل تسنن مین ہے اور گوکہ اکثر کتب اہل سنت والجماعت کا ترجمہ ہو چکا ہے اسلیئے اس کتاب کا ترجمہ نہ ہونا قابل افسوس تھا میر ستم علیصاحب تاجر کتب کی قسمت مین یہ فخر لکھا تھا کہ وہ بہ سرپرستی مجلس عالیہ عدالت اسکا ترجمہ کرائین اور چھپوائین اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ترجمہ بھی ویسا ہی سلیس اور مفید ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا اس روشن ضمیر زمانہ مین کوئی شخص فقیہ ہونیکا دعوی نہین کر سکتا جو مذہب اسلام کی مختلف فرقون کے مسائل سے واقف نہ ہو اور وکلا کیلئے تو اور بھی ضرور ہے اور اسلیئے یہ امر قابل مبارکباد ہے کہ اردو مین بھی فقہ اہل تشیع سے واقفیت حاصل کرنیکا عمدہ مواد موجود ہو گیا فقط

(دستخط)

محمد عزیز مرزا

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی محمد زمان خان صاحب بہادر ناظم فوجداری بلدہ

مین نے شرایع الاسلام کے ترجمہ کو جو میر رستم علی صاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے دیکہا مین بہت خوش ہون کہ یہ ترجمہ غنیمت ہے اور حکام اور وکلا دار اہل معاملات کو عمدہ مدد دینے والا ہے مین اسبات کے معلوم کرنے سے اور زیادہ مسرت ظاہر کرتا ہون کہ یہ ترجمہ امتحان کلاء مین حکم عدالت العالیہ مشروط کر دیا گیا ہے یہان کی حالت پر لحاظ کرنے سے یہ امر نہایت ضروری تہا کیونکہ اس ملک مین فرقہ اہل تشیع کثرت سے آباد ہے اور اونکے بیشتر ایسے معاملات عدالت مین پیش ہوتے رہتے ہین کہ جسمین شرع شریف کے احکام تلاش کرنیکی ضرورت ہوتی ہی۔

مین نے اپنے قابل دوست مولوی سید غلام جبار صاحب وکیل ہائیکورٹ کی بہی رائے دیکہی جو ممدوح الیہ نے اس ترجمہ کے بارہ مین لکہی ہے۔ مجہے افسوس کے ساتھہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنی رائے مین جو تذکرہ فرقہ ہای شافعی وحنبلی ومالکی کا فرمایا ہے کہ اونکے دلون پر بہی مثل فرقہ امامیہ فیصلہ جات کا حسب طریقہ حنفیہ ہونا ناگوار رہتا ہے

مجھے اُس سے سخت اختلاف ہے میں جہانتک سمجھتا ہوں ایسا
نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان فرقوں کے اہم مسائل میں
وہ اختلاف نہیں ہے جیسا کہ مولوی صاحب ممدوح نے اپنی رائے
میں طریقہ امامیہ اور حنفیہ کی مسائل کو دکھایا ہے ان تمام فرقوں نے
یہ بات ہمیشہ سے برغبت دل قبول کرلی ہے کہ فیصلہ مقدمات
اُس اصول پر ہو کہ جس طریقہ کا قاضی پابند ہے اور اس میں وہ
نا انصافی اور خلجان نہیں ہے کہ جو فرقہ امامیہ کو اسطرح پابند
کر رہیں ہے میری رائے قدیم سے یہ ہے فرقہ امامیہ کے مقدمات
کا تصفیہ اونہیں کے اصول مذہبی کے رو سے ہونا چاہئے چنانچہ
کئی بار میں اپنی اس رائے کو معزز ممبران لیجس لیٹو کونسل کے روبرو
شد و مد سے ظاہر کر چکا ہوں اور جب ضابطہ مجلس وضع قوانین
کی ترمیم ہو رہی تھی اس بات کو پیش نظر رکھکر اسمیں جو اس موقعہ
پر کہ ماخذ قانون کا کیا ہوگا الفاظ شرع اسلام داخل کی گئی تھی
بہر حال میرے نزدیک اس ترمیم کی ملک کو سخت ضرورت تھی جسکو
سر رستم علی صاحب نے پورا کر دیا ہم لوگوں کو انکا شکر گذار
ہونا چاہئے
(دستخط)
محمد زمان خان

تقریظات وکلائے ہائی کورٹ سرکار عالی

اس کتاب کو میں نے دیکھا واقعی یہ کتاب ایک مستند کتاب

مذہب امامیہ کا ترجمہ ہے لائق مترجم نے جو جانفشانی کی ہے وہ صرف
قابل تحسین ہے بلکہ جو فائدہ اس سے ملک اور ان عام لوگونکو ہوا جو عربی
کتاب کے سمجھنے سے عاری ہیں نہایت قابل قدر ہے اسوقت تک
کوئی ایسی مبسوط کتاب شرع امامیہ کی ترجمہ نہیں ہوئی تھی درحقیقت
ملک اور اہل ملک پر مترجم صاحب کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے بیش بہا وقت کو
اس کار خیر میں صرف کیا اور نہایت صاف زبان اردو میں قریب الفہم ترجمہ
کر دیا فقط

روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام بے نظیر کتاب ہے میری نظر
سے ایسے ترجمہ کم گذرے ہیں کہ با معانی اور لفظی ترجمہ ہو اور
محاورہ کے لحاظ سے بھی ہو فصاحت اور سلیس عام زبان کے ساتھ
ایسا ترجمہ ہو کہ ہر شخص کم علم اوسکو پورا سمجھ سکے اس کتاب
میں یہہ سب باتیں موجود ہیں درحقیقت یہ اردو زبان میں جامع الصفات
ہے اور میری دانست میں اس کتاب کی اردو زبان میں بھی انتہا
ضرورت تھی اسلئے مترجم اس کتاب کی ضرورت کے لحاظ اور
اپنی لیاقت کے اعتبار سے ہر طرح قابل قدر شخص ہیں اور ترجمہ
بہت ہی دلچسپ لائق پسند خاطر خواص و عوام ہے فقط

دستخط
حافظ لطف اللہ وکیل

تقریظات وکلاے ہائیکورٹ سرکار عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی جزیل نوالہ وصلواتہ علے سیدنا محمد وآلہ -

امابعد کمال معدلت ومنتہائے نصفت یہ ہے کہ ہر نزاع کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ فریقین مطمئن ہوجائین - اور اسکے لیئے ضرور ہے کہ فریقین کے مسلمہ احکام و قوانین کے بموجب تصفیہ ہو - اسی نظر سے قبل اسکے کہ کوئی قانون نافذ کیا جائے اوسکا مسودہ جریدہ مین اطلاع عام کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی عذر یا اعتراض ہو وہ پیش کرے - اسکا مناسب مدت تک انتظار بھی ہوتا ہے اور بعدہ حسب ضرورت اصلاح و ترمیم ہوتی ہے اور قانون نافذ ہوتا ہے گویا اسطرح عام منظوری اوس قانون کے متعلق حاصل کرلیجاتی ہے -

مہذب سلطنتون مین بادشاہ بذاتہ گو کسی مذہب کا ہو اوسکو رعایا کے مذہبی امور مین مداخلت نہین ہوتی ہے اون کو اپنے مذہبی امور مین آزادی رہتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ برٹش انڈیا اور سرکار عالی مین رعایا کے مقدمات متعلق بامور مذہبی کے فیصلہ کی نسبت حکم ہے کہ فریقین کے معتقد علیہ احکام کی بموجب کیا جائے مسلمانون مین شرع اسلام و ہنود مین شاستر پر عمل ہوتا ہے -

ممالک محروسہ سرکار عالی مین مختلف مذہب و مشرب کے لوگ رہتے ہین - مسلمانون مین بھی مختلف فرقے اثنا عشری - احناف - شوافع - حنابل - مالکی وغیرہ ہین - لیکن ہمارے عدل گستر رعایا پرور بادشاہ حضور پر نور حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی اور اون کی گورنمنٹ کا سلوک و برتاؤ بلا لحاظ مذہب و ملت سب کے ساتھ ایکسان ہے - اس عہد دولت مین جو انتظام بغرض امن و آسائش رعایا ہوا ہے اوس نظر سے ہم بے تامل کہہ سکتے ہین کہ حضرت بندگان عالی ماصدق علیہ اس اصول

کہے ہین کہ "پادشاہ خیر محض ہوتا ہے" تمام مدارج ترقی و رفاہ و فلاح کے دروازے کھلے ہوئے ہین نکوئی مذہبی روک اور نہ کوئی قومی مانع ہے صرف حسن عمل و قابلیت کی ضرورت ہے - مگر با این ہمہ یہ بہت ہی حیرت انگیز و تعجب خیز امر تہا کہ تمام مسلمانون (وہ حنفی - شافعی - حنبلی - مالکی - شیعہ کوئی ہون) کے نزاعات امور مذہبی کے فیصلہ و تصفیہ کا مدار شریعت حنفیہ پر تھا - درحقیقت یہ امر اُن لوگون پر کہ جو حنفی نہین ہین بہت ہی سخت اور ناگوار تھا - اور اسکا جو اثر کہ اُن کے دلون پر تھا وہ انہین سے پوچھنا چاہیئے - مثلاً بموجب شریعت امامیہ زن ممتوعہ سے اولاد ہو وہ مثل ایسی اولاد کے کہ جو زن منکوحہ سے ہو مستحق ترکہ ہے عصبات کا ذوی الفروض کے ساتھ کوئی حق نہین ہے - مگر شریعت حنفیہ مین زن ممتوعہ سے جو اولاد ہو مستحق ترکہ نہین ہے ذوی الفروض سے جو بچے وہ عصبات کا حق ہے - احکام طلاق مین بعض ایسی صورتین ہین کہ جن مین بموجب فقہ حنفیہ طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن فقہ امامیہ کے موافق نہین ہوتی - حضوری شہود نکاح مین بموجب شرع حنفیہ لازم ہے اور شرع امامیہ کے موافق ضرورت نہین ہے - اور ایسی ہی بہت سی مثالین ہو سکتی ہین - پس اگر فریقین امامیہ کے مقدمات کا فیصلہ شریعت حنفیہ پر رکھا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زن ممتوعہ سے اولاد جو اون کی شریعت کے بموجب مستحق ترکہ تھی محروم ہو جائیگی - اور عصبات جو غیر مستحق تھے حصہ پا جائینگے - ایک عورت جو اپنے مذہبی حکم کے بموجب مطلقہ نہین ہو سکتی تھی مطلقہ ہو جائیگی - ایک نکاح ہوا اونکے مذہب کے موافق لازم تھا چونکہ گواہ نہ تھے نکاح نہ ہوگا اور اس سے یہ دقت پیش آئیگی کہ اگر عورت ایسے حال مین پابندی مذہبی کرے تو تا دام الحیات بلا شوہر رہے ورنہ مبتلا بسفاح ہو جائے - جو ایک نہایت سخت و خلاف مصلحت دست اندازی امور مذہبی مین تھی -

لیکن اس الزام کا مورد مین ہرگز گورنمنٹ کو نہین سمجھتا - اس بارہ مین جو گشتی مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نشان مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۹ ف منظوری سرکار جاری ہوئی تھی - اوسکے الفاظ متعلقہ یہ ہین "مقدمات ترکہ و وراثت نکاح" + + + + + + + +

اگر فریقین ہنود ہون تو شاستر کے بموجب اور مسلمان ہون تو شرع شریف کے طور حقوق کا فیصلہ ہونا چاہیئے"
شرع شریفہ کا عام لفظ شریعت حنفیہ و امامیہ و شافعیہ و جملہ فرق اسلامی کے شرائع پر حاوی تھا -

لیکن یہ عدالتون کی غلطی تھی کہ انھون نے بلا وجہ اس عام لفظ کو خاص شریعت حنفیہ سے مقید ومخصوص کر رکھا تھا۔

۱۳۲۳ف مین جبکہ مقدمہ حکیم شفائی خان بنام حسینی بیگم وغیرہ دائر ہوا اور دارالقضاء نے باوجودیکہ فریقین مذہباً امامیہ تھے فیصلہ فقہ حنفیہ کی بنا پر کیا جس کا اجلاس متفقہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مین مرافعہ ہوا۔ مین نے اپنے لائق و فاضل دوست مولوی محمد عبد الباقر خان صاحب و مولوی محمد ابراہیم صاحب فاروقی وکلائے ہائیکورٹ جنکی حق پسندی کا بہت مین ممنون ہون اور تمام اہل تشیع کو اس امر مین میرا ساتھ دینا چاہیئے کی تائید سے حکام والا مقام کو توجہ دلائی کہ فریقین امامیہ ہین گنتی مین عام لفظ شرع شریف کا ہے اس مقدمہ کا فیصلہ بموجب فقہ امامیہ ہونا چاہیئے اور یہ منظور ہوا اور بعدہ جلسہ کاملہ سے بھی یہی فیصلہ ہوا۔ یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ سرکار عالی کی رعایا کے ایک بہت بڑے حصہ (جو امامیہ ہے) کی شکایت جو موجب کمال دلشکنی تھی رفع ہوئی اور جب سے یہ ہی معمول بہ قرار پایا کہ امامیہ فریقین کے مقدمات کا فیصلہ موافق شریعت امامیہ ہونے لگا۔

مگر جبکہ کوئی قانون یا حکم معمول بہ قرار دیا جائے یہ ضرور ہے کہ عوام عموماً اور حکام و وکلا خصوصاً اوس سے واقف کئے جائین۔ برٹش گورنمنٹ نے بہت بڑے بڑے مصارف سے شرائع و فقہ امامیہ وحنفیہ کے ترجمے اردو و انگریزی مین شائع کرائے ہین بلکہ متعدد مستقل کتابین انگریزی و اردو مین تالیف ہوگئی ہین۔ لیکن سرکار عالی مین فقہ امامیہ کی کوئی کتاب شریک امتحان نہ تھی جو موجب عام واقفیت کے ہوتی۔ یہ بہت بڑا نقصان باقی تھا۔

۱۳۲۸ف کی قسمت مین یہ خوش نصیبی ازل سے مقدر تھی کہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے صیغہ انتظامی سے اس نقص پر نظر فرما کے اس سنہ مین تجویز کی کہ شرائع الاسلام کا ترجمہ شریک امتحان کیا جائے۔

شرائع الاسلام فقہ امامیہ کا ایک جامع اور معتبر متن عربی مین ہے جسکی بہت عمدہ عمدہ شرحین عربی مین ہین۔ مگر عربی دانی کا اسوقت جو حال ہے ظاہر ہے کہ فیصدی دس مسلمان بھی بمشکل ایسے نکلین گے کہ جو عربی سمجھ سکتی ہون۔ بجز اسکے چارہ نہ تھا کہ اردو مین جو ممالک محروسہ سرکار عالی

کی عدالتی زبان ہے ترجمہ کیا جائے۔ مگر ترجمہ کوئی آسان کام نہ تھا اسکے لیے ضرور تھا کہ مترجم عربی اور اردو دونون زبان پر حاوی ہو۔ یہ بہت بڑی دقت تھی لیکن الحمد للہ والمنتہ ر وایع الاحکام (ترجمہ شرایع الاسلام) جسکو بت مجھو صرف کرکے بحکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی۔ میر رستم علیصاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے۔ مین نے دیکھا ترجمہ کے ملاحظہ سے حضرت مترجم کی اعلی درجے کی قابلیت و واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔

واقعی نہایت احتیاط اور مستعدی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقصود اصلی میری نظر مین کہین سے جانے نہین پایا۔ حضرات علمار ربانئین مجتہدین امامیہ دام برکاتہم کے ملاحظہ کا شرف بھی اسکو ملا ہے اور اُن حضرات کی تقریظین اسکی صحت کی کافی ووافی سند ہین تاہم یہ بھی احتیاط کیگئی ہے کہ اسکو حامل المتن طبع کیا ہو کہ باسانی ترجمہ کا اصل سے عند الضرورت مقابلہ ہوسکتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب حکام و وکلاء (اور عموماً جس کو شریعت امامیہ کے واقفیت کی ضرورت ہے اون) کے لیے نہایت بکار آمد ہے۔ اور جو نقصان وہرج بوجہ نہ موجود ہونے کسی ایسی کتاب کے تہا وہ بخوبی رفع ہو گیا۔

اسی طرح میرے اندازے مین ممالک محروسہ سرکار عالیمین قریب پچیس تیس ہزار کے شافعی مذہب صرف عرب ہین۔ اگر اون کے مقدمات کی ضرورت کے خیال سے کسی ایک جامع اور معتبر متن فقہ شافعیہ کا ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔

واللہ متم بالخیر وبہ نتوفق ونستعین۔ الراقم اثم۔ السید محمد غلام جبار وکیل ہائیکورٹ

(مجھے مولوی سید محمد غلام جبار صاحب کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ دستخط محمد ابراہیم فاروقی)

فی الحقیقت اس کتاب کا ترجمہ عمدہ ہے اور وکلاء کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسکی پوری قدر کیجائے گی۔ دستخط سید خواجہ حسن وکیل۔ دستخط فدا حسین وکیل۔

مجھے اسکے مفید و بکار آمد ہونے مین بالکل مولوی سید خواجہ حسن صاحب وکیل کی رائے سے اتفاق ہے۔ دستخط میر اصغر علی وکیل۔ دستخط سید امیر حسن وکیل۔ سید وحید الحسن وکیل۔

جہان تک میرا خیال ہے۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ اور وکلا کے لئے حد سے زیادہ بکار آمد ہے حیدرآباد مین ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کی بہت ضرورت تھی اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ترجمہ

طبع ہوکے شائقین کے میزون پر نہایت چمک دمک کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے۔
دستخط سید ابو القاسم۔ دستخط محمد سراج الدین وکیل۔ دستخط سراج الحق۔ دستخط محمد حسام الحق وکیل۔
میری رائے مین ایسی کتابون کی ایک اہم ضرورت ہے خصوصاً وکلاء وغیرہ کے لیے جنکو ہمیشہ بلحاظ حقوق فریقین ایسے مسائل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جسکا زبان اردو مین ہونا نہایت ضرور ہے۔
(دستخط ابو محمد حسن علی وکیل دستخط نوازش علی وکیل۔)

حامداً ومصلیاً۔ مین نے ترجمہ شرائع الاسلام دیکھا فی الواقع یہ ترجمہ زبان اردو روزمرہ بول چال اسکا اچھا ہے اور اصل مضامین کو مترجم نے صحیح الفاظ مین بیان کیا ہے جس سے اردو جاننے والون کو از حد فائدہ پھونچے گا۔ دستخط مجیب اللہ غفرلہ ذنوبہ وستر عیوبہ۔

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اصل یہ ہے کہ یہ ترجمہ اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ امیدواران وکالت کو جو زبان عربی نہین جانتے نہایت بکار آمد ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ ایسے وقت مین جب عربی کا پڑھنا پڑھانا نا معدوم ہوتا جاتا ہے اس ترجمہ کی بہت ضرورت تھی فقط
(دستخط محمد ابو الحمید۔ دستخط غیاث الدین وکیل)۔

یہ کتاب نہایت ضروری اور کار آمد تھی نہایت خوشی کی بات ہے کہ اسکا ترجمہ ایک لائق اور فاضل نے کیا ہے جو قابل قدر ہے۔ شائقین بہت جلد اسکو خرید کرکے مترجم صاحب کا حوصلہ بڑھائین تاکہ ایسی ہی ایک جامع اور مانع کتاب فقہ شافعی کا بھی ترجمہ ہو جائے
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون (دستخط سید محمد رضوی۔ دستخط سید [illegible]
یہ کتاب بہت عمدہ اور ضروری اور بکار آمد ہے (دستخط محمد عادل وکیل ہائیکورٹ)۔
یہ کتاب نہایت عمدہ اور وکلاء کے لیے ضروری ہے (دستخط محمد کبیر خان وکیل)
واقعی یہ بہت بکار آمد اور نہایت ضروری کتاب ہے (دستخط محمد حمد اللہ وکیل)
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون۔ بیشک اس ترجمہ کی ضرورت ہے
(دستخط محمد عبد الرحیم وکیل۔ دستخط سید محمد منور وکیل)۔
مین اس ترجمہ سے ملک کی بہتری اور رفاہ کی ایک دوسری دلیل ترقی خیال کرتا ہون

اس ملک کی نہایت خوش نصیبی ہے جبکے جملہ مختلف مذہب وا قوام رعایا کے لیئے اُسکے
مذہب کے موافق کتابین انکے سرانجام امور کے لیے موجود ہون اور اپنے اپنے مذہب کے موافق اپنی معاملات
کے تصفیہ کرنے سے وہ نا امید نہ ہون - یہ کتاب اس ملک مین غالباً مذہب اثنا عشری کی معاملات طے کرنیکے لیے پہلے ہی ترجمہ ہوئی
ہے - اور جس سے جو شکایت یا بعض لوگون کے کمی معاملات و علم سے نقص تھا رفع ہو گیا
اگرچہ ابھی تک ضرورتین پوری نہین ہو چکی ہین - اور پیروان طریقہ امام شافعی و امام حنبل و
مالک کے لیے جو اس ملک مین زیادہ ہین کوئی کتاب ترجمہ نہین ہوئی لیکن مین نا امید نہین ہون
اور یقین کرتا ہون کہ کوئی ہمدرد قوم ایسی کتاب کا ترجمہ کر رہا ہوگا یا آئندہ
ترجمہ کرے گا -

یہ ترجمہ بہت ہی عمدہ اور فائدہ رسان ہے خصوص وکلاء اور حکام کو اس سے بہت زیادہ
مدد ملیگی - اور رعایا کے حقوق کے بہت اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی - یہ کتاب نہایت ہی قابل
قدر ہے - اور ملک کو نہایت شوق سے اسکا خیر مقدم کرنا چاہئے (دستخط احمد حسین وکیل - دستخط عبد القادر وکیل)

حقیقت مین یہ کتاب نہایت درجہ عمدہ اور نایاب ہے - اور اس ملک مین نہایت درجہ
اسکی ضرورت ہے - مین جہانتک غور کرتا ہون - آج تک کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ معاملات
اثنا عشری کے طے کرنے کے واسطے مدد ملتی - ترجمہ نہایت درجہ عمدہ ہے وکلار کو اس سے
بہت کچھ مدد ملے گی مجھے بھی مولوی محمد حسین صاحب سے اتفاق ہے (دستخط نواب مرزا وکیل)

کتاب شرائع الاسلام فقہ مذہب اثنا عشریہ نہایت عمدہ اور معتبر کتاب ہے اور جس کا
مستند ہونا مسلمہ ہے اس کتاب کا ترجمہ ہونا حقیقت مین ترقی علم کی دلیل ہے اہل مقدمات
کو اس سے نہایت مدد ملے گی - اور وہ اشخاص جو مذہب اثنا عشریہ کے فقہ سے ناواقف
ہونیکی وجہ سے اوسکی طرف توجہ نہین کرتے اونکی غلطی اس ترجمہ کے باعث رفع ہوجائیگی -
(عبد القیوم وکیل)

مجھے بالکل اس امر سے اتفاق ہے کہ شرائع الاسلام فقہ اثنا عشریہ کا ترجمہ ہوکر داخل امتحان
کیا جائے - فقہ اثنا عشریہ فرقہ وکلار کے لیے نہایت ضروری شئے ہے - اور مین سمجھتا ہون
کہ اسکے بغیر وہ مجموعہ قوانین جو بالفعل داخل امتحان وکلا رہے نا مکمل ہے - ہمارے روبرو

رات دن مسائل فقہ اثنا عشریہ پیش آتے ہین۔ اور ہمکو بغیر کسی معتبر کتاب فقہ اثنا عشریہ کے موجودگی کے دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکے ترجمہ سے یہ دقت رفع ہو جائیگی۔

(دستخط نصیر الزمان خان وکیل)۔

بیشک یہ ترجمہ بہت مفید ہے۔ اور مین کہ سکتا ہون کہ اشخاص قانون پیشہ کے لیے جو عربی دان نہین ہین بے انتہا کار آمد ہوگا۔ (دستخط محمد عبد القادر وکیل)۔

جب اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے یہ تجویز فرمایا کہ ہر مسلمان کے مقدمات کا انفصال اسی کی شریعت کے موافق ہونا چاہئے (جو درحقیقت نہایت صحیح و قرین انصاف ہے) تب وکلا کو اس امر کی سخت ضرورت ہوئی کہ ہر فرقہ اسلام کے مذہبی احکام سے واقف ہون خصوصًا مذہب امامیہ کے احکام کا جاننا اسوجہ سے بہت زیادہ ضروری تھا۔ کہ اس مذہب والون کے مقدمات حنفی مذہب والون کے مقدمات سے کم نہین ہین ایسی حالت مین کسی جامع کتاب کا خصوص اردو مین نہ ہونا نہایت مشکل کا باعث ہوتا ہے۔ تمام وکلا کو مترجم صاحب کا مشکور رہونا چاہئے کہ انہون نے اس عمدہ کتاب کے ترجمہ سے پیشہ وکالت کو ایک نہایت بیش بہا مدد دی میرے نزدیک یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر وکیل کو اسکا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ (دستخط سید عبد الرزاق وکیل)۔ (دستخط حافظ محمد ابراہیم وکیل)

فی الواقع کتاب روائع الاحکام ابواب فقہی کا صحیح اور با محاورہ ترجمہ ہے۔ اور طالبین مطالب کے لیے اوسکا طرز بیان اقرب تفہیم ہے۔ (دستخط محمود علی عفا عنہ)۔

میری بھی وہی رائے ہے جو ہمارے دوست و عنایتفرما جناب مولوی محمود علی صاحب کی ہے۔ (مرزا محمد عمر وکیل)۔

فی نفس الامر ترجمہ با محاورہ اور اصح ہے۔ اور طرز تبئین اور طریقہ استدلال و استخراج احکام فقہی نہایت عمدہ ہے فقط۔

(دستخط ابو الصدق مظہر علی وکیل)

اعلان

یہ [illegible]لع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام بموجب قانون رجسٹری
کتب سرکار عظمت مدار برطانیہ اور سرکار عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ
دونوں جگہ راقم نے رجسٹری کرالی ہے۔ اور حق طبع جزو کل و ترجمہ
وخلاصہ محفوظ ہے۔ پس کوئی صاحب اسکے طبع جز یا کل یا ترجمہ
یا خلاصہ کا قصد نہ فرمائیں ورنہ ذمہ دار مواخذہ قانونی ہونگے

اور جسقدر نسخہ مطلوب ہوں راقم سے یا برادر سید محمد صادق رضا المعروف
سید حسین صاحب تاجر کتب مالک مطبع دبدبہ حیدری لکھنؤ بازار چوک سے بارسال
قیمت یا بذریعہ ویلو پی ایبل طلب فرمائیں۔ راقم سید رستم علی تاجر کتب حیدرآباد دکن
ساکن کوچہ گردیصاحب دوکان پرانی حویلی زیر برآمدہ اعلی حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی